ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

(غالب)

تا ز دیوانم که سرمست سخن خواهد شدن ❊ این می از قحط خریداران کهن خواهد شدن

کوکبم را در عدم اوج قبولی بوده است ❊ شهرت شعرم بگیتی بعد من خواهد شدن

گلزار بادشاہ

تصنیف لطیف شاعر نازک خیال سخن سنج شیرین مقال

عالی جناب الحاج خطیب قادر بادشاہ صاحب بادشاہ مرحوم

رئیس وانمباڑی ضلع شمالی ارکاٹ

برادر بزرگ جناب نواب امین جنگ مولوی احمد حسین صاحب بہادر سی ایس آئی چیف سکریٹری حضور نظام خلد اللہ ملکہ

مرتبہ

جناب محمد اسمٰعیل سیٹھ صاحب المتخلص بہ معصوم ساکن مدراس

باہتمام خاکسار خطیب محمد عبد الرشید عفی عنہ فرزند مصنف مرحوم

سنہ ١٣٣٧ ہ

در مطبع رافع عامہ مطبوع گردید

فہرست مضامین گلزار بادشاہ

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرانہ حمد آلہی مین عندلیب خامہ بسر سجود ہے جسنے گلزار سخن کو سرسبز و شاداب کیا اور نوع بشر
کو اوس سے مستفید فرمایا سحر سحر سے اوسکے مدح سرائی کی شان نمایان مرغان چمن اسکی نغمہ سرائی مین تر زبان
جلّ جلالہ و عمّ نوالہ نعت رسول مقبول مین زبان عجز کا کیا مارا کہ لب کشائی کرے جسنے اپنے اعجاز سخن سے
اقطاع عالم کو مسخر کرلیا اور اعدائے دین کو اپنی سحر بیانی سے مطیع بنالیا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین -

امابعد خاکسار خوشہ چین ارباب علوم محمد اسمعیل متوطن ارباب علم و فن اور دلدادگان سخن کی خدمت مین عرض
پرداز ہے چونکہ عرصہ دراز سے مجھے مصنف رسالہ ہذا کی ہمنشینی کا فخر حاصل ہے اور وہ میرے شفیق دوست
اور میرے مونس و ہمدم تھے لہذا اونکے پاکیزہ خیالات اور نفیس جذبات سے مین جسقدر متاثر ہوا ہون غالباً اوسکا
ذکر یہان بیجا نہوگا نیز اونکی طبعزاد کو روشنی مین لانا بھی ایک ضروری امر ہے تاکہ ناظرین کو اونکے کلام کا موازنہ
کرنے مین سہولت حاصل ہو اونکی پاک اور بے لوث زندگی کبھی لہو و لعب مین صرف نہوی مذہبی امور مین ایسے
منہمک تھے کہ دنیائے فانی کی ذرہ بھر وقعت اونکے دل مین نہ تھی اگرچہ دنیا اونکے قدمون کے تلے تھی اور
خدا نے اونکو مال و دولت سے سرفراز کیا تھا مگر وہ حبّ دنیا سے ہمیشہ متنفر تھے مستحقین کو ہمیشہ اپنے بذل
و ایثار سے فائدہ پہنچانے تھے قومی کامون مین بہت بڑا حصہ لیا کرتے تھے اور بہت سی انجمنون کو اونکی

بیش بہا تائید کا فخر حاصل ہے بلکہ شہر و انباڑی مین بعضے انجمنون کا وجود بھی انہین کے دم سے ظہور پذیر ہوا صوم وصلوات کی پابندی اخیر دم تک قائم رہی اونکا مزاج افراط و تفریط سے بری تھا نہ وہ دقیانوسی خیالات کے بزرگ تھے کہ پُرانی لکیر کے فقیر بنکر جدید تعلیم سے متنفر ہین اور نہ جدید خیالات سے ایسے متاثر کہ مذہب کو خیرباد کہدین بلکہ خیر الامور اوسطہا اونکا طغرائی امتیاز تہا مذہبی ضرورت اونکے پاس مقدم تھی اوسکے بعد بقدر ضرورت امور دنیوی کو اختیار کرنے اور انگریزی زبان حاصل کرنے مین چندان قباحت نتھی جسکا ثبوت جابجا اونکے اشعار سے ملیگا عجز و انکسار کا جوہر اونکی طبیعت سے نمایان تھا غرض خوشنودی خدا مین اونکی عمر بسر ہوی اور خوف خدا اونکے دلمین جاگزین تہا چنانچہ وہ خود فرماتے ہین۔ ؎

اے بادشہ امیدین یون تو بہت ہین لیکن ‏ ہے حُسنِ خاتمہ کی کافی امید واری

تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا کہ وہ جان بحق ہوے خدا وند کریم اونکی پاک روح کو اعلیٰ علیین مین جگہہ دے شعر و سخن مین وہ اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتے تھے ہر ہر شعر اونکے دلی جذبات کا مرقع ہے مذاق سخن اونکا فطری عطیہ تہا اس سے پہلے اونکے دو دیوان شائع ہو کر بقائے دوام کا سرٹیفکیٹ حاصل کر چکے ہین اونکی شہرت عالمگیر ہے یہ اونکے متفرق کلام کا مجموعہ ہے جو بعد وفات مصنف مرحوم ترتیب پایا جسمین ہر قسم کا مذاق اور سامان دلچسپی موجود ہے اس دیوان مین آپ تین قسم کے اشعار پائینگے ایک تو وہ جس مین بلند پروازی اور شوکت الفاظ کے ساتھ حسن بیان اور سلاست زبان کی شان نمایان ہے دوسرے اشعار وہ ہین جس مین سلاست بیان کیساتھ استعارات بدیع اور حُسن بندش کو سادگی کا لباس پھنایا گیا ہے اور وہ اغراق و غلو سے مبرا ہین تیسرے اشعار وہ ہین جسمین نہ بلند پروازی ہے نہ دور از کار تخیل ہے نہ استعارات بدیع ہین ہان حُسن بیان اور سلاست زبان کیساتھ عام فہم الفاظ مین صرف اپنے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے جیساکہ وہ خود فرماتے ہین ؎

صرف اظہار خیالاتِ دلی مقصود ہے ‏ بادشہ کا شاعری سے ورنہ کیا ہے مدعا

کلامِ فارسی ایک ہی سانچے مین ڈہلا ہوا ہے اور اپنی دلاویزی مین کشش کہربائی کا اثر رکھتا ہے جس سے مذاق سخن رکھنے والے حظ وافر اٹھا سکتے ہین آپ حیران ہونگے کہ اردو اشعار مین اسقدر تبدیلی کیون واقع

ہوی اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اونکے وسعت خیالات مین کمی آگئی یا جدت طبع باقی نرہی بلکہ وہ جمع اصناف
سخن پر قادر تھے اونکے خیالات ترقی پذیر تھے اونکے جذبات کا دریا موجزن تہا باوجود اوسکے اونکی یہ روش
اونکی صداقت شعاری پر مبنی تھی اسلیئے کہ وہ فرضی عشق کے پارینہ داستان کو خیرباد کہہ چکے تھے اغراق و غلو
سے طبیعت متنفر ہو چکی تھی یہ نہ کیسے عاشق نہ اونکا کوئی معشوق مگر شاعری کی بدولت فرضی حسن و عشق کے
اشعار مین ایک مدت تک زور طبیعت دکھایا گیا جس کا ثبوت اونکے اگلے دو دیوان سے ملسکتا ہے
اگرچہ اونمین بھی نعتیہ اشعار کا ذخیرہ بہت کچھ ہے اور وہ بھی اپنی نرالی شان کیساتھ کیونکہ عشق حقیقی کا ذوق
انکی طبیعت مین موجود تھا۔ خدا کی شان کہ ابھی عالم شباب باقی تہا اور اونکی طبیعت نے پلٹا کھایا فرضی
عشق کی فرسودہ داستان سے تائب ہو گئے اور عہد کرلیا کہ سوائے حمد و نعت اور نصائح کے کچھہ نہ
لکھونگا جیسا کہ وہ خود فرماتے ہین۔

حمد ہو نعت ہو یا کوئی نصیحت ہو رقم بادشہ کی نہ کوئی اور سخندانی ہے

اس عہد کو اخیر وقت تک نباہا اور خلاف عہد ایک لفظ بھی اونکی زبان و قلم سے نہ نکلا مطبوعہ دیوان کے
سوائے جسقدر اشعار اس مذاق مین لکھے گئے تھے یا تو چاک کر دئے گئے یا ردی کے نذر ہوے۔
بڑی تجسس کے بعد دو غزلیات جو ردی کی ٹوکری سے برآمد ہوے نموناً درج کئے گئے غرض ایک قلیل
مدت تک نعتیہ اشعار کا رنگ وہی تہا جس سے اونکی خصوصیت نمایاں ہوتی تہی جن کو مین نے پہلے قسم کے
اشعار مین شمار کیا ہے۔ لیکن چونکہ ابتدا سے اونپر مذہبی رنگ چڑھا ہوا تہا لہذا رفتہ رفتہ انھون نے دور از کار
تخیل کو خیرباد کہدیا اور انداز بیان کو سادگی پر منحصر رکھکر اغراق و غلو سے اپنے قلم کو باز رکھا فی الحقیقت دور از کار
تخیل سے ایسی الجھنین پیدا ہو جاتی ہین کہ شعر کی غرض فوت ہو جاتی ہے بات وہی کہنی چاہیئے جو کوئی مفید نتیجہ
پیدا کرسکے معمولی باتون مین نتیجہ خیز مضامین پیدا کرنا ہی شاعری کا ما بہ الامتیاز ہے دوسری بات جو
اونکے دل مین پیدا ہوی وہ یہ کہ رضائے الہی اور خوشنودی رسول کے احاطے سے قدم باہر نہو
چونکہ اونکے کلام کی شہرت اقطاع ہند مین پھیل چکی تہی لہذا وہ اس خواہش سے بھی بے نیاز ہو چکے تھے
بلکہ طلب شہرت سے متنفر ہو چکے تھے اپنے تازہ کلام کی بنیاد صداقت شعاری پر رکھی اور اغراق و غلو

سے اجتناب اختیار فرمایا وہ جانتے تھے کہ حسن کلام کو ان بانوں کی ضرورت نہین چنانچہ وہ خود فرماتے ہین۔

حسن اصلی کو ہے کیا زیور کی حاجت بادشاہ ۔۔۔ سادگی کو فخر ہے بالکل مرے اشعار پر

اونکو اپنی صداقت شعاری پر یقین تہا کہ وہ رنگ لائے بغیر نرہیگی اور اب نہین تو میرے بعد ضرور اوسکو فروغ حاصل ہوگا چنانچہ وہ خود فرماتے ہین

بادشہ فکر ہے کیا گر نہین اب قدر سخن ۔۔۔ خلق کو میرے سخن کا ہے مزہ میرے بعد

جنبے جی قدر سخن ہوتی ہے کب اے بادشاہ ۔۔۔ بعد میرے ہونگے سب میرے سخن کے قدردان

قدر سخن نہین اب اے بادشاہ کیا غم ۔۔۔ یک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا

یہ اونکی پیشینگوئی تھی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوی اور لوگ اونکے ہر ہر سخن کی قدر کرتے ہین نعتیہ اشعار کے ذوق کا یون اظہار کرتے ہین۔

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی بادشہ مجکو ۔۔۔ کہان رجحان تھا یون نعتیہ اشعار سے پہلے

بادشہ مین نہ لکھونگا کبھی جز نعت نبی ۔۔۔ سارے اشعار ہین اس سانچے مین ڈھلنے والے

وہ اپنی تبدیلی خیالات کو بھی محسوس کرتے تھے اور جانتے تھے کہ کذب و غلو کے دلدادون کو میرا طرز بیان پسند نہ آئیگا مگر اونکو اسکی پروا نہتی چنانچہ متعدد اشعار مین اسکا ذکر ہے جس مین سے چند اشعار نقل کرتا ہون

سادگی پر منحصر تیرا سخن ہے بادشاہ ۔۔۔ واقعی ہے بات یہ لطف بیان کچھ بھی نہین

اغراق اور غلو اور جدت نہین ہے اسمین ۔۔۔ مرغوب شاعران ہو کیونکر بیان ہمارا

لطف کیا اہل تکلف کو ملے اے بادشاہؔ
بے تکلف بے تصنع ہے نرا ہر ایک سخن

مجھے معذور رکھیں باغ سخن کے گلچین
پہول گرکذب و غلو کے مرے داماں میں نہیں

سخن بادشاہ کا ہے بس سیدہا سادہ
یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہیں ہے

غرض اونکو منظور نہ تھا کہ بوسیدہ خیالات کو اپنے دماغ میں جگہہ دیجاے ورنہ وہ قلم کے دہنی تھے خیال آفرینی میں وہ کسی سے کم نتھے وہ نہ صرف شاعر تھے بلکہ مضمون نگاری میں بھی یدطولی رکھتے تھے وہ ناظم شیرین زبان تھے تو نثار جادو بیان بہی تھے چنانچہ اکثر مضامین اونکے مختلف اخبارات میں شایع ہوا کرتے ہے اونکی تصنیف یادگار بادشاہ میں چند مضامین داخل کیئے گئے ہیں۔ وہ نہ صرف فرضی شاعری کو ترک کیئے بلکہ ایسی شاعری کی مذمت لکھنی شروع کردی جسمیں اونکے بہت سے اشعار موجود ہیں پہر شعرا کو نصیحت کیگئی ہے کہ ایسی شاعری سے باز آئیں اوسکے چند اشعار حسب ذیل ہیں

عشق جو سچا ہے شل روز روشن ہے عیاں
عشق فرضی تو نمونہ ہے شب دیجور کا

مجبو چھوڑ دو جھوٹے فسانے
پڑہو قرآن اور تفسیر دیکھو

گیا وہ اگلا زمانہ وہ شاعری بہی گئی
قدیم طرز کو کیوں اختیار کرتے ہیں

ایسی توصیف کے ہم ہونگے نہ ہرگز قائل
یک سر مو جو جدا ہم سے شریعت ہو جائے

چھوڑ دیں یکلخت وہ بوسیدہ خیالات اپنے
فرضی عشاق کو یا رب یہ ہدایت ہو جائے

کرو سچی مدحت شاعرو تا نفع ہو تم کو
بھلا کیا پاؤ گے عشق بتاں میں مبتلا ہو کر

ع

پاک فرضی عشق سے ہے بادشہ کی شاعری
مجھسے اے رنگین مزاج لطف کیا پائینگے آپ

ع

بتوں پر منسب ہین ہم خدا اپنے پیمبر پر
کسیکا میرے دلپر کچھ اجارہ ہو نہین سکتا

ع

مجھے کیا کام فرضی عشق سے اور فرضی دلبر سے
مین سمجھا ہون مجھے سچی محبت تیرے پیمبر سے

ع

ہم ہین نیاز مند نبی ہمکو کیا ضرور
فرضی بتون کے ناز جو بیجا اوٹھا ئے

ع

خیالی شاعرون سے دور مداحان حضرت ہین
ہم مشتاق نبی اور وہ بتون کے مبتلا ٹھہرے

تیسرے قسم کے اشعار وہ ہین جو اپنی خلاف خواہش اون لوگون کی درخواست پر لکھے گئے جو سخن شناس اور ذوی العلم تھے ان اشعار مین نہایت بے تکلفی سے کام لیا گیا ہے جسکا ثبوت اونکے مندرجہ ذیل اشعار سے ملسکتا ہے ع

دوکھا پھیکا ہے بادشہ کا سخن
کیا جمے رنگ اسکا محفل مین

استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن مین تیرے
بادشہ لطف سخن تو نے مگر چھوڑ دیا

ان تمام باتون سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ یہ اونکا اختیاری امر تھا۔ ورنہ وہ بلند پروازئ فکر مین کسی سے کم نتھے غرض مختلف طبائع کیلئے اونکا مختلف کلام موجود ہے جس سے ہر مذاق کے لوگ استفادہ حاصل کر سکتے ہین۔ بخلاف اونکے اگلے دو دیوان کے جوجملہ اشعار ایک ہی رنگ مین ڈوبے ہوئے ہین نعتیہ کلام نے اونکے رہوار شوق پر تازیانے کا کام کیا اور عشق رسول کا رنگ ایسا چڑہا کہ زیارت روضۂ اطہر کے تمنا مین وارفتہ ہوگئے۔ اونکے نعتیہ اشعار رسمی یا تقلیدی نہین بلکہ بیتابی عشق اور طلب صادق کے جذبات سے لبریز ہین جو مشتاقان سخن کے دلپر نشتر کا کام کرتے ہین غرض ایک قلیل مدت کے بعد وہ بڑے ارمان سے عازم بیت اللہ ہوئے اور پھر روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اثنائے

سفر مین بہت سے اشعار لکھے ہین جسمین اونکے جذبات صادق کا اظہار ہے۔ بارگاہِ نبوی مین کمال سوز وگداز کیساتھ نعتیہ اشعار پڑھکر اپنی رقت قلب کا اظہار کئے ہین جو اس مجموعہ مین سب کے سب درج ہین دیباچے مین اوسکی گنجایش نہین ایک سفرنامہ بھی مرتب ہوکر شایع ہوچکا ہے جو سفر حجاز کے نام سے موسوم ہے۔ ۹ ماہ کے سفر کے بعد وطن کو مراجعت فرماتے اونکو یہ خیال تھا کہ اپنا دلی مقصد پورا ہونیکے بعد دل کو سکون حاصل ہوگا مگر برخلاف اوسکے اونکے جذبات کو چھیڑ ہوگئی آتش عشق بھڑک اٹھی رشتہ صبر ہاتھ سے جاتا رہا اور نادم مرگ یہ پشیمانی تھی کہ جوار رسول سے کیون جدا ہوا اوسی قلق نے اونکو دوبارہ اس مقدس سفر پر آمادہ کیا۔ مگر افسوس کہ اونکی تمنا پوری نہوی اور حسرت اپنے ساتھ لیگئے کیونکہ اونکا مزاج سخت علیل ہوگیا بارہا شوق نے آمادہ کیا۔ مگر امراض جسمانی نے باز رکھا۔ اظہار بیتابی اور دوبارہ شوق زیارت میں جو اشعار لکھے گئے ہیں وہ قابل دید ہین جسکے ملاحظہ سے ایک سچا مومن تڑپے بغیر نہین رہ سکتا منجملہ اون کے چند اشعار حسب ذیل ہیں ؎

خدا کے واسطے اب اے اجل اتنی نہ جلدی کر
مدینے کی دوبارہ حسرت دیدار باقی ہے

؎

دوبارہ جاکے جب پہنچون مدینہ
کرونگا نالہ و فریاد کیا کیا

؎

بلوالو پھر دوبارہ مدینے مین یا نبیؐ
ارمان بہت یہ بادشہ خستہ جانکا ہے

؎

ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اوسجا مر سکے
ہائے کیا پایا تھا ہمنے ہمسے کیا جاتا رہا

؎

ملک یثرب مین مجھے آئے اگر خواب اجل
مین کرونگا ناز اپنے طالع بیدار پر

؎

ضعیفی مین اے بادشہ غم یہی ہے
رہا مین نہ یثرب کو جانے کے قابل

؎

ہر آن تیرے شوق زیارت مین یا نبی — سیماب کے طرح ہے مرا بیقرار دل

س

دوبارہ دیکھہ لون آنکھون سے مین روضہ پیمبر کا — کوئی ارمان نہین دلمین یہی ارمان باقی ہو

س

مین مدینہ جا کے آیا مرا مدعا نہ پایا — نہ تھے یہ نصیب میرے کہ وہان مزار ہوتا

س

مجھے ہو یقین او سدم ترے در پہ ہو سمائی — مری زیست کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہوتا

ان اشعار سے اونکے دلی اضطراب او حسرت کا اندازہ کر سکتے ہین ہیشتر اونکو اپنا کلام ترتیب دینے کا خیال نتھا اور نہ چندان اوسکی حفاظت کیگئی چیدہ چیدہ کاغذون پر لکھا ہوا کلام کبھی کسی کاغذی بکس مین ڈالدیے اور کبھی اوسکو یون ہی چھوڑ دیتے جو گم ہو جاتا۔ غرض اونکا بہت سا کلام تلف ہو گیا باقیماندہ کو ۱۹۰۵ء مین ترتیب دینے کا خیال پیدا ہوا۔ اپنے منتشر کلام کو باقاعدہ دفتر مین انھون نے درج کرنا شروع کیا۔ دیباچہ بھی لکھا گیا نام بھی تجویز ہوا **گلزار بادشاہ** انہین کا تجویز کیا ہوا نام ہے۔ جو سر ورق پر لکھا گیا ہے کچھ پانچ صفحے لکھے گئے کہ سفر حج درپیش ہوا جس سے ترتیب دیوان کا کام ملتوی ہو گیا دوبارہ بعد زیارت روضہ مبارک پھر اسکی ترتیب مین مصروف ہوے اور اسکا دوسرا دیباچہ بھی لکھا گیا مگر دو چار صفحے لکھنے نہ پائے کہ ضعف بصر مین مبتلا ہو گئے اوسکے بعد قلیل عرصہ مین راہی عقبیٰ ہوئے۔ کام پورا ہونا تھا ہنوز جون کا تون رہگیا اونکے لکھے ہوے ہر دو دیباچے درج کیے گئے ہین بعد اونکے انتقال کے جناب خطیب محمد عبدالرشید صاحب نے بمصداق اس شعر کے ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ اس کام کو اپنے ہاتھ مین لیا۔ یہ مرحوم کے لائق اور اکلوتے فرزند ہین۔ جو انوار سعادت سے بہرہ ور ہونے کے علاوہ لیاقت اور فراست مین بھی مرحوم کے سچے جانشین نائب ہوئے اونھون نے صرف اونکے محفوظ کلام کو ترتیب نہین دیا بلکہ غیر محفوظ کلام کو بھی فراہم کرنے مین جو جانفشانی اون سے ظہور پذیر ہوی وہ مستحق داد اور سزاوار تحسین ہے انہوں نے

مکان کا گوشہ گوشہ چھان ڈالا اور کتب خانے کے ہر ہر کتاب کی ورق گردانی کیگئی جس سے بہت سا کلام برآمد ہوا تجارتی کوٹھی کے ردی کاغذون کا انبار بھی اونکے ہاتھ سے نہ بچا اور وہان سے بھی کچھ کلام دستیاب ہوا علاوہ اوسکے پریس کتب اخبارات ماہواری رسالون سے بھی کچھ کلام ملا جو اونکے پاس موجود نہ تھا شعرا اور مرحوم کے احباب سے بھی کچھ کلام فراہم کرنے مین کوتاہی نہ کیگئی بیرونجات کے احباب سے بذریعہ خطوط کچھ کلام منگایا گیا غرض کامل ایک سال تک کوئی کوشش ایسی نہتھی جو باقی رکھی گئی ہو اون کے تائب ہونیسے پہلے کا عشقیہ کلام بالکل محفوظ نہتھا بڑی تجسس کے بعد صرف دو غزلین دستیاب ہوئین۔ جو درج رسالہ کی گئین نثر مضامین سے صرف چار مضمون ملے جس مین دو مضمون تو محفوظ تھے اور دو رسالہ سری تجارت مدراس سے نقل کئے گئے۔ الحمد للہ

کہ اون کے لائق فرزند کی محنت ٹہکانے لگی جو مرحوم کے روح کی خوشنودی کا باعث

ہے بیشک سعادتمند فرزندون سے یہی امید رکھنی چاہیئے ع این کار از تو

آید و مردان چنین کنند ناظرین سے التجا ہے کہ اس رسالے

سے مستفید ہونیکے بعد مصنف مرحوم کو دُعائے

خیر سے یاد فرمائین

**

دیباچہ از مصنف

افسر فرق سخن ہے حمد خلاق جہان لمعۂ حسن بیان نعت رسول انس و جان

بھیجئے روح پیمبر پر درود ای بادشاہ روز و شب ہر ایک ساعت ہر زمان ہر ایک آن

اما بعد بندۂ ہیچمدان کج مج بیان خاکسار خطیب قادر بادشاہ متخلص بہ بادشاہ ارباب سخن کی خدمت مین عرض رسا ہے قبل اسکے کہ مین اس نسخے کی وجہ تصنیف بیان کرون مناسب سمجھتا ہون کہ کچھ اپنے حالات مجملاً قلمبند کرون اگرچہ اس سے موجودہ ناظرین کیلئے کوئی فائدہ متصور نہین بلکہ بعض لوگ اسکو خودستائی اور تعلی پر محمول فرمائینگے مگر مین انکو یقین دلاتا ہون کہ ہرگز ہرگز میرا یہ منشا نہین بلکہ آئندہ آنیوالی نسلین اس سے مستفید ہونیکی امید نے مجھے اسکے تحریر پر مجبور کیا ورنہ اسکی کوئی ضرورت نہ تھی میرا اور میرے آبا و اجداد کا وطن وانمباڑی ہے جو قلمرو مدراس کے ضلع سلیم کی ایک بستی ہے جسکی آبادی از روئے مردم شماری سرکار سنہ ۱۹۰۱ء سولہ ہزار ہے میرے حقیقی چھوٹے برادر مولوی احمد حسین صاحب یم۔ اے۔ بی یل فی زماننا اعلیحضرت نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے سرکار مین معتمد پیشی کے معزز عہدہ پر تین (۳۰۰۰) ہزار روپیہ کے تنخواہ سے مامور ہین سرکار نظام سے اونکے تعلق کی مدت تا الی الآن تقریباً ۱۸۔اٹھارہ سال ہے اسکے آگے دو ڈہائی سال تک برادر موصوف گورنمنٹ انگریزی مین ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ کے خدمت سے ممتاز تھے غرض اپنی خداداد ذہانت و لیاقت سے انکا اس اعلیٰ درجہ پر فائز ہونا نہ فقط میرے لئے بلکہ میرے تمام اہل وطن کیلئے باعث فخر ہے تحصیل زبانِ انگریزی مین انھون نے جو کچھ محنت کی اوسکا عمدہ ثمرہ انکو حاصل ہوا میرے آبا و اجداد کا پیشہ خطابت و قضاوت اور تعلیم و تدریس تھا میرے والد ماجد حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب مدظلہ العالی نے اس پیشہ سے قطع تعلق کرکے تجارت پارچہ آغاز کی۔ مدراس مین گڑنگ گلی مشہور ہے جسمین ہزارون لاکھون روپیونکی تجارت پارچہ ہوتی ہے اسکے بانی مبانی میرے والد بزرگوار ہین یعنے انھون نے سنہ ۱۸۵۸ء مین پہلے وہان تجارتی کوٹھی قایم کی اگر اس مقام کی تجارت کو مثل عمارت فرض کیجیے تو اسکا بنیادی پتھر گویا میرے والد ماجد کا رکھا ہوا ہے اونکا

ظل حمایت میرے سر پر ہنوز قایم ہے خدا کرے کہ تا دم زیست یون ہی قایم رہے عمر انکی اسی سال سے متجاوز
ہے خاصکر تجارتی ابواب مین جو مہارت اور تجربہ اونکو حاصل ہے اسکے تمام خاص و عام معترف ہین مین بھی
ابتدائے عمر سے تجارت کیطرف مائل رہا شہر مدراس مین جناب ساہوکار الحاج قادر محی الدین صاحب مرحوم کے
پارچہ کے کوٹھی مین چند سال تک شریک رہا بعد اسکے ساہوکار موصوف اپنے جلیل القدر خسر ملک التجار الحاج محمد بادشاہ
صاحب مرحوم کے طرف سے کڑپہ مین خریدی نیل کے ایجنٹ مقرر کئے گئے اور مجھے بھی کڑپہ کو ہمراہ لیگئے ہر سال دس
بارہ لاکھ روپیون کی نیل وہان خرید کیجاتی تھی غرض ساہوکار ممدوح کے تمام داد وستد اور کاروبار کا مین ہی معتمد
تہا جو کچھہ اونسے بطور کمیشن سالانہ ملا کرتا تھا وہی میرا ذریعہ معاش تہا تخمیناً تیس سال تک مین اس کام پر مامور رہا مجھہ پر ساہوکار
ممدوح کی نہایت درجہ کی شفقت تہی اور وہ میرے بڑے محسن تھے اونکے عمر کے اخیر حصہ مین تجارت نیل مین بالکل
کاسنگی آگئی اسلیئے اُن سے قطع تعلق کرکے پھر مدراس کے اسی گڈنگ گلی مین جسجگہ میرے والد ماجد نے تجارت
پارچہ کی ابتدا کی تھی مین نے سنہ ۱۸۹۷ء مین مختصر پیمانہ پر ایک کوٹھی تجارت پارچہ کی اپنے نام سے کھولی ہے تقریباً
آٹھ سال سے کاروبار اسکا جاری ہے یون تو میرے متعدد اولاد کمسنی مین قضا کر گئے مگر انمین میری ایک
اٹھارہ سال کی دختر عین عالم شباب مین بعارضہ طاعون انتقال کی جسکا داغ مفارقت میرے دل پر تا دم مرگ
باقی رہیگا دختر مذکور کے وفات کا قطعہ تاریخ اس نسخہ مین درج ہے فی الحال میرے دو اولاد ہین ایک میری
بڑی دختر جسکی شادی جناب ملک التجار الحاج محمد بادشاہ صاحب مرحوم کے فرزند محمد عبد القدوس بادشاہ صاحب
سے سنہ ۱۳۱۰ ہجری ماہ ذیحجہ مین ہوی تھی خدا کے فضل و کرم سے اوسکے اولاد بھی ہین اور ایک میرا فرزند جسکا نام
برخوردار خطیب محمد عبد الرشید ہے جسکی شادی مین نے سال گزشتہ کردی تھی مادہ تاریخ "نکاح خطیب عبد الرشید" ۱۳۲۱ھ
ہے علاوہ اردو اور فارسی کے انگریزی مین مٹرکیولیشن کے درجہ کی لیاقت رکھتا ہے اور اسی تجارتی کوٹھی کے
کاروبار مین مصروف ہے جسکا ذکر ہوچکا ناظرین سے امید ہے کہ مجھے اور میرے اولاد کو دعائے خیر سے
محروم نفرمائینگے تجارت پارچہ آغاز کرنے کے ایام مین میرے والد امجد ایک عرصہ دراز تک معہ اہل وعیال
مدراس مین اقامت گزین تھے اسلیئے میرا اور میرے برادر مرحوم قومتہ القدر کے عمر کا ٹرا حصہ مدراس مین منقضی ہوا
ہم دونون کی تعلیم و تربیت اسی مقام مین ہوی یون تو عالم طفلی مین متعدد استادون سے مین نے سبق لیا تھا

مگر حاصلکر جن سے فارسی درسی کتب مین نے طئے کئے اور جن سے مِن انشا مین نے حاصل کیا اونکا اسم گرامی حضرت مولنا مولوی سید مرتضیٰ صاحب نور اللہ مرقدہٗ ہے حضرت ممدوح نواب کرناٹک کے مدرسۂ اعظم مین مشاہیر اساتذہ سے تھے اور اونکو اعلیٰ درجہ کا فضل و کمال اور تبحر و استعداد خدا نے عنایت کی تھی مین نے بتاریخ ۱۵ ذیحجہ ۱۳۲۲ ہجری حضرت سید شاہ محمد امین الدین حسینی چشتی القادری المعروف بہ حضرت صاحبجو صاحب مدظلہ العالی ساکن مدم پٹی متصل نزبانور سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی چونکہ حضرت ممدوح کے والد امجد سے میرے والد نے بھی بیعت کی تہی اور اکثر میرے اجدادی بزرگونکا سلسلۂ بیعت اونکے ہی خاندان مین مدت مدید سے جاری ہے علاوہ اوسکے حضرت ممدوح کو مین نے علوم باطنی مین یگانہ پایا اونکے ارشاد و ہدایت میں کوئی امر خلاف شریعت نظر نہ آیا اسلیئے میرے دل نے اس شرف سے محروم رہنا نہ چاہا۔ میری عمر فی الحال باون سال کی ہے افسوس کہ مین نے اپنے گران مایہ عمر کی کچھ قدر نہ کی نہ مجھ سے احکام الٰہی کی پوری تعمیل ہوئی نہ مین نے اپنے قوم کی فلاح کے قدمے درمے کوئی تائید کی بالکل میری عمر اس شعر کے مصداق رہی ۔ ع

عمر عزیز ماست کہ بر بادمی رود ‫ ‫ دانی کہ بر سمند سبک رو سوار کیست

ہان کم سے کم تیس سال سے مجھے شعر و شاعری کا شغلہ ہے اس شغلہ کے طفیل جو نمایان کام ہوا وہ یہی ہے کہ مین نے یہ تین کتاب تصنیف کئے۔ دیوان بادشاہ۔ یادگار بادشاہ۔ جوہر خیال۔ یہ تین کتاب وقتاً فوقتاً زیور طبع سے مزین ہوکر شائع ہوگئے۔ علاوہ اسکے بعض بعض اوقات میرے قومی مفید مضامین اور تاریخین بعض شمالی ہند کے اخبارات۔ کرزن گزٹ۔ وکیل۔ وطن مین اور جنوبی ہند کے اخبارات مخبر دکن نیر آصفی تحفۂ قیصری شمس الاخبار مین طبع ہوا کرتے تھے اب یہ چوتھی تصنیف ہے جسکو مین ناظرین با تمکین کی خدمت مین پیش کرتا ہون اسکا نام مین نے **گلزار بادشاہ** رکھا ہے اس نسخے مین ان تمام نظمون کو مین نے فراہم کیا ہے جو بعد طبع یادگار بادشاہ۔ و جوہر خیال موزون کئے گئے تھے اس مین نہ کسی فرضی حسین کے حسن و جمال خط و خال کی داستان ہے۔ نہ کسی کے فراق و وصال عشق و عاشقی کا بیان مین نے عرصہ دراز سے عشقیہ اشعار کا لکھنا ترک کردیا ہے لسان الغیب خواجہ حافظ شیراز کا یہ شعر میرے مدنظر رہا ۔ ع

چون پیر شدی حافظ از میکدہ بیرون شو ‫ ‫ رندی و ہوسناکی در عہد شباب اولیٰ

صرف دو ہی امر تھے جو مجھے اس نسخہ کے مرتب کرنے پر مجبور کئے پہلا امر جن دوست احباب کے شادی و غمی کے مین نے تاریخین لکھے ہین چونکہ انکے پاس ان کو غذ کا محفوظ رہنا دشوار امر ہے اگر کسی واقعہ کا سنہ دریافت کرنا مقصود ہو تو یہ مجموعہ فی الفور انکی ضرورت کو پوری کرسکتا ہے دوسرا امر جن کی طبیعتون مین خدا نے سخن فہمی کا مادہ عطا فرمایا ہے اس مجموعہ کا کوئی ایک شعر یا کوئی ایک مصرع یا کوئی لفظ انکے پسند آجائے تو میری محنت چیز ہونے کیلئے کافی ہے یہی وجہ تصنیف ہے اور بس

فیض کے دیکھنے والے تو بہت ہین لے بار پر یہان حسن شناسان سخن تھوڑے ہین

دیباچہ دوم از مصنف

دیباچہ مذکور مین لکھے گئے واقعات کے بعد جو واقعات گزرے ہین وہ یہان درج کئے جاتے ہین بتاریخ ۲۵ اگسٹ ۱۹۰۶ء مجھے سفر حرمین شریفین کا اتفاق ہوا جناب الحاج حکیم محمد عبد العزیز صاحب ساکن مدراس اور انکے ہمراہیون کیساتھ جنکی تعداد ۳۷ تھی مین بھی ہمسفر رہا میرے ہمراہ صرف میرے اہلخانہ اور میرا نسبی ہمشیرہ زادہ عبد الشکور نامی بھی رہا الحاصل ہم تینو نکی شمولیت سے عازمان حج کی تعداد چالیس ہوگئی حکیم صاحب ممدوح ہم سب کے میر قافلہ تھے مکہ معظمہ مین مدت اقامت پانچ مہینے مدینہ منورہ مین مدت اقامت چالیس روز رہی یہ مبارک سفر نو مہینے کے عرصے مین اختتام پا یعنے بتاریخ ۵ جون ۱۹۰۷ء ہم سب مع الخیر والعافیہ وارد مدراس ہوے ہین اثنائے سفر مین واقعات سفر قلمبند کرکے مخزن دکن نامی اخبار کو بھیجتا رہا وقتاً فوقتاً میرا سفرنامہ اخبار مذکور مین شایع ہوتا تھا جسکو لوگ نہایت شوق اور دلچسپی سے مطالعہ کرتے تھے جسوقت میری اقامت مکہ معظمہ مین تھی میرے والد بزرگوار حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب کے انتقال کی خبر کدورت اثر بذریعہ تار مجھے پہنچی جو کچھ صدمہ میرے دل پر گزرا وہ حیطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے تمام مقامات متبرکہ مین مین نے اونکے لئے دعائے مغفرت کی اونکے وفات کی مین نے جو تاریخ لکھی اس مجموعہ کے تاریخات وفات کے فصل مین مندرج ہے بعد اختتام سفر حرمین شریفین مدراس سے جب مین اپنے وطن مالوفہ یعنے وانمباڑی پہنچا تو شکوہ بخار سے سخت علیل ہوگیا سلسلۂ علالت ڈیڑھ ماہ تک جاری رہا شدت مرض نے تمام خویش و اقارب کو میری زیست سے بالکل مایوس کردیا تھا بارے خدا کا فضل شامل حال ہوا مزاج میرا صحت پذیر ہوا مین اپنے پاک پروردگار کا کن الفاظ مین شکریہ ادا کرون کہ اوسنے مجھے نعمت صحت سے سرفراز کیا گویا از سر نو مجھے زندگی عطا کی

اے خدا قربان احسانت شوم این چہ احسان است قربانت شوم

حمد باریتعالیٰ جلّ شانہ

یہ نظم ایک فاضل بزرگوار کے رسالہ کیلئے بطور تقریظ لکھی گئی تھی مناسب معلوم ہوا کہ اس مجموعہ کا فتح الباب اسی سے ہو

اے خالق عرش و ارض و افلاک — جہت اور مکان سے ہے تو پاک

نزدیک نہین ہے عرش سے تو — دوری نہین اس زمین سے تجھکو

نزدیکی و دوری و مسافت — اجسام کے ہین یہ سارے نسبت

تو جسم ہے عرض ہے نہ جوہر — محدود نہین ہے تو اے داور

بیچون و چرا ہے ذات جیسی — ایسی ہر ایک صفت ہے تیری

ہے ذہن مین کیفیت جو ہر ایک — پاک اس سے تری صفت ہے بیشک

بیشک عالم سے تو جدا ہے — مفہوم یہی جدائی کا ہے

یعنی عالم کے جو ہین صفتین — ہرگز نہین ہین تجھ مین

تیرے صفتین نہین بعالم — کہتے ہین جدائی اسکو ہی ہم

اجسام کی جیسی ہے جدائی — ہرگز نہین یون جدائی تیری

اجسام کی کیفیت ہر ایک دم — رکھتے ہین جو اپنے ذہن مین ہم

پس ہم جو کرین قیاس اوسپر — بیجا یہ قیاس ہے سراسر

تیرے کوئی نہ تجھ سے متصل ہے — اور تو نہ کسی سے منفصل ہے

فوق عرش برین بھی ہے تو — ہے قرب بھی بندگون سے تجھکو

اس فوق کی قرب کی حقیقت — ہمکو نہین جاننے کی طاقت

تو ہی بھید اس کا جانتا ہے — انسان کا حوصلہ ہی کیا ہے

جیسا تیری ذات کو ہے لائق — تیری ہر ایک صفت ہے فائق

یا رب تو کرم سے اپنے یکسر — توفیق ایسی ہمین عطا کر

ہیں ذات و صفت کی دائم — تنزیہ یہ ہر ایک طرح کریں ہم
افزوں ہو ہمارا فہم و ادراک — ہر حال مین اعتقاد ہو پاک
ایمان سے ہو خاتمہ ہمارا — ہے اس سے بھی بڑھکے مدعا کیا
ایمان رہے جب ہمارا محکم — ہر طرح سے خوش نصیب ہین ہم

کر ختم سخن اے بادشہ اب
جو کچھ تھا ادا ہوا ہے مطلب

تاج فرق سخن ہے حمد خدا — لذت ہر دہن ہے حمد خدا
عرش و کرسی و آسمان و زمین — اختر و آفتاب و ماہ مبین
حور و غلمان و دیو جن و بشر — گوہر و لعل و بحر و نخل و حجر
تر زبان سب ہین حمد مین اسکے — دو جہان سب ہین حمد مین اسکے
ذرہ ذرہ اسی کے حمد مین ہے — پتا پتا اسی کے حمد مین ہے
ہو ادا کس سے کس کی طاقت ہے — بے نہایت ہے بے نہایت ہے
نعت بھی حمد سے نہین کچھ کم — رحمت جان ہے ذکر شاہ امم
مثل اسکے جہان مین کون ہوا — نہوا ایسا پھر نہ ہوویگا
جتنے دنیا مین انبیا آئے — جتنے حق سے وہ مرتبے پائے
ذات اقدس وہ سبکی جامع تھی — نور فیض خدا سے لامع تھی
دین اسکا تھا ناسخ ادیان — اسکے تابع ازل سے کون و مکان

روح پر اسکے ہو صلوٰۃ و سلام
آل و اصحاب پر بھی اسکے مدام

یہ غزل قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی کیلئے لکھی گئی اور رسالہ "ترقی تجارت" مدراس مین طبع ہوی

مصرع طرح - "اگر کچھ ہے تو اکدن قوم کے مٹنے کا سامان ہے"

تری توحید و یکتائی الٰہی تجھکو شایان ہے
ترے توصیف کا ہمکو نہ یارا ہے نہ امکان ہے

تو واجب اور ہم ممکن تو باقی اور ہم فانی
مبرا تو ہے سب عیبون سے ہم مین عیب و نقصان ہے

نہ تو ہے منفصل ہم سے نہ ہم ہین منفصل تجھ سے
ہے اعلیٰ تیری ہستی تیری برتر عزت و شان ہے

ترے قہر و غضب سے کوئی ہرگز بچ نہین سکتا
ہے احسان جسپہ تیرا اُسپہ کُل عالم کا احسان ہے

نہ جوہر ہے عرض ہے تو نہ ہے جہت و مکان تجھکو
عیان ہے سب پہ تو لیکن نہ تجھسے کوئی پنہان ہے

نہ تو ہمسر کسیکا ہے نہ کوئی مثل ہے تیرا
ترے دریائے وحدت کا نہ ساحل ہے نہ پایان ہے

ہے تو ہی اوّل و آخر ہے تو ہی ظاہر و باطن
یہی فرمان ہے تیرا یہی بس اپنا ایمان ہے

تری عظمت تری قدرت تری حکمت تری صنعت
وہ وسعت رکھتی ہے جس سے ہماری عقل حیران ہے

فرشتے پا نہین سکتے ہین کنہ ذات جب تیری
ہے دعویٰ جسکو دانائی کا اسکا سخت نادان ہے

پیمبر تیرا سچا دین سچا اور تو سچا
ترے احکام سچے اور سچا تیرا قرآن ہے

عوض قومی غزل کے حمد لکھی **بادشہ** تونے
سمند خامہ تیرا کسلیئے یون آج جولان ہے

یہ غزل مشاعرۂ مدراس کیلیئے لکھی گئی اور گلدستہ "خورشید" مدراس مین طبع ہوی

مصرع طرح "مثل خورشید چمکتی ہوی پیشانی ہے"

ذات حق باقی ہے سب اسکے سوا فانی ہے
فانی چیزون سے محبت ہو یہ نادانی ہے

مبتلا عشق مجازی مین رہوگے کب تک
لذت عشق حقیقی بھی تو کچھ پانی ہے

دست و پا لاکھ ہلائین بھی تو کیا ہوتا ہے
بات پیشانی کی جو ہے وہی پیش آنی ہے

خود پسند آئینہ سے تیرے ہوا ہے عالم
عقل پر تیرے سکندر مجھے حیرانی ہے

خوب تھا کھینچتے اعمال کی سب کے تصویر
بات یہ مانی و بہزاد نے کب مانی ہے

جیسا بے مثل ہر یک صفت مین تو ہے یارب
انکساری ترے بندون کی بھی لاثانی ہے

دام صیاد نے چھوڑا نہ کسی بلبل کو
چشم نرگس کی یہ بے سود نگہبانی ہے

سجدہ خالق بیچون کی یہ دیکھی تاثیر
مثل خورشید چمکتی ہوی پیشانی ہے

حمد ہو نعت ہو یا کوئی نصیحت ہو قسم
بادشہ کی نہ کوئی اور سخندانی ہے

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ "خورشید" مدراس مین طبع ہوی

مصرع طرح "ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا"

پہلا ہوا لا نہ کیون گلشن یہ ہے دنیا کی خلقت کا
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

ہر یک نیا چمن کا گویا دفتر ہے حقیقت کا
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

اشارہ ہے یہی ہر دم مری چشم بصیرت کا
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

تماشا کیون نہ دیکھین عالم کثرت مین وحدت کا
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

وہ کیا جانے یہین ہے مادہ جسکو فراست کا
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

محل ہے تعجب کا نہ موقع ہے یہ حیرت کا
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

صداقت کے قلم نے لوح دل پر لکھ دیا مصرع
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

زبان **بادشہ** اور حمد تیری اس سے ثابت ہے
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

یہ غزل میدان عرفات کی تعریف مین لکھی گئی اور اخبار "مخبر دکن" مدراس مین شائع ہوی

نہ پوچھو ہے یہ کیا میدان عرفات
ہے دربار خدا میدانِ عرفات

فراہم آج ہین لاکھوں مسلماں
زہے عالم خوشا میدانِ عرفات

گدا و شاہ سب یک رنگ مین ہین
ہے کیا حیرت فزا میدانِ عرفات

خدا کے اب خدائی کا تماشا
ہے کیا دکھلا رہا میدانِ عرفات

کہاں ہین منکرین حشر آئین
ادھر دیکھین ذرا میدانِ عرفات

صدا لبیک کی پہنچا رہا ہے
زمین سے تا سما میدانِ عرفات

عنادل ہم ہین نغمہ اپنا لبیک — چمن ہے دین کا میدان عرفات
مقدر کھینچ لایا ہے وگر نہ — کجا ہم اور کجا میدان عرفات
تو وہ بارعب منظر ہے جہان کا — نہین ثانی ترا میدان عرفات
طفیل حج بجے اللہ اکبر — عجب رتبہ ملا میدان عرفات
ملایا آدم وحوا کو حق نے — اسی جا پر بجا میدان عرفات
زمین پر تیرے ہی یک روز ہوگا — عیان روز جزا میدان عرفات

مٹیگا دل سے کیونکر بادشہ کے
یہ خوش منظر ترا میدان عرفات

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

نہین جز نعت نبی لطف ہے گویائی کا — سب سے بہتر ہے یہ موقع سخن آرائی کا
دیکھئے عالم جو تیرے روضے کی زیبائی کا — عمر بھر دل رہے حیرت مین تماشائی کا
نہ ملو عشق پیمبر کو سمجھتے کیا ہو — پہلا زینہ ہے یہی حق کی شناسائی کا
آنکھ سے دیکھ لیا روضۂ حضرت مین نے — مدعا ہوگیا حاصل مری بینائی کا
پھر مدینہ مین دوبارہ مجھے بلوا لیجے — یا نبی اب نہین یارا ہے شکیبائی کا
[illegible] لیلی ہے وہان عشق پیمبر ہے یہان — قیس کسطرح ہو ہمسر ترے سودائی کا
سجدہ گر غیر خدا کیلیے ہوتا جائز — فخر کرتا مین ترے در کے جبین سائی کا
[illegible] ہر وقت کیا کرتی ہین نسوان قریش — تھا مقدر مین حلیمہ کے شرف دائی کا
[illegible] عشق پیمبر ہے رفیق دل وجان — کو نہین بھی مجھے کچھ غم نہین تنہائی کا
[illegible] گی توحید یہ کسطرح سے غالب تثلیث — ادعا ہے یہ غلط مذہب عیسائی کا
[illegible] ہون مداح نبی تجھ سے نہ پوچھو ہرگز — اسقدر ناز ہے کیون آپکو یکتائی کا

شاعرو ہمکو ان اشعار سے کیا نفع ملے
عشق فرضی مین نہین نام ہے مسیحائی کا

بادشہ نزع مین تم کلمہ طیب پڑہ لو
کہو نہ بیٹھو کہین قالو ہے یہ دانائی کا

یہ غزل گلدستہ عروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرع طرح "یار جس کوچے مین جا نکلا گلستان ہوگیا"

رنگ نعت مصطفے جسدم نمایان ہوگیا
ہر سخن میرا گل گلزار رضوان ہوگیا

تیرے غم مین جو مثال ابر گریان ہوگیا
واہ کیا سرسبز اسکا باغ ایمان ہوگیا

شوق دیدار پیمبر جب رقم کرنے لگا
صفحہ قرطاس میرا نرگسستان ہوگیا

دیکھکر رفتار حضرت اہل یثرب بول اٹھے
یار جس کوچے مین جا نکلا گلستان ہوگیا

کعبے مین پائی ہے میرے مردہ دل نے زندگی
آب زمزم مجھکو گویا آب حیوان ہوگیا

دولت دین نبی نے دی وہ قدر و منزلت
دہر مین ہر مورچہ مثل سلیمان ہوگیا

نوع انسان مین کیا خلاق نے بالا مجھے
اشرف المخلوق جب سے نام انسان ہوگیا

بچگئے نار جہنم سے مریضان فراق
سوز الفت تیرا اونکے حق مین درمان ہوگیا

فتح گویا ہوگئی سب دشمنان دین پر
نفس سرکش پر اگر غالب مسلمان ہوگیا

مہر کے آگے نہین جسطرح انجم کی ضیا
رتبہ یون اگلے کتب کا پیش قرآن ہوگیا

مین جو سلطان رسل کے در کا ہون ادنی گدا
بادشہ میرا تخلص مجھکو شایان ہوگیا

یہ غزل مشاعرہ وانمباڑی کے لیئے لکھی گئی

مصرع طرح "ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا"

یا نبی جلوہ دکھادو عارض پر نور کا
بھول جائین حضرت موسیٰ بھی عالم طور کا

عاصیو درمان کرو تم جرم کے ناسور کا
صبح یثرب مین ہے عالم مرہم کافور کا

وصف لکھتا ہوں نبی کے حسن کا میں کیا عجب
دائرہ ہر حرف کا حلقہ ہو چشم حور کا

سارے ہشیاروں کو قربان کیجیے اس مست پر
کیا مقدر ہے تمہارے عشق کے مخمور کا

شوق یثرب اور ہے خوف سفر کچھ اور ہے
شہد کے طالب کو بیجا ہے خطر زنبور کا

راز اس کا حق ہی جانے حق مگر کہتے ہیں ہم
شہرہ دنیا میں ہے نفخ صور تک منصور کا

کیا مصفیٰ مسجد نبوی ہے جسکے وصف کو
آئینہ کاغذ ہو خامہ چاہیئے بلور کا

حب شفاعت کی تمہاری دھوم محشر میں مچے
کیوں نہ دل اچھلے خوشی سے خاطر رنجور کا

شاعر و اللہ فرضی عشق بازی چھوڑ دو
میں موافق ہو نہیں سکتا ہوں اس دستور کا

عشق جو سچا ہے مثل روز روشن ہے عیاں
عشق فرضی تو نمونہ ہے شب دیجور کا

دل ہے میرا عندلیب گلشن توحید حق
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

بعد بیہوشی کے موسیٰ نے زبان سے یہ کہا
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

آستان مصطفےٰ کا ہوں گدائی **بادشاہ**
میرے آگے کیا ہے رتبہ قیصر و فغفور کا

یہ غزل گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلیئے لکھی گئی

مصرع طرح "علاج درد دل تم سے مسیحا ہو نہیں سکتا"

کسی سے وصف شاہ انبیا کا ہو نہیں سکتا
کبھی قطرہ کے منہ سے وصف دریا ہو نہیں سکتا

مریض عشق احمد ہوں معالج سے یہ کہدونگا
علاج درد دل تم سے مسیحا ہو نہیں سکتا

رخ حضرت سے اے شمس و قمر تشبیہ کیونکر دوں
کرو تم لاکھ بھی منت یہ اصلا ہو نہیں سکتا

تن اقدس پہ زیبا خلعت ختم رسالت ہے
قسم حق کی قیامت تک بھی تم سا ہو نہیں سکتا

تمہارے قدر و عزت کا مدارج کا مراتب کا
بجز اللہ کے کوئی شناسا ہو نہیں سکتا

یہاں محبوب حق ہے اور وہاں سب حور و غلماں ہیں
مدینے سے کبھی فردوس اچھا ہو نہیں سکتا

دلانے خوف کیوں ہو واعظو تم روز محشر کا
شفیع المذنبین کیا اپنا ملجا ہو نہیں سکتا

سون یہ سب فدا ہین مین فدا اپنے پیمبر پہ
نبی کے عاشقون سے قیس ہمسر ہو یہ بیجا ہے
ملادے ۔ ناک میری بعد مردن خاک طیبہ سے

کسی کا میرے دل پر کچھ اجارا ہو نہین سکتا
خذف پارہ کسی دن دُر یکتا ہو نہین سکتا
صبا کیا تجھسے اتنا کام میرا ہو نہین سکتا

ہے انکی یک نگاہ لطف کافی **بادشہ** مجھکو
جو ادنی آتی ہون کہا ہین اعلی ہو نہین سکتا

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلیے لکھی گئی اور گلدستہ جوش شباب مدراس مین طبع ہوی

مصرع طرح بیگانہ سب سے ہے جو ترا آشنا ہوا

مجھ سے رقم جو وصف نہ انبیا ہوا
پیر تو فگن جو عشق حبیب خدا ہوا
مین دل سے آستان نبی کا گدا ہوا
جامع ہے تو جمیع فضائل کا یا نبی
سری نظر نے کر دیا ذرہ کو آفتاب
تیرے سحاب فیض و ہدایت کا ہے طفیل
کرتا ہے قصد بلدہ طیبہ جو میرا دل
اپنی خبر ہے مجھکو نہ غیروں کا ہے خیال

ہر ایک حرف حامل صل علے ہوا
دل میرا گویا آئینہ حق نما ہوا
ہم اپنا بادشہ جو ہوا کیا بجا ہوا
پیدا نہ دوسرا ہی کوئی دوسرا ہوا
قطرہ ترے کرم سے دُر بے بہا ہوا
توحید کا ہے باغ جو پھولا پھلا ہوا
رہتا ہے شوق دو قدم آگے بڑھا ہوا
بیگانہ سب سے ہے جو ترا آشنا ہوا

بخش خدا مین جاونگا محشر مین **بادشاہ**
نعت نبی کا ہاتھ مین دفتر لیا ہوا

مندرجہ ذیل غزلین گلدستہ عروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئین

مصرع طرح "ایک دل ہمدم مرے پہلو سے کیا جاتا رہا"

ہجر احمد مین نہ پوچھو مجھ سے کیا جاتا رہا
وائے ناکامی پڑے ہین ہند مین مایوس ہم

صبر و استقلال کا بھی حوصلہ جاتا رہا
سوئے طیبہ قافلہ پر قافلہ جاتا رہا

عشق احمد نے مٹایا دل سے میرے عشق غیر
آشنا قایم رہا نا آشنا جاتا رہا

لیگیا وہ ساتھ اپنے رحمت و صبر و قرار
ایک دل ہمدم میرے پہلو سے کیا جاتا رہا

نکہت مشک و گلاب اس راہ سے آتی رہی
جس گلی جس رہ سے شاہ انبیا جاتا رہا

ہم مدینہ تر گئے لیکن نہ اس جا مرمٹے
ہائے کیا پایا تہا ہم نے ہم سے کیا جاتا رہا

لطف شوق و مدین ہے آنکھ میری مبتلا
دیکھنا روضہ کا وہ صبح و مسا جاتا رہا

شرق سے تا غرب جب ڈنکا بجا توحید کا
زور کفر و شرک کا جاتا رہا جاتا رہا

کہتے تھے روح الامین وقت وفات مصطفٰے
لطف اس دنیا مین آنے کا جو تھا جاتا رہا

جب سے آنکھوں مین سمائی ہے مدینہ کی بہار
شوق اے رضوان مجھے فردوس کا جاتا رہا

ہیچی سبھی مدح گوئی کا ہے چرچا بادشاہ
اب تو فرضی عشق بازی کا مزا جاتا رہا

مصرع طرح "معمور ہو رہا ہے عالم مین نور تیرا"

دین متین ہے پہلا نزدیک و دور تیرا
گویا ہے اے پیمبر چرچا ظہور تیرا

تیری ہدایتوں سے ہے مستفیض ہر یک
معمور ہو رہا ہے عالم مین نور تیرا

کفار و مشرکین سب پچتائینگے سراسر
جاہ و حشم جو دیکھین روز نشور تیرا

قدرت ہے وہ خدا کی یہ فضل ہے خدا کا
پائینگے حسن کیونکر غلمان و حور تیرا

فعلی رضائی قولی سنت کے ہین جو پیرو
لطف و کرم انہین پر ہوگا وفور تیرا

ہین صاف تر مثبتر توریت اور انجیل
اور دے گیا ہے بیشک ثمرہ زبور تیرا

تو خاتم الرسل ہے سردار دو جہان تھے
رتبہ رقم کرون کیا مین ای حضور تیرا

شیدا نہ ہو جو تیرا مومن وہ کسطرح ہو
رکھتا ہے عشق دل مین ہر یک ضرور تیرا

تھا عرش رب ای موسیٰ معراج گاہ احمد
معراج گہ زمین پر تھا کوہ طور تیرا

دوزخ سے تو چھڑا کر جنت ہمین دکھائے
ہوگا زہے نہایت دل ناصبور تیرا

ای بادشہ شفیع محشر نبی ہے اپنا
کیا غم ہے گر ہے بیحد جرم و قصور میرا

مصرع طرح ''کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا''

یا نبی کسکے نہین دل مین ہے ارمان تیرا
کون مداح نہین صاحب ایمان تیرا

سرفرازی ہے ہدایت سے ترے عالم کو
کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا

کون ہون کیا ہون کرون عشق کا دعوی کیونکر
عشق خود کرتا ہے جب حضرت رحمان تیرا

حمد سے نعت ہی کہتی رہی صبح و مسا
حد نہین میری کوئی اور نہ پایان تیرا

عاصیان حشر مین یون تجھکو پکار اٹھینگے
ایک وسیلہ ہمین بس دین کے سلطان تیرا

کسری شان اسکی ہے کسری سے اگر نسبت دون
فوقیت رکھتا ہے دارا یہ بھی دربان تیرا

وقف سب کچھ ہے یہ تیرے لئے ای عشق نبی
جسم تیرا ہے بجا نقد دل و جان تیرا

کیون سکندر بھی نہ ششدر ہو صفائے رخ سے
آئینہ رہتا ہے ہر آئینہ حیران تیرا

مصر مین اسلئے کھلایا عزیز عالم
نور رکھتا تہا جبین پر مہ کنعان تیرا

نار گلزار بھلا کیون نہو ای ابراہیم
نور سے کسکے تھا عارض یہ درخشان تیرا

فخر کرتے مین رسل ذات معلی پہ ترے
یا نبی تجھہ پہ ہر یک وصف ہے نازان تیرا

بلبل باغ مدینہ ہون مجھے کیا پروا
ہو مبارک تجھے رضوان یہ گلستان تیرا

بادشہ کو نہین کونین مین کچھہ خوف و ہراس
حشر مین ہاتھ مرا اور ہے دامان تیرا

مصرع طرح ''تڑپتا ہے دل ناشاد کیا کیا''

مدینے کی ہے مجھکو یاد کیا کیا
تڑپتا ہے دل ناشاد کیا کیا

ہے تیری حشر مین امداد کیا کیا
ہوے دوزخ سے ہم آزاد کیا کیا

مٹادی تونے کی توحید کی جب
مٹایا کفر اور الحاد کیا کیا

ہدایت سے ہو امعمورِ عالم
بہار وحدت حق کا ہے جلوہ
لکھا ہے مین نے وصف چشم سرور
ہزارون سیکڑون امت مین تیرے
نبوت کسکو ہے جن و ملک مین
طپیان ہون غمزدہ ہون مضطرب ہون
دوبارہ جاکے جب پہنچون مدینہ

ضلالت ہوگئی برباد کیا کیا
ہے پھولا گلشن ایجاد کیا کیا
ہے اسناد و نکتا اس ہر صاد کیا کیا
ہوے اقطاب او او تاد کیا کیا
معزز ہے یہ آدم زاد کیا کیا
تری فرقت کی ہے بیداد کیا کیا
کرونگا نالہ و فریاد کیا کیا

مین مداح نبی ہون بادشہ آج
ملیگی شاعرون سے داد کیا کیا

مصرع طرح "یہ نہ تہی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا"

ترے روضہ پر دوبارہ جو مرا قرار ہوتا
مین مدینہ جاکے آیا مرا مدعا نہ پایا
تری دید خواب مین بھی نہوی مجہے میسر
کیا خاتم الرسالت تجہے خالق جہان نے
کبھی آشکار ہوتی نہ خدا کی یہ خدائی
مری آنکھ کیون نہ سمجھے اسے سرمہ جواہر
مین درود پڑہکے ہردم ترا نام لے رہا ہون
تری ہجر کی مصیبت نہ اگر مجہے ستاتی
مجہے ہو یقین اسدم ترے در پہ ہو رسائی
دم گریہ وصف کرتا جو ترا اے بحر خوبی
تری یک نظر جو پڑتی اے سحاب لطف رحمت

مری جان صدقے ہوتی مرا دل نثار ہوتا
نہ تہے یہ نصیب میرے کہ وہان مزار ہوتا
مرا بخت خفتہ شاید نہین ہوشیار ہوتا
تو نبی جہان مین کیونکر کوئی زینہار ہوتا
نہ ترا وجود اطہر اگر آشکار ہوتا
ترے گور کا میسر جو مجہے غبار ہوتا
یہ لحاظ مین نہ کرتا تو قصور وار ہوتا
کبھی غمزدہ نہ ہوتا نہ تو بیقرار ہوتا
مری زیست کا اگر کچھ مجہے اعتبار ہوتا
مرا اشک قطرہ قطرہ دُرِ شاہوار ہوتا
مرا گلشن مقاصد ابہی پر بہار ہوتا

نہ رہے اگر وہاں تو تجھے خلد ہے بیابان — گل در بر رکیب ۔ ہاں کام رے حق ہن خار ہوتا

ہی ہجر بادشاہ کو دم بازپرس لب تھا
نہ رہے حادثوں میں ستاہا جو مرا شمار ہوتا

یہ غزل مجلس مشاعرہ مکہ معظمہ میں پڑہی گئی اور اخبار "مخبر دکن" مدراس میں شایع ہوئی

مصرع طرح "لینا تہا دل یہ مجہہ سے ہی خانہ خراب کا"

ہوں تشنہ لقائے رسالت مآب کا
یاد آرہا ہے وہ گل عارض جناب کا
نشہ ہے مجہکو عشق نبی کے شراب کا
جرم و گناہ میرے بہلا کس حساب میں
نوبت زوال کفر کی پہنچی کہاں کہاں
سیماب پارہ پارہ ہو غیرت سے کیا عجب
ہم کسکے امتی ہیں ہی دوزخ ڈر کر
شہرہ ہوا ہے چاہ انس کا وہ آب شہد
افسوس ہجر [illegible] ہیں ہیں [illegible]
اے [illegible] بادشاہ [illegible] نہیں دل لگی نہیں

جلوہ ہے داغ دل میں مرے آفتاب کا
آنسو کو میرے آج ہے رتبہ گلاب کا
عالم ہے منکروں کے دلوں پر کباب کا
میں ہوں غلام شافع یوم الحساب کا
ڈنکا بجا ہے دین کے جب رعب و داب کا
ہجر نبی میں ہے وہ سماں اضطراب کا
وہ اور ہونگے خوف ہو جنکو عذاب کا
ادنیٰ سا یہ اثر تہا نبی کے لعاب کا
ہے زندگی ہماری نمونہ حباب کا
لینا تہا دل یہ مجہہ سے ہی خانہ خراب کا

مدینہ میں آئیں اور لکھیں شوخیٔ غزل
ای بادشاہ کام نہیں یہ ثواب کا

مندرجہ ذیل غزلیں گلدستہ ہم دوج "سیال" مدراس کے لئے لکھی گئیں

مصرع طرح "حضرت دل ہجر میں کیا رنگ دکھلائینگے آپ"

اللہ اللہ حشر میں کس شان سے آئینگے آپ
کیسی ہمدردی نوازش کس قدر ہے پہ ہے

سنگساری امت عاصی کو دلوائینگے آپ
گر نہ ہوں ہمراہ یہ جنت میں کب جائینگے آپ

نور کے لیکا طبق وقت ولادت سب ملک
خوش نصیبی پر مری کیا اس سے بڑھکر فخر ہو
جب مدینہ مین تھا بیحد جوش اظہار طرب
بیگیان حق کی اطاعت ہے اطاعت آپ کی
کسکو تہا معلوم یون ہوگی ضلالت کالعدم
پانی ہے گلشن فردوس کو میر اسلام
رشک رخ سے آپکے خورشید ہوگا زرد رو
جو مصدق آپکے ہین خوش رہینگے حشر مین

کہیے تھے اس دہر مین تشریف اب لائینگے آپ
گر دوبارہ پھر مجھے یثرب مین بلوا ئینگے آپ
حضرت دل ہجر مین کیا رنگ دکھلائینگے آپ
گویا فرمان الہی ہے جو فرما ئینگے آپ
اور یون نور ہدایت اپنا چمکا ئینگے آپ
خاک کو میرے مدینے مین جو پھنچا ئینگے آپ
پارہ پارہ ہو قمر انگلی جو بتلا ئینگے آپ
جو مکذب ہین وہ دل ہی دل مین پچھتا ئینگے آپ

پاک فرضی عشق سے ہے **بادشہ** کی شاعری
مجھہ سے ای رنگین مزاج لطف کیا پا ئینگے آپ

مصرع طرح "بستر کے پہلو مین ہے وہ رشک قمر آجکی رات"

شب معراج ہے اے اہل نظر آجکی رات
پردہ غیب سے ہر وقت صدا آتی ہے
کیا کرے سدرہ سے پرواز پر روح امین
سرنگون کیون نہون انجم یہی کہتا ہے براق
پاک تجلی سے ادہر طور پہ بیخود تھے کلیم
خلق کین خالق عالم نے بہت سی راہین
حورین جنت مین فلک پر یہ ملک کہتے ہین
قاب قوسین او ادنی کا جو کچھہ تہا مفہوم
نہ ملا ہے کسی مرسل کسی پیغمبر کو
نہ فقط گلشن جنت کا کیا نظارہ

کسقدر رحمت حق کا ہے اثر آجکی رات
ہو مبارک اے مسافر یہ سفر آجکی رات
ہے پرے عرش کے حضرت کا گزر آجکی رات
پشت پر میرے ہے اک رشک قمر آجکی رات
ہم کلامی ہوی خالق سے ادہر آجکی رات
رکھتی ہے زمین مگر شان دگر آجکی رات
صدقے تم پر ہین دل وجان وجگر آجکی رات
ہے مکمل اے شہ حسن وبشر آجکی رات
تم نے پایا ہے جو کچھہ عز وفخر آجکی رات
اہل دوزخ کی بھی لی تم نے خبر آجکی رات

بست ہفتم ہے رجب کی یہ مبارک تاریخ
طاعت حق مین رہین تا بہ سحر آچکی رات

قدر کیا ہوگی صدف کی نہ ہو جب اس مین گہر
صدف ماہ رجب مین ہے گہر آچکی رات

بادشہ پاؤ گے کسطرح سے اکلی کے دن
خواب غفلت مین اگر ہوگی بسر آچکی رات

مصرع طرح "اے دل یہی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج"

کس کا ہے نام ورد زبان بار بار آج
ہیرا دہن ہے میری زبان پہ نثار آج

نعت نبی پہ ہے مرا دارو مدار آج
صل علی کی کیون نہو ہر جا پکار آج

اے طبع دیکھ آج ترا امتحان ہے
اے دل یہی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج

سینہ ہے میرا بحر پیمبر سے داغ داغ
کیا خوشنما ہے میرے چمن کی بہار آج

جنت مین بھی کہونگا تری دید بس مجھے
بے قصور کا مین نہین خواستگار آج

با صدق دل غلام شہ انبیا ہون مین
کیا یہ زمین فلک پہ ہے میرا وقار آج

لکھتا ہون وصف گیسوئے مصطفےٰ
صدقے مرے سخن پہ ہے مشک تتار آج

امت یہی کہیگی قیامت مین یا نبی
تیرے سوا ہے کون ہمین غمگسار آج

کیا جانون مین کہ کب ہے مدینہ کا عزم
حد سے گذر گیا ہے مرا انتظار آج

تعداد اہل فہم کی انمین قلیل ہے
شاعر ہین یون جہان مین ہزارون ہزار آج

مداح مصطفےٰ ہون تخلص ہے بادشاہ
غیرون کی مدح سے ہے مجھے ننگ و عار آج

مصرع طرح "نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد"

شوق دیدار نبی ساتھ رہا میرے بعد
گل نرگس مری تربت پہ کھلا میرے بعد

لطف کچھ مدح نبی کا نہ ملا میرے بعد
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد

یا نبی داغ محبت ترا لیجاتا ہون
بس ہے اس شمع کی مرقد مین ضیا میرے بعد

دست و پا میرے گنہوں کی گواہی دینگے
یہی دشمن ہیں مرے روز جزا میرے بعد

کہا حضرت نے کہ دنیا میں ہوں چھوڑا دو چیز
ایک قرآں دگر آلِ عبا میرے بعد

یہی دو چیز تمہارے لیئے ہیں حبل متین
یہی دکھلائینگی تمہیں راہِ ہدا میرے بعد

نیک اعمال فقط حشر میں کام آئینگے
ہیں عبث قصر و مکان سیم و طلا میرے بعد

خاک کو میرے ذرا خاک مدینہ میں ملا
اتنا احسان کرا ے باد صبا میرے بعد

میں اٹھوں حشر میں عشاق نبی کے صف میں
یہی کافی ہے میرے حق میں دعا میرے بعد

آہ کس درد سے فرمائینگے محشر میں نبیؐ
میری امت ترا کیا حال ہوا میرے بعد

بادشہ فکر سے ہے کہا گر نہیں اب قادر سخن
خلق کو میرے سخن کا ہے مزا میرے بعد

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۱ھ کے لیئے لکھی گئی —

میلاد مصطفیٰ کی ہے کیا پُر بہار عید
یہ عید وہ ہے جسپہ فدا ہیں ہزار عید

یہ عید وہ ہے جس سے ہے اسلام کی بنا
یہ عید وہ ہے جس سے ہوئیں بیشمار عید

یہ عید وہ ہے جس سے طرب کو بھی ہے طرب
یہ عید وہ ہے فخرِ دہ روزگار عید

اس عید کے تھے مژدہ رسان اگلے انبیا
میلاد اس سے اور کوئی با وقار عید

اس عید کی نمود [illegible] ہے [illegible] میں
ملک عرب میں ہے یہی با افتخار عید

قربان اسپہ کیوں نہ [illegible] عید الفطر [illegible]
عید الفطر کو کرتی ہے یہ شرمسار عید

توحید پھیلی کفر ہوا اس سے پائمال
یہ عید ہے ہمارے لیئے استوار عید

جسدن رسول پاک کا دنیا میں ہو ظہور
اسدن کی کیوں منائیں نہ ہم شاندار عید

جنبش ہوئی عمارت کسریٰ میں یکبیک
کیا بہر کفر تھی یہ تزلزل شعار عید

آتشکدہ مجوس کا فی الفور بجھ گیا
تھی گویا ابر رحمت پروردگار عید

سب مومنوں کی آنکھ ہے نرگس کی طرح وا
یوں تیرا سال بھر سے ہمیں انتظار عید

عینک لگا کے پیر فلک مہر و ماہ کی
بیشک دل اسکا حب نبی سے بعید تھے
جوش دلی سے آج مناتے ہیں ہم خوشی
کہائیں کہلائیں دلویں دلائیں خوشی کریں
از روئے شرع کام کوئی ناجواز ہو
حوریں جناں میں ارض پہ ہم چرخ پر ملک
دارہم مار طرز حیالات او چہ کار

نظارہ تیرا کرتا ہے لیل و نہار عید
اس عید کو نہ سمجھے اگر دیندار عید
کل حشر میں ہماری ہے یہ غمگسار عید
ہم سے بس ان امور کی ہے خواستگار عید
کرتی نہیں ہے اسکی طلب زینہار عید
کرتے ہیں آج تیری خوشی بار بار عید
اکنون ہر آنکہ گفت نیامد بکار عید

ہر وقت لفظ عید زبان پر ہے **بادشاہ**
میری زبان کو کیوں نکرے مشکبار عید

یہ نظم بہی اوسی جلسہ کیلئے لکھی گئی

مرحبا آئی ہے عید المیلاد
کیا خوشی لائی ہے عید المیلاد
سرور ہر دو جہان کی بجہہ میں
جلوہ افزائی ہے عید المیلاد
دل میں جسکے ہے نبی کی الفت
تیرا شیدائی ہے عید المیلاد
پائی کس عید نے عزت ایسی
تو نے جو پائی ہے عید المیلاد
جان معمور ہے الفت سے ترے
دل تمنائی ہے عید المیلاد
دیکھیا نے طلبگاروں کو
آج اترائی ہے عید المیلاد
آج کس شان سے اس جا پہ تری
محفل آرائی ہے عید المیلاد
کھب گئی آج نظر میں سب کے
تیری زیبائی ہے عید المیلاد
خوب اے منتظمین مجلس
تم نے دکہلائی ہے عید المیلاد
نعت میں آج زبان ہر یک کی
وقف گویائی ہے عید المیلاد

بادشہ غل بہی ہر جا ہے بپا

آئی ہے آج ہے عید المیلاد

یہ نظم جشن عید المیلاد ۱۳۳۱ھ کیلئے لکھی گئی

مرحبا مرغوب ہے عید المیلاد — کیا خوش اسلوب ہے عید المیلاد
عید ہم اپنا حبیب حق کے — ان کو منسوب ہے عید المیلاد
ہے یہ ہر ایک عید کی برکت کو طلب — ہم کو مطلوب ہے عید المیلاد
یا نبی جسکو ہے الفت تیری — اسکو مرغوب ہے عید المیلاد
جسکو الفت نہیں ہاں اسکے لئے — سخت معیوب ہے عید المیلاد
ہم اسی کے ہیں غلاموں کے غلام — جس سے منسوب ہے عید المیلاد
سب پہ غالب ہے تو جسمے ہے ہر عید — آج مغلوب ہے عید المیلاد
نزد حق جو ہیں معظم ایام — انمیں محسوب ہے عید المیلاد

بادشہ کے ہے یہی ورد زبان
خوب ہے خوب ہے عید المیلاد

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۲ھ کیلئے لکھی گئی جسکا تاریخی نام "مدحت رحمۃ العالمین" ہے ۱۳۳۲ھ

کیا مہ میلاد آیا صورت باد بہار — کھل گئے دل ہمارے ہیں شگفتہ بار بار
ہم بھی ہیں ہر رنگ میں اپنے نبی کے مدح خوان — باغ میں ہیں بلبلوں کے جسطرح یعنی ہزار
مثل سنبل تھے پریشان ہم اسی مہ کیلئے — آمد آمد کا تھا اسکے مثل نرگس انتظار
اللہ اللہ آج وہ دن وہ مہینا آگیا — اللہ اللہ بخت خوابیدہ ہوا پھر ہوشیار
یہ خوشی وہ ہے مقابل اسکے کیا کوئی خوشی — یہ خوشی وہ ہے اثر اسکا ہے تا روز شمار
اس خوشی سے واقعی خالی نہ رہنا چاہئے — کوئی گھر کوئی محلہ کوئی وہ کوئی دیار
مرحبا صد مرحبا کہتی ہیں حوریں خلد میں — چرخ پر صلِّ علیٰ کی ہے ملائک میں پکار
وہ نبی پیدا کیا جسکے لئے خلاق نے — مہر و مہ ارض و سما جن و بشر لیل و نہار

وہ نبی! جسپر نبوت اور رسالت ختم ہے
مثل اسکے کب ہوا کوئی نہ ہوگا زینہار

وہ نبی! کفر و ضلالت کو کیا جس نے تباہ
کردیا برپا علم توحید حق کا استوار

وہ نبی! در کا گدا جسکے ہے سلطان زمن
سب سلاطین کو گدائی ہے جسکے افتخار

وہ نبی! پل میں زمین سے لامکان تک ہو گیا
قاب قوسین کا ملا جسکو وہاں عز و وقار

وہ نبی! کفار بھی قایل تھے جسکے حلم کے
جسکے تہا خلق و تواضع کا بھی منہ رو رگار

وہ نبی! جسکے فضایل کی نہیں کچھ انتہا
وہ نبی! جسکے خصایص کا نہیں حد و شمار

وہ نبی! انگلی سے جسکے ہو گیا شق القمر
عالم علوی پہ جو اپنا دکھاتا اختیار

وہ نبی! بہر شفاعت جب زبان اسکی کھلے
کیوں نہوں لاکھوں گنہگاران ہیت رستگار

وہ نبی! جسکے تن اقدس کو سایہ ہی نتہا
تہا سر اطہر پہ جسکے ابر دایم سایہ دار

وہ نبی! دنیا میں جس نے بہر سیرابی فوج
انگلیوں سے اپنی جاری کر دیا ہے آبشار

وہ نبی! مہر نبوت جسکے پشت پاک پر
صاف تر موجود تھی کالشمس فی النصف النہار

وہ نبی! جس راہ جس کوچے سے کرتا تہا گزر
وہ گلی وہ راہ ہو جاتی تھی یکسر مشکبار

وہ نبی! جسکی نظر تھی دور و نزدیک ایکسان
پیش و پس کا حال یکسان دیکھتے ہے آشکار

وہ نبی! جسکا پسینہ تہا معطر سر بسر
وہ نبی! تن پر مگس بیٹھی نہ جسکے زینہار

دوستو مطلوب کل عالم کو ہے حقکی رضا
لیک طالب ہے رضا کا اسکے دایم کردگار

وہ نبی! جسکا محمد مصطفے ہے پاک نام
رحمتہ للعالمین جسکا لقب ہے شاندار

یہ وہی دن ہیں کہ وہ پیدا ہوا اس دہر میں
ان دنوں ظاہر ہوا اسکا وجود باوقار

کسکو اس دن کے فضیلت کا نہیں ہے اعتراف
اسکے عظمت کا ہو منکر کون ہے وہ دیندار

یا الٰہی تو طفیل اس دن کے ہم پر رحم کر
ہمکو ہر مقصد میں کیجے کامیاب و کامگار

صدق دے اخلاص دے ایمان سے ہو خاتمہ
شرع کے احکام پہ ہوں منحصر قومی شعار

یمن سے اس دن کے ہمسے دور کر بغض و نفاق
اتفاق و یکدلی دے ہم میں یا رب پایدار

ہمیں سے اس روز کے میری لصارت کا نور
قول فعل مصطفےٰ کی کچھ نہیں ہے بسر دی
کبھی نہ غفلت ہماری اور کبھی کاہلی
یا الٰہی اس دعا کو دیجئے شرف قبول
کوئی جدت ہے نہ رنگینی نہ اغراق و غلو
ہو اگر زائل عیب اسکا نہیں ہے رنج سا
اور کہلاتے ہیں جیسکے امتی ہم جاں نثار
ہیں غفلت پر ہمیں ہوتے ہیں مغلوب سرسار
آمین: آمین!! کہئے سارے سامعین نامدار
ہے ہمیشہ نظم کا میرے سلاست پر مدار

مدح خواں کس کا ہوں میں کیا غم ہے مجھکو بادشاہ
میری محنت کا صلہ دیگا مجھے پروردگار

مندرجۂ ذیل غزلیں گلدستہ عروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئیں

مصرعہ طرح "نہ پچھتائیگا اے سوفا ہم سے جدا ہوکر"

رہوں ہیں بحر نعت مصطفےٰ سے آشنا ہوکر
پڑا ہوں ہند میں اب میں مدینہ سے جدا ہوکر
خیال گلشن یثرب رہیگا بعد مردن بھی
ترا عز و شرف کس سے بیاں ہو یا رسول اللہ
شب معراج پایا تو نے رتبہ قاب قوسین کا
اسی کا دھیان ہو دل میں اسیکا ذکر ہو سر پر
تصور میں گل رخسار حضرت کے جو رہتا ہوں
تن مردہ میں مشتاقان حج کے جان آئی ہے
سماں اس وقت محشر میں رہیگا دیکھنے قابل
شفاعت کیلئے یک جنس لب بس کافی ہے
جہاں میں تیرے انوار ہدایت ہیں عجب پھیلے
کرو یہی مجب شاعرو تا نفع ہو تم کو
مرا ہر یک سخن چمکیگا در بے بہا ہوکر
یقیں ہے شوق بھر لیجائے مجھکو رہنما ہوکر
عجب کیا روح جا پہنچے وہاں باد صبا ہوکر
ہوا مقبول تجھ سا کوں ختم الانبیا ہوکر
گیا اور آگیا اک پل میں تو عرش علا ہوکر
رہوں تا مرگ یارب محو عشق مصطفےٰ ہوکر
ٹپک پڑتی ہیں میرے اشک عطر موتیا ہوکر
ملا ہے آب زمزم کیا انہیں آب بقا ہوکر
کھڑے ہیں سب سیکڑوں عاصی تر زیر لوا ہوکر
ہزاروں جائیں گے جنت کو دوزخ سے رہا ہوکر
ہر یک ذرہ درخشاں ہے یہاں شمس الضحیٰ ہوکر
بھلا کیا پاؤگے عشق بتاں میں مبتلا ہوکر

خطاب **بادشاہ** ہو رہے میرا جو عالم میں
شرف پایا یہ میں نے کوچۂ احمد کا گدا ہو کر

مصرع طرح "ہے چراغاں آج کعبے کے در و دیوار پر"

داغہائے عشق پیغمبر ہیں قلب زار پر
شیفتہ ہوں دل سے حسن احمد مختار پر

داغہائے دل و دہر آنکھیں دہریں ہیں اشکبار
جا پہنچتا اوڑ کے طیبہ میں پیمبر کے حضور

شربت دیدار پلوا دو مسیحائی کرو
شوق سے جب یا محمد کا کروں نعرہ بلند

ملک یثرب میں اگر آئے مجھے خواب اجل
دوست اور دشمن پہ تھی یکساں توجہ کی نظر

فرجمشیدی کو کیا سمجھیں غلامان نبی
وصف ہے توحید کا شایاں اگر حق کیلئے

ہے چراغاں آج کعبے کے در و دیوار پر
کب نظر میری پڑیگی اب کسی دلدار پر

ہیچ تو ہے بارش بھی ہونی چاہیے گلزار پر
بازوؤں میں گر عطا کرتا خدا دو چار پر

یا نبی کیجے کرم اس ہجر کے بیمار پر
زلزلہ ڈالوں زمیں پر دشت پر کہسار پر

میں کرونگا ناز اپنے طالع بیدار پر
لطف تہا برابر یار پر اغیار پر

شوکت دارا فدا ہے آپکے دربار پر
ختم ہے شان رسالت سید ابرار پر

حسن اصلی کو ہے کیا زیور کی حاجت **بادشاہ**
سادگی کو فخر ہے بالکل مرے اشعار پر

مصرع طرح "یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل"

زباں نعت کے ہے سنانے کے قابل
ہے دل اپنا قرباں جانے کے قابل

بنانا تھا جیسا بنایا ہے حق نے
ہے پھر کون تجھسا بنانے کے قابل

شفاعت کے محتاج عاصی ہیں ورنہ
خدا کو ہیں کیا منہ دکھانے کے قابل

نبوت ہوی ختم اب مثل پیمبر
نہیں کوئی دنیا میں آنے کے قابل

پس ذات خالق جو کچھ ہے بزرگی
فقط تو ہی تہا اسکے پانے کے قابل

نہوتا جو بتخبروں کو ممنوع سجدہ
مزار روضہ تہا سر جہکانے کے قابل

عبث دینداری کا دعوی ہے سب کو
بہت کم ہین ایک بنہانے کے قابل

خزان اسکو برباد کردیگی ایک دن
یہ گلشن نہین دل لگانے کے قابل

جتا دو کوئی جا کے سب بلبلوں کو
یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل

تم اے شاعرو عشق فرضی کو چھوڑو
نہ ہرگز نہیں اسکا زمانے کے قابل

ضعیفی مین ای بادشہ غم یہی ہے
رہا مین نہ یثرب کو جانے کے قابل

مصرع طرح "مجہسا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل"

عشق رسول پاک مین ہے بیقرار دل
ہے رشک لالہ زار مرا پر بہار دل

سردار مرسلین پہ ہے میرا نثار دل
کعبہ سے عرش سے ہے فزون باوقار دل

لگتا نہین ہے دل مرا جز نعت مصطفے
صدقے ہوں میرے دل پہ نہ کیوں ہوشیار دل

دنیا کی خواہشین نہ مسخر کرین اسے
پہلو مین دیکھ لیتا ہوں مین بار بار دل

اعدا کو بد دعا کے عوض تو نے دی دعا
اللہ رے تراوہ عطوفت شعار دل

اس دل کو نذر کرنے کے قابل ہے چیز کیا
امت کا نزع تک جو رہا غمگسار دل

کیونکر ہوں منکران نبی سے رد برو
میدان عشق مین ہے مرا ہوشیار دل

معدوم نیکیان ہین ہجوم گناہ سے
کیا لیکے جاؤن پیش خدا شرمسار دل

محکم ہین جو عشق خدا اور رسول مین
دہونڈین تو ایسے سو مین ملینگے دو چار دل

ہر آن تیرے شوق زیارت مین یا نبی
سیماب کی طرح ہے مرا بیقرار دل

یکسان فراق و وصل مین مضطر ہے بادشاہ
مجہسا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۳ ہجری کیلئے لکھی گئی

ہین کہ ہر آج محبّان ربیع الاوّل
دل و جان کیجیے قربان ربیع الاوّل

خیر و برکت ہے جلو مین تو سعادت ہمرہ
آیا کس شان سے مہمان ربیع الاوّل

پھر نئے سر سے لگی آنے بہار عشرت
پھر ہوا تازہ گلستان ربیع الاوّل

پھر لگے ہونے کو مولود کے جلسے ہر جا
پھر ہوے جمع ثنا خوان ربیع الاوّل

ہے نظارہ ہے پھر دیدہ انجم سے فلک
پھر منور ہین چراغان ربیع الاوّل

رنگ و بو گل کو دیا بلبل کو مبارک گل ہے
ہم تو ہین زمزمہ سنجان ربیع الاوّل

ہے زہے جلوہ ایام ظہور احمد
اے خوشا دورہ دوران ربیع الاوّل

کیسی یہ نعمت عمدہ ہوی حاصل ہم کو
حشر تک ہمپہ ہے احسان ربیع الاوّل

ساری تاریخون مین ہے بارہوین تاریخ ایسی
گویا سب جسم ہین وہ جان ربیع الاوّل

یہ وہ تاریخ ہے پیدا ہوے سرور جسمین
ہے یہی مرکز فیضان ربیع الاوّل

یہ وہ تاریخ ہے عزت ہے جہان کو جسسے
پائی اس ماہ نے شان ربیع الاوّل

سال بھر مین فقط یکبار ہے جلوہ اسکا
پورے کیا کیا نکلینگے ارمان ربیع الاوّل

ہمکو کیا کام ہے گلہاے جنان سے ہنوز
بس ہمین بخشنے دامان ربیع الاوّل

دلمین جبتک ہے پیمبر کی محبت مسلم
ہین وہی رتبہ شناسان ربیع الاوّل

خم کیا سر پئے تعظیم فلک نے اپنا
دیکھکر رفعت ایوان ربیع الاوّل

حورین جنت مین ملک چرخ پہ یون کہتی ہین
ہم ہین سب حلقہ بگوشان ربیع الاول

رہے طالع کہ ہوا بادشہ ہمیدان
داخل مدح سرایان ربیع الاوّل

یہ غزل گلدستہ عروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرع طرح "یک تماشا جانتے ہین تیرے ترسانیکو ہم"

سوئے طیبہ ای فلک ہین پھر سفر جانے کو ہم
یک تماشا جانتے ہین تیرے ترسانے کو ہم

دہر میں آئے ہیں عشق نبی کہانے کو ہم
خلد میں جانے کو ہم ہیں نعمتیں پانے کو ہم

رکھتے ہیں سینے میں اپنے سکہ ہائے داغ عشق
نذر دربار نبی میں ساتھ لیجانے کو ہم

دل میں عشق مصطفی ہے کب ہے اچھا دل عزیز
کسطرح کعبے میں رکھیں آہ پہنچانے کو ہم

تھی یہی حسرت ترے شمع مزار پاک پہ
کاش کر دیتے تصدق دلکے پروانے کو ہم

خیر امت کا لقب ہمکو ہے اے خیر الورا
خوش نصیبی پر ہیں اپنے خوب اترانے کو ہم

تو شفیع المذنبین ہے ہم ہیں عاصی پر خطا
حشر میں کسکو سنائینگے اپنے فسانے کو ہم

پیروی کرتے ہیں کچھ سرے قول و فعل کی
کیا فقط ہیں امتی دنیا میں کہلانے کو ہم

آفریں ہے جوش ہر حسنت پہ اسکے مرحبا
سب ہیں دانا جانتے ہیں تیرے دیوانے کو ہم

ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اس جا مر سکے
عمر بھر تقدیر پر ہیں اپنے پچھتانے کو ہم

بادشہ عاجز نہ کرتا گر بصارت کا فتور
تھے بہت رنگ سخن عالم میں دکھلانے کو ہم

یہ غزل مشاعرۂ امباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح "کشتۂ یاس ہوں مقتول تمنا ہوں میں"

موج ہوں سیل ہوں قلزم ہوں نہ دریا ہوں میں
ہاں مگر طبع رواں نعت میں رکھتا ہوں میں

طالب مدینہ ہوں مشتاق ہوں شیدا ہوں میں
ہوں فقط اپنے نبی کا نہ کسی کا ہوں میں

روضۂ سرور دیں آنکھ سے دیکھا ہوں میں
چشم بد دور عجب مرتبہ رکھتا ہوں میں

دوستو چلئے ذرا دیکھئے یثرب کی بہار
تم نہ ہو جاؤ فدا اسپہ تو جھوٹا ہوں میں

قاب قوسین کے اسرار کہوں میں کیونکر
چھوٹا منھہ بات بڑی اسلئے ڈرتا ہوں میں

کیا جلائیگی تو اے آتش دوزخ مجھکو
پہلے تو غور یہ کر امتی کس کا ہوں میں

کہا خالق نے کہ سب چاہتے ہیں میری رضا
یا نبی تیری رضا چاہنے والا ہوں میں

نہیں امید فقط حشر میں ہے مجھکو یقین
بات بنجائیگی گو لاکھہ بھی بگڑا ہوں میں

نظر آیا جو مدینہ کا مجھے گورستان
پھر دوبارہ نہ کیا حیف مدینہ کا سفر
نہ رہی مجھکو کسی تیغ وسنان کی منت
لحد داغ سے ہر دم یہ نکلتی ہے صدا

دل لگا کہنے اسی موت پہ مرتا ہوں میں
کشتۂ یاس ہوں مقتولِ تمنا ہوں میں
کشتۂ یاس ہوں مقتولِ تمنا ہوں میں
کشتۂ یاس ہوں مقتولِ تمنا ہوں میں

بادشہ ہوں میں فقط ملک سخن کا لیکن
نہ فریدون نہ سکندر ہوں نہ دارا ہوں میں

مندرجۂ ذیل غزلیں گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئیں

مصرع طرح "ہم اونکو سینہ سے لپٹا کے پیار کرتے ہیں"

نبی کی مدح وثنا بار بار کرتے ہیں
عطا کیا ہے خدا نے ہمیں رسول ایسا
جنون ہے عشق پیمبر کا مومنو ہم کو
نہیں فلک پہ یہ پھرتے ہیں مہر و مہ دونوں
ہمیں یقین ہے کہ اعمال نیک عالم میں
فرشتو چھوڑ دو امت میں ہوں محمد کے
سلام جلد حضور نبی میں پہنچا دے
نکالو فرضی محبت کو شاعرو دل سے
گیا وہ اگلا زمانہ وہ شاعری بھی گئی
سخن کا اور بہت ہی وسیع ہے میدان

چمن کو دین کے ہم پُر بہار کرتے ہیں
کہ جسپہ سارے رسل افتخار کرتے ہیں
ہم اپنا دین و دل نثار کرتے ہیں
طواف روضہ کا با انکسار کرتے ہیں
پیادہ جو ہے اسے شہسوار کرتے ہیں
شمار کیوں مجھے روز شمار کرتے ہیں
ذرا اے باد صبا انتظار کرتے ہیں
جو دیندار ہیں وہ اس سے عار کرتے ہیں
قدیم طرز کو کیوں اختیار کرتے ہیں
امور فرضی پہ کیوں انحصار کرتے ہیں

ای **بادشاہ** نہیں لطف طول گوئی میں
سخن کو اسلئے ہم اختصار کرتے ہیں

مصرع طرح "فلک دیتا ہے جنکو عیش اونکو غم بھی ہوتے ہیں"

صف عشاق پیغمبر مین داخل ہم بھی ہوتے ہین
فقط مضطر ہین دل جس سے ہم ہی ہوتے ہین

مدینہ کو گئے پھر آ گئے ہم حیف سچ ہے
فلک دیتا ہے جنکو عیش اونکے [illegible] ہی ہوتے ہین

نہ جائین خلد مین ہرگز نہو ہمراہ گر امت
بھلا روز جزا ایسے کوئی ہمدم بھی ہوتے ہین

ادہر ہے عالم دنیا ادہر ہے عالم عقبیٰ
یقین ہے بہرہ ور ہم سے بہ دو عالم ہی ہوتے ہین

نہین ہے بک رسالت کا شرف ذات محمد مین
خدا کے خاص وہ اسرار کے محرم ہی ہوتے ہین

ہے یہ حکمت خدا کی پیروان ملت اسلام
کسی جا برز بادہ ہین کسی جا کم بھی ہوتے ہین

احادیث نبی بہر ہدایت ہی نہین ہرگز
[illegible] زخم دل عشاق کے مرہم ہی ہوتے ہین

وہی مومن ہین جو دل سے فدا ہین نام حضرت پر
وہی احکام کے تعمیل مین محکم ہی ہوتے ہین

ترا رتبہ ہے اعلیٰ ای سرشک عشق مصطفوی
کہان [illegible] مقابل کوہر رود زمزم ہی ہوتے ہین

یہ وہ دین نبی کی ہے صداقت رو برو جسکے
ہزارون سرکش و مغرور کے سر خم ہی ہوتے ہین

جو سنتے ہین کلام **بادشہ** وہ داد دیتے ہین
وہ حاصل ذوق کرتے ہین خوش و خرم ہی ہوتے ہین

مصرع طرح جلوے مری نگاہ مین کون و مکان کے ہین

خواہان نہ فردوس کے فرضی بتان کے ہین
[illegible] وقت ہم ازل سے [illegible] جان کے ہین

محشر مین وہ شفیع تمام عاصیان کے ہین
سوار حمد عاجز و بے چارگان کے ہین

ہر ذرہ مین ظہور ہے نور رسول کا
جلوے مری نگاہ مین کون و مکان کے ہین

سب کچھ طفیل رحمت عالم کا ہے یقین
دنیا مین جو مزے ہمین امن و امان کے ہین

ہمکو یہان کے دولت و عزت سے کام کیا
عزت کے خواستگار فقط ہم وہان کے ہین

لعل و گہر جواہر و در سے ہین قیمتی
الفاظ نعتیہ جو ہمارے زبان کے ہین

دل کو خیال اپنے نبی کا ہے ہر زمان
اور مشغلے زبان کو آہ و فغان کے ہین

طیبہ کے مدح خوان سے نہو ہمسری کبھی
اے واعظو جو مدح کنان تم جنان کے ہین

روح پہ گرمیان تو کسی اور کو بتا
کہنے لگے ملک شب معراج یا خدا

ہم امتی پیمبر آخر زمان کے ہین
کیا کیا تواضع آج نئی میہمان کے ہین

بلوا لو پھر دوبارہ مدینہ مین یا نبی
ارمان بہت یہ بادشہ خستہ جان کے ہین

مصرع طرح "وہ دیکھنے والون کی نظر دیکھ رہے ہین"

ہم عشق پیمبر کا اثر دیکھ رہے ہین
مرقد سے ہمین خیر بشر دیکھ رہے ہین
روضہ پہ تصدق ترے ہوتے ہین ہمیشہ
پرتو ہے یہ شاید لب و دندان نبی کا
اے مصحف رخسار نبی تیری بدولت
امت مین ہین ہم شافع محشر کے دعا یا اور
اللہ رے شادابی گلزار شریعت
آتا ہے نظر جلوۂ توحید الٰہی
کب صاحب زر عازم حرمین ہوا ہے
افسوس نہ کیون فہم خلائق پہ ہو ہمکو

بیتاب دل و جان و جگر دیکھ رہے ہین
وہ دیکھنے والونکی نظر دیکھ رہے ہین
گردش مین جو ہم شمس و قمر دیکھ رہے ہین
سنگریزون کو ہم لعل و گہر دیکھ رہے ہین
عشاق کا دل زیر و زبر دیکھ رہے ہین
جو نار جہنم کا ضرر دیکھ رہے ہین
ہر خار کو اب ہم گل تر دیکھ رہے ہین
ہم چشم بصیرت سے جدہر دیکھ رہے ہین
بے زر کو کمر بستہ کمر دیکھ رہے ہین
حب بے ہنری کو یہ ہنر دیکھ رہے ہین

صد شکر ہے ہم بادشہ ہیچمدان کو
مداح نبی شام و سحر دیکھ رہے ہین

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ خورشید مین طبع ہوی

مصرع طرح "وہ دل نہین وہ جان نہین وہ جگر نہین"

اسلام کیا ہے دین ہے کیا کچھ خبر نہین
خالی کوئی زمین نہین بحر و بر نہین

دل مین اگر محبت خیر البشر نہین
امت نبی کی ہمکو بتاؤ کدھر نہین

یثرب کو جاؤ راہ مین کوئی خطر نہین
دنیا مین اس سفر سا مبارک سفر نہین

مین مالا مال دولت عشق نبی سے ہون
کیا غم ہے میرے پاس اگر سیم و زر نہین

دونون جہان مین تیرے طرح کوئی یا نبی
ہادی نہین رسول نہین راہبر نہین

تیری ہی شان وہ تیرے آگے کسی کو بھی
عظمت نہین ہے جاہ نہین ہے وقر نہین

پہنچا ہے تو وہان شب معراج یا نبی
جس جا پہ جبرئیل امین کا گزر نہین

سن سن کے مژدہ تیرے شفاعت کا ہمکو آہ
محشر کا خوف کچھ نہین دوزخ کا ڈر نہین

شیطان کو کیون نہ جب دل سے نکالدون
بدلہ اگر پدر کا نہ لے وہ پسر نہین

دلچسپیان ہین ملک عدم کے عجیب تر
جاتے ہین سب ادھر کوئی آتا ادھر نہین

آزاد جو ہین دین سے کیا ان سے نفع قوم
سرو چمن کو دیکھئے اسمین ثمر نہین

کس منھ سے دعوی کیجئے اصلاح قوم کا
دل مین بہت ہے جوش زبان مین اثر نہین

نیت اگر ہو خیر کی ہر طرح خیر ہے
عمدہ ترین بشر ہے وہی جسمین شر نہین

پائی ہے ہم نے نعمت اسلام عمدہ تر
گو تیرے نعمتوں کا الٰہی حصر نہین

اشعار کیا سناؤ گے پیری مین **بادشہ**
وہ دل نہین وہ جان نہین وہ جگر نہین

یہ غزل مشاعرۂ وانمباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح "نہین بنتی کوئی تدبیر دیکھو"

ریاض نعت کی تاثیر دیکھو
گل افشان ہے مری تقریر دیکھو

ہوئے ہین کس کے ہم امت مین پیدا
ہماری خوبی تقدیر دیکھو

نہین لاتی ہے اب بوئے مدینہ
صبا کرتی ہے کیا تاخیر دیکھو

بھرا ہے دل مرا عشق نبی سے
نہو باور تو اسکو چیر دیکھو

یہان کیا قدر عشاق نبی کی
تم انکی حشر مین توقیر دیکھو

قدم کیونکر اٹھے اب سوئے یثرب
پڑی ہے حرص کی زنجیر دیکھو

فقط یک جنبش مژگان حضرت
دل کفار کو بھی سیر دیکھو

شفاعت کی ادہر امید ہم کو
گناہوں کی ادہر توفیر دیکھو

کرو رحم ہم پہ اے عالم کے رحمت
یہ امت ہے برازتقصیر دیکھو

محبو چھوڑ دو جھوٹے فسانے
پڑھو قرآن اور تفسیر دیکھو

ای فرضی عاشقو تم کچھ کرو غور
عبث ہے آپ کی تحریر دیکھو

درخت سرو سے زنہار زنہار
نہ کہاوگے کبھی انجیر دیکھو

کہالت طبع کی کہتی ہے ہم سے
نہیں بنتی کوئی تدبیر دیکھو

کرو کوشش مگر اب نہ کھٹے
نہیں بنتی کوئی تدبیر دیکھو

مدینہ دیکھنے ای **بادشہ** پھر
نہیں بنتی کوئی تدبیر دیکھو

مندرجہ ذیل غزلیں گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئیں۔

مصرع طرح "چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو"

سنبھو رونہ کبھی یون مچل مچل کے چلو
یہ راہ نعت نبی ہے یہان سنبھل کے چلو

مدام شرع نبی پر قدم رہے ثابت
عذاب حق ہو نہیں گر ذرا پہل کے چلو

سفر ہے ملک بقا کا ہر ایک کو درپیش
چلو تو ساتھ مگر توشۂ عمل کے چلو

نہیں ہے خوب گناہونکی یہ گرانباری
خدا کے پاس جو جانا ہے ہلکے پھلکے چلو

شفیع اپنا ہے محشر مین احمد مرسل
طرف بہشت کے دوزخ سے تم نکل کے چلو

نہیں ہے کوئی بھی مشکل رہ اطاعت مین
یہ نفس بد ہے عدو اسکا سر کچل کے چلو

نبی کے امتی ہو یکا فخر بیجا ہے
ذرا بھی دین سے اسکے اگر بدل کے چلو

جہان مین ماہ اہمار اہو شمع سا روشن
ہو سوز عشق نبی مین پگھل پگھل کے چلو

اجل سے پہلے جو ممکن ہے نیکیاں کر لو — ملال و حزن سے فردا نہ ہاتھ مل کے چلو
اجل یہ سر پہ کھڑی کہہ رہی ہے شام و سحر — چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو

ای بادشاہ لکھو سادہ سادہ نعت نبی
کبھی نہ طرز [illegible] تتبع غزل کے چلو

مصرع طرح "مسیحا ہو جو بیمار و نکو دم بھر دیکھتے جاؤ"

نبی کا عشق محکم دل کے اندر دیکھتے جاؤ — خدا کے یاں درجے اپنے برابر دیکھتے جاؤ
لکھا نعت نبی کا میں نے دفتر دیکھتے جاؤ — قدسے قدسیان ہیں آج اسیر دیکھتے جاؤ
کرم سے امت اپنی روز محشر دیکھتے جاؤ — مسیحا ہو جو بیمار و کو دم بھر دیکھتے جاؤ
بہار روضۂ حضرت کے آگے خلد ہے کیا شئی — دلہن کہتی ہے ساری عمر یکسر دیکھتے جاؤ
شب معراج حضرت سے یہی جبریل کہتے تھے — تمہاری عظمت و شوکت کا منظر دیکھتے جاؤ
مدینہ کا جو گورستان دیکھا دل لگا کہنے — ہمارے بخت ان سبکا مقدر دیکھتے جاؤ
مبارک قبر سے اپنے نکلکر یا رسول اللہ — اس امت کا تمہارے حال ابتر دیکھتے جاؤ
ربیع الاول آیا غلغلہ صل علیٰ کا ہے — مبارک نعت کا چرچا ہے گھر گھر دیکھتے جاؤ
سمجھ لو لشکر خوف الٰہی کی ہے فیروزی — تم اپنے نفس بد کو گر مسخر دیکھتے جاؤ
ترقی کی خوشی کیسی تنزل کا الم کیا ہے — وہ کھلتے جو خدا تمکو برابر دیکھتے جاؤ

فلک پر بادشہ دیکھوگے کیا عقد ثریا کو
ہمارے شاہد معنی کا زیور دیکھتے جاؤ

مصرع طرح "تمہیں سے پوچھتے ہو جان نثار کیسے ہو"

خدا کی شان ہے تم باوقار کیسے ہو — حبیب حضرت پروردگار کیسے ہو
شفیع کون قیامت میں ہے تمہارے سوا — گناہگار و کے تم غمگسار کیسے ہو
جو خاصگان خدا ان تم آگئے ہو سرتاج — رسول کیسے ہو تم نامدار کیسے ہو

تمھارے گیسو و رخ پر فدا ہیں ہم دل سے
نہ پوچھے کوئی کہ لیل و نہار کیسے ہو

خجل جو تم سے ہیں حوریں تو منفعل غلمان
ہر ایک طرح سے تم طرحدار کیسے ہو

خدا کے بعد تو تم سب سے افضل و اعلیٰ
میں کیا بتاؤں کہ با افتخار کیسے ہو

تمہارا سرمہ ہیں سرمہ جواہر سے
تم اسے [illegible] کے گرد و غبار کیسے ہو

نہ محو ہوگے کبھی داغہاے عشق نبی
مٹاؤں دل سے ای نقش نگار کیسے ہو

خستہ حال ہیں امت کا اپنی دیکھو
[illegible] زار [illegible] کیسے ہو

نبی کے قول کی یارو نہو اگر تقلید
پھر اسکے آپ ہی جان نثار کیسے ہو

خدا جو چاہے عجب کیا عدم سے کھینچو گے
ای **بادشاہ** کہو بے قرار کیسے ہو

مصرع طرح ہے اے جان دل لیکر کہ ایسے دلربا تم ہو

شفیع المذنبین تم ہو محمد مصطفےٰ تم ہو
مریضان گنہ ہم ہیں دوا تم ہو شفا تم ہو

خدا کے بعد افضل کوئی تب میں نہیں تم سا
صفت ہر ایک ہے تم میں سزاوار ثنا تم ہو

خدا کی ہے قسم ہمکو نہیں طوفان کا خدشہ
یقین ہے کشتی امت کے اپنے ناخدا تم ہو

خدا کے گو کہ ہو بندے خداوند اپنے ہیں لیکن
خدا سے ہے جدا لیکن خدا سے کب جدا تم ہو

نبی کا عشق ہے ہمکو نبی کے مدح خوان ہم ہیں
عجب ہے شاعرو مرضی نبوں کے مبتلا تم ہو

تمہیں ہو باعث عالم ہو تم فخر بنی آدم
نبی اعظم و اکرم رسول رہنما تم ہو

اگر ہے دین مثل آسمان خورشید تم اسکے
کہیں خورشید کو گردین ہم اسکے ضیا تم ہو

خدا نے کیسے پیغمبر کے امت میں کیا داخل
ای امت تنگ نہیں ہے حبیب کبریا تم ہو

مقرب بارگاہ ایزدی میں کون ہے ایسا
جہان میں جتنے مرسل آئے ان سبکے شفیع تم ہو

فنا کے اور بقا کے بھید سے جو کوئی واقف ہے
وہ یہ کہتا ہے ہم عین فنا عین بقا تم ہو

گدائی ہیں در احمد کے لطف بادشاہی ہے

ہزاران شکر ہے ای بادشہ اسکے گدا تم ہو

یہ قصیدہ ایک دوست متوطن بنگلور کے فرمائش سے لکھا گیا

فدا ہو کیون نہ دل تجھہ پر ہمارا یا رسول اللہ
نہین تجھہ سا کوئی خالق کا پیارا یا رسول اللہ

تمنا ہے نہ جنت کی نہ شوق حور و غلمان ہے
ہمین بس ہے ترے رخ کا نظارا یا رسول اللہ

رہیگا سرخ رو بیشک وہی مومن قیامت مین
ہے تیرے عشق کا جسکو سہارا یا رسول اللہ

جو کچھہ ہے آرزو دل مین مدینے کے سفر کی ہے
نہین ہے خواہش بلخ و بخارا یا رسول اللہ

سو وجہ عظمت توحید تہی منظور سر تا سر
جو تجھہ پر حق نے قرآن کو اوتارا یا رسول اللہ

ترے رحم و شفاعت کا جو دریا موجزن ہوگا
کرے کیا ہمکو دوزخ کا شرارا یا رسول اللہ

پسندیدہ تہی یکتائی تری کسقدر بہ خالق کو
نہ تہا سایہ کا ہونا ہی گوارا یا رسول اللہ

عبث ہین یہ مری آنکھین عبث میری بصارت ہے
نہ دیکھا آج تک روضہ تمہارا یا رسول اللہ

ادب سے سرنگون رہنا ہے کلک بادشہ ہردم
ہے تیری نعت کب لکھنے کا یارا یا رسول اللہ

یہ غزل حضرت رسول مقبولؐ کے روضۂ مطہرہ کے روبرو مصنف مرحوم نے پڑہا تھا

بر آئی ہے تمنا بعد مدت یا رسول اللہ
میسر آج ہے تیری زیارت یا رسول اللہ

کہان ہون کون ہون کیا دیکھتا ہون آج آنکھون سے
مجھے اس حسن نصیبی پر ہے حیرت یا رسول اللہ

بہار گنبد خضرا کا نظارہ جو پایا ہون
نہ کیون ہو سبز میری کشت قسمت یا رسول اللہ

نہ تہا مین بندۂ ناچیز قابل ایسی نعمت کا
فقط اللہ کی ہے یہ عنایت یا رسول اللہ

نہین پہولا سماتا ہون خوشی سے اپنے جامہ مین
ملی ہے جیتے جی اب سیر جنت یا رسول اللہ

ملایک کر رہے ہین در پہ تیرے جبہہ فرسائی
بشر کیا ہے بشر کی کیا حقیقت یا رسول اللہ

ہے واقف جسطرح سے تو خدا کی شان و عظمت کا
خدا ہی جانتا ہے تیری عظمت یا رسول اللہ

کمالات و فضائل جسقدر سب انبیا مین تھے
ملی ان سبکی تجھکو جامعیت یا رسول اللہ

میان عالم وحق برزخ کبریٰ ہے تو بیشک
تری کچھ اور ہے شان رسالت یا رسول اللہ

کہوں کیا میں ہے تجھپر منکشف حالت مری یکسر
نہیں کچھ عرض حاجت کی ہے حاجت یا رسول اللہ

ہوی افسوس کچھ مجھسے نہ پابندی شریعت کی
نہ میں نے کی ادا خالق کی طاعت یا رسول اللہ

نہ رغبت نیک کاموں سے نہ نفرت ہی گناہوں سے
رہا کس درجہ مجھکو خواب غفلت یا رسول اللہ

سراپا مجرم و عاصی ہوں نادم ہوں پشیماں ہوں
مگر ہوں داخل افراد امت یا رسول اللہ

تری امت میں ہونیکا نہ کیونکر فخر ہو مجھکو
تھی سارے انبیا کو جسکی رغبت یا رسول اللہ

شفیع المذنبیں ہے رحمۃ للعالمین ہے تو
نگاہ لطف سے تیری کفایت یا رسول اللہ

ترے اصحاب کے تیرے مکرم آل کے صدقے
قیامت میں مری کیجے شفاعت یا رسول اللہ

زبان کو کس بشر کے ہے تری توصیف کا یارا
قلم کو کس کے ہے لکھنے کی طاقت یا رسول اللہ

گدا ہوں تیرے در کا بادشہ کہتے ہیں سب مجھکو
یہ کافی ہے مجھے دنیا میں عزت یا رسول اللہ

مصرع طرح "بندہ پرور کبھی مجھ پر بھی عنایت ہو جائے"

پھر دوبارہ مجھے یثرب کی زیارت ہو جائے
اوج پر پھر جو مرا نیر قسمت ہو جائے

کسلئے دیر ہے اب جلد قیامت ہو جائے
یا نبی امت عاصی کی شفاعت ہو جائے

جائیں ہم خلد میں کفار جلیں دوزخ میں
غم ادہر انکو ادہر ہمکو مسرت ہو جائے

حمد کا لیکے لوا حشر میں جب تو نکلے
انس و جن کیا ہیں فرشتوں کو بھی حیرت ہو جائے

اشک عشق نبوی کو ہے وہ رتبہ حاصل
کیا عجب کوثر و تسنیم پہ سبقت ہو جائے

تیری شیریں سخنی کی جو لکھوں میں توصیف
میرے ہر لفظ میں مصری کی حلاوت ہو جائے

گنج قارون کی مرے پاس حقیقت کیا ہے
گر میسر تری دیدار کی دولت ہو جائے

گر ہو ثابت قدمی میری رضائے حق میں
جو مصیبت ہو مرے واسطے رحمت ہو جائے

ایسی توصیف کے ہم ہونگے نہ ہرگز قائل
یک سر مو جو جدا ہم سے شریعت ہو جائے

چھوڑیں یک لخت وہ بوسیدہ خیالات اپنے | فرصت عشاق کو یارب یہ ہدایت ہو جائے

شاعری سے یہی مقصود ہے اے شاہ رسل
بادشہ کی ترے مداحوں میں شہرت ہو جائے

مصرع طرح "بس ہو چکی نماز مصلّیٰ اوٹھائیے"

عشق رسول پاک کا بیڑا اوٹھائیے | قرب خدا کا اس سے نتیجا اوٹھائیے
نام اپنا دینداری میں اچھا اوٹھائیے | خلد بریں کا لطف دوبالا اوٹھائیے
مقدم کی جو رحمت خالق منائیگی | ایسا قدم جو سوئے مدینہ اوٹھائیے
رغبت نہیں ہے دین سے جنکو کہینگے وہ | بس ہو چکی نماز مصلّیٰ اوٹھائیے
محشر میں کیا جواب وہ دینگے جو کہتے ہیں | بس ہو چکی نماز مصلّیٰ اوٹھائیے
دل میں ہمارے گویا ہے یہ نقش کالحجر | کیونکر خیال یثرب و بطحا اوٹھائیے
ہم ہیں نثار سید نبی ہمکو کیا ضرور | وصفی نبیوں کے ناز جو بیجا اوٹھائیے
آیا ہے جو کہ جہد میں دیکھیگا وہ لحد | اس زندگی کا دل سے بھروسا اوٹھائیے
دیدار دوست کی ہے تمنا اگر تمہیں | غفلت کا اپنی آنکھ سے پردا اوٹھائیے
غیروں کا عشق اور ہے عشق نبی ہے اور | کیوں سنگریزہ اور دُر یکتا اوٹھائیے

مسرور کر مسرت عقبیٰ سے بادشاہ
بار غم رسول ہمیشہ اوٹھائیے

مصرع طرح "ستم سے باز آ ظالم قیامت ہونے والی ہے"

ترے عشاق کی محشر میں عزت ہونے والی ہے | انہیں حاصل ہر یک جنت کی نعمت ہونیوالی ہے
نہ گھبراؤ گنہگارو تمہیں اپنے پیمبر سے | عنایت ہونے والی ہے شفاعت ہونیوالی ہے
حمہ رتبہ وہی ہیں جنکے دل میں نور ایمان ہے | یقیں کفار کو خواری و ذلت ہونیوالی ہے
مبارک ہے وہ دل جس میں تری معمور الفت ہے | مبارک وہ زبان ہے جس سے مدحت ہونیوالی ہے

ڈرو اللہ سے اے منکرین دین پیغمبر
نہیں یکدن قیامت میں قیامت ہونیوالی ہے

کہا حق نے تو ختم المرسلین بیشک ہے تیرے بعد
نہ دنیا میں نبوت اور رسالت ہونیوالی ہے

گھمنڈ عظمت کا تھا گردون کو لیکن یہ نہ تھا معلوم
زمین پر پائی تیری ولادت ہونیوالی ہے

مزاحم ہو نہیں سکتے کبھی اسباب دنیاوی
دوبارہ گر مدینہ کی زیارت ہونیوالی ہے

ہمیں اے نفس بد تو نے ہی ڈالا قعر ذلت میں
ستم سے باز آ ظالم قیامت ہونیوالی ہے

بتون کے عشق کے اشعار کا خواہان نہیں کوئی
مہذب سلسلے میں اس سے نفرت ہونیوالی ہے

نہ چھوڑو مشغلہ نعت نبی کا بادشہ ہرگز
طفیل اس کے رسا ہی طبیعت ہونیوالی ہے

مصرع طرح "نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے"

مرے دل کو ہے نسبت اسطرح عشق پیمبر سے
جدائی غیر ممکن ہے عرض کو جیسے جوہر سے

نہیں مقصود جنت سے نہ جنت کے کسی گھر سے
مری آنکھونکو دلچسپی مدینہ کے ہے منظر سے

مجھے کیا کام فرضی حسن سے اور فرضی دلبر سے
میں سچا ہون مجھے سچی محبت ہے پیمبر سے

ترے مست مئے الفت کو کچھ پروا نہیں ہرگز
نہ جنت سے نہ دوزخ سے نہ دنیا سے نہ محشر سے

بجز قلب سخنور کب کوئی قدر سخن جانے
صفت زر کی اگر کچھ پوچھنا ہو پوچھو زرگر سے

ہے اپنے نفس کا کشتہ عدو جو ہے شریعت کا
نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے

لکھوں کیونکر قلم سے وصف پیغمبر کے گیسو کا
بنالون روشنائی میں نہ جبتک مشک وعنبر سے

نہ روکو خلد سے مجھکو نبی کا امتی ہون میں
جو پرسش ہو عزیزو پوچھ لو تم اپنے داور سے

غم ہجر نبی میں اشک جو بہتے ہیں آنکھوں سے
فزون رتبہ ہے انکا آب زمزم آب کوثر سے

مری امید کی کھیتی ابھی سرسبز ہو جائے
ذرا سا پانی تیرا اگر ابر کرم برسے

نبی کے آستان کی ہے گدائی بادشہ حاصل
مجھے ہے برتری جمشید و دارا اور سکندر سے

مصرع طرح "فنا کے بعد بھی دل میں خیال یار باقی ہے"

نہ کوئی شوق و ارمان دل میں اب زنہار باقی ہے
فقط عشق جناب احمد مختار باقی ہے

عجب کیا گر صدا عشق علی کی قبر سے نکلے
فنا کے بعد بھی دل میں خیال یار باقی ہے

بہار خلد پر رضوان سمجھے یہ تحیر بیجا ہے
زمین ہر کوچہ احمد کا جب گلزار باقی ہے

دماغ اپنا نہیں محتاج ہرگز مشک و عنبر کا
خیال زلف حضرت اس میں جب ہر بار باقی ہے

فنا ہونیکو آئے ہم ہر یک لائق فنا کے ہیں
اگر باقی ہے ذات حضرت دادار باقی ہے

میں کہدونگا فرشتوں سے نہ لیجاؤ جہنم کو
ابھی دل میں امید رحمت غفار باقی ہے

تصدق گر نہیں ہے تو نبی کی پاک تربت پر
تری گردش یہ کیوں ای مہر پر انوار باقی ہے

نبی کی وصف کا حق کب ہوا اور ادا مجھسے
مرے پہلو میں دل منہ میں زبان بیکار باقی ہے

خدا کے واسطے اب ای اجل اتنی نہ کر جلدی
مدینہ کی دوبارہ حسرت دیدار باقی ہے

گناہوں پر گنہ کرتے رہے شام و سحر افسوس
نہ توبہ کوئی باقی ہے نہ استغفار باقی ہے

رہوگے گر نہ تم باقی تو غم کیا **بادشہ** اسکا
جہاں میں جب تمہاری شہرت اشعار باقی ہے

مصرع طرح "اس ایک جان پر مری لاکھوں ستم ہوئے"

اوصاف مصطفے نہ کسی سے رقم ہوے
عاجز تمام اہل قلم یک قلم ہوے

الفت میں مصطفے کے جو ثابت قدم ہوے
دنیا میں آخرت میں وہی محترم ہوے

پرسش کا خوف کیا ہمیں دوزخ کا کیا خطر
محشر میں جب شفیع وہ شاہ امم ہوے

برپا جو تونے دین متین کا علم کیا
کفار سرنگوں ہوے بت منہدم ہوے

خلق عظیم حق نے کہا شان میں تری
اعدائے دین مسخر خلق و کرم ہوے

کہدو یہ انسے جو رہ حق میں ہوے نثار
تم کامیاب ہوگئے محروم ہم رہے

توحید حق سے ہوگیا پر نور یک جہان
روشن فقط نہ کشور عرب و عجم ہوے

فکر معاش حرص و ہوا خواہشات بد
اس ایک جا پہ مری لاکھوں ستم ہوئے

ہم کیا سنائیں قومی تنزل کی داستان
مبتلا بڑے ہوئے تھے ہم تباہی کے ہائے

سچا ہو عشق جا سے سچا کلام اب
فرض جو عاشقان تھے وہ سب کا عدم ہوئے

جز لغو باک تجھ نہیں لکھنے ہو **بادشاہ**
تم شاعران دہر میں کیا معتصم ہوئے

مصرع طرح "وہ کہتے ہیں کہ لو سر آگیا کیا بے بہا دل ہے"

جہان کے عشق بازوں میں ہمارا کچھ جدا دل ہے
ہر یک شام و سحر پابند عشق مصطفے دل ہے

طفیل عشق احمد کیا صفائی پا گئی ہے دل نے
سکندر طبع ہوں میں اور میرا آئینہ دل ہے

ہر یک دم تا دم آخر جو دم امت کا بھرتا تھا
اسی کا مبتلا دل ہے اسی کا آشنا دل ہے

رسول اللہ کا رتبہ ہے یوں سارے رسولوں میں
تمام اعضائے انسانی میں جیسا مقتدا دل ہے

یقین ہے مجھکو بچائیگا پھر یکدن مدینہ کو
تن اپنا مثل کشتی ہے تو اسکا ناخدا دل ہے

وسیلہ نصرت کا اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا
نبی کا نام ہے ورد زبان محو ثنا دل ہے

نہ متحمل ہوئے ارض و سما بار امانت کے
جو متحمل ہوا اسکا تو وہ انسان کا دل ہے

جہاں میں سب کو غفلت رہتی ہے احکام شرعی سے
سزا پائیگا وہ محشر میں اسکا ناسزا دل ہے

کسی دن نرم ہوتا ہی نہیں خوف الہی سے
یہ کیا پہلو میں میرے سخت پتھر سے سوا دل ہے

نہ زخمی عشق ہے مجھکو نہ جھوٹا ہے سخن میرا
میں سچ کہتا ہوں ان باتوں سے میرا بدمزا دل ہے

نہ کیوں تفویض کر دوں **بادشہ** ہر کام خالق پر
وہی خود جانتا ہے میرا اچھا یا برا دل ہے

مصرع طرح "ہوئے بدنام الفت میں وصال یار سے پہلے"

ہے دل وابستہ کوئے سید ابرار سے پہلے
ہوں شیدا اسکا ای رضوان تیرے گلزار سے پہلے

نہ ہو عشق نبی گر کیا صداقت اپنے ایمان کی
میں پوچھونگا یہی ہر مومن و دیندار سے پہلے

محبت مین نبی کے پائی ہے انصار نے سبقت
مہاجر گرچہ ایمان لائے تھے انصار سے پہلے

مجھے جنت مین بجانیکی کوشش بعد اسکے ہو
بچالو یا نبی مجھکو عذاب نار سے پہلے

مبارک نام حضرت کا جو آتا ہے مرے لب پر
لبون کو چوم لیتی ہے زبان کس پیار سے پہلے

بشارت آپکی سب دیتے آئے ہر زمانہ مین
پیمبر جتنے آئے احمد مختار سے پہلے

حفظ تائید حق کی تھی غلط ہے قول غیرونکا
یہین اسلام پھیلایا گیا تلوار سے پہلے

ادھر ظلم و ستم تہا اور ادھر لطف و عنایت تھی
بڑا رتبہ آپ کو کیا سابقہ کفار سے پہلے

مسیحا آپ ہو میرے مین بیمار محبت ہون
مجھے سیراب کر دو شربت دیدار سے پہلے

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی **بادشہ** تجھکو
کہان رجحان تہا یون نعتیہ اشعار سے پہلے

مصرع طرح "فنا کیسی بقا کیسی جب اسکے آشنا ٹھہرے"

شفیع المذنبین جب سے محمد مصطفٰے ٹھہرے
دل امت مین خوف حشر گر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

تفاوت ہے یہی اپنے نبی مین اور عیسیٰ مین
پرے وہ عرش کے پہنچے یہ بالائے سما ٹھہرے

نہ نکلے منہ سے کچھ ہان نعت حضرت دمبدم نکلے
نہ ٹھہرے دل مین کچھ ہان عشق شاہ انبیا ٹھہرے

جو منکر دین کا ہے نزد حق نزد رسول حق
برا ٹھہرے برا ٹھہرے برا ٹھہرے برا ٹھہرے

جگر مین دل مین جان مین تیرا جب عشق و ولا ٹھہرے
نہ کیون ہردم زبان پر یا محمد کی صدا ٹھہرے

نہ کیونکر وصف گیسو سورۃ واللیل کو کہئے
ترے رخسار کی توصیف مین جب والضحیٰ ٹھہرے

غبار روضۂ اطہر جو یثرب سے صبا لائے
ضیائے چشم کے خاطر وہ عمدہ توتیا ٹھہرے

کرم سے یا نبی ہمکو مدینہ جلد بلوا لو
دل عشاق مین صبر و تحمل تا کجا ٹھہرے

طریقت اور حقیقت کا ملے کیا راستہ ہم کو
شریعت مین نہ مستحکم قدم جب دایا ٹھہرے

خیالی شاعرون سے دور جاحان حضرت مین
وہ مشتاق نبی اور یہ بتون کے مبتلا ٹھہرے

مدینہ کی سفر کی کسطرح رغبت مکمل ہو
نہ جبتک شوق خود مانند خضر رہنما ٹھہرے

غریق بحر الفت نبرے یہ ہر وقت کہتے ہین | فنا کیسی بقا کیسی حبیب اسکے آشنا ٹھہرے

قلم ہنرا چلے کیا **بادشہ** نعت پیمبر مین
یہان ہر صاحب طبع رسا جب نارسا ٹھہرے

مندرجہ ذیل غزلین مشاعرۂ مدراس کیلئے لکھی گئین اور گلدستۂ خورشید مین طبع ہوین

مصرع طرح "بے اختیار آنکھہ سے آنسو نکل گئے"

منھہ سے سخن جو نعت نبی کے نکل گئے | الفاظ سارے نور کے سانچے مین ڈہل گئے
ہجر نبی مین آہ کے شعلے نکل گئے | خرمن قرار و صبر کے یک لخت جل گئے
عشاق مصطفےٰ مین ہو روشن نہین کا نام | جو سوز دل سے شمع کی صورت پگہل گئے
چہٹتا نہین ہے موت کے پیچے سے کوئی بہی | گر آج بچ گئے تو سمجھ لو کہ کل گئے
صحبت بدون کی کرنی ہے ننکو بہی خراب | کیچڑ ہوا زیادہ تو پاؤن پھسل گئے
حق ادب ادا نہوا ہم سے دوستو | روضہ پہ مصطفےٰ کے جو ہم سر کے بل گئے
رکہا جو تیغ ستمر نے حلق حسین پر | لرزہ ہوا زمین کو فلک سارے ہل گئے
دایم رہے سعید ازل دین پہ استوار | جو تھے شقی وہ دین متین سے بدل گئے

ای **بادشاہ** اپنے گناہون کو کرکے یاد
بے اختیار آنکھہ سے آنسو نکل گئے

مصرع طرح "آسمان پر اپنے نالے جائینگے"

پوچہو مت دنیا سے کیا لے جائینگے | نام اچھا یا برا لے جائینگے
گور مین ہم کیا ضیا لے جائینگے | شمع عشق مصطفےٰ لے جائینگے
تم جو چاہو لے چلو اے شاعرو | ہم پیمبر کی ثنا لے جائینگے
غور کیجے امتی کس کے ہین ہم | کیسے ہم دوزخ مین ڈالے جائینگے
قرب حق پائینگے عشاق رسول | ہین جو منکر وہ نکالے جائینگے

جا بلوا لو مدینہ یا نبی
دل کو ہم ہمنا کے سنبھالے جائینگے

سالکو مدد ارحضر خدا ہوا نہیں
حور ہیں آنکھوں میں مٹھا لے جائینگے

سوئے یثرب میرے دل کے ساتھ ساتھ
شوق و ارمان کے سہارے جائینگے

سر سار دل ہاد خدا یا عاجزی
ہم یہی پیش خدا لے جائینگے

گو زمین پر ہیں لیکن ایک دن
آسمان پر اپنے نالے جائینگے

ہو اس نظم کا ذرا دیکھے عروج
آسمان پر اپنے نالے جائینگے

ار کشہ اے درشنے تو ہیں
آسمان پر اپنے نالے جائینگے

خالی جاوینگے نہ ہم ای بادشاہ
اہل محفل کی دعا لے جائینگے

مصرع طرح "ہم ذرا اور روش ناز سے چلنے والے"

ہم کبھی عشق نبی سے نہیں ٹلنے والے
مثل پروانہ ہیں اس شمع پہ جلنے والے

دن احمد سے بدلنے دو بدلنے والے
کف افسوس ہیں وہ حشر میں ملنے والے

یاد آئیگی وہاں بھی ہمیں یثرب کی فضا
گلشن خلد سے کب ہم ہیں بہلنے والے

حب دنیا نہیں بعضونکو نکلنے دیتی
یوں تو یثرب کو نکلتے ہیں نکلنے والے

راستہ قرب الٰہی کا وہی پائینگے
دل سے جو شرع پیمبر پہ ہیں چلنے والے

یاد خدا دن کا سنبھلنا تو ہے بالکل آسان
ہیں کہاں نشہ دولت میں سنبھلنے والے

قلزم دہر میں مداح پیمبر گویا
صدف قلب سے موتی ہیں اگلنے والے

نفع کیا ان کو ہے جو ہیں دین نبی سے آزاد
سرو گلشن نہیں ہوتے کبھی پھلنے والے

بادشہ میں نہ لکھونگا کبھی جز نعت نبی
سارے اشعار ہیں اس سانچے میں ڈھلنے والے

یہ غزل مشاعرہ اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ ترقی تجارت میں طبع ہوئی

مصرع طرح "میرے حضور مجھکو تونگر بنائینگے"

دل کو نبی کے عشق کا مظہر بنائینگے
ہم بھی خدا کے گھر کو منور بنائینگے

ذکر نبی کا آئینہ دکھلا کے خلق کو
طبع رسا کو آج سکندر بنائینگے

اوراق دل پہ نعت کا دفتر لکھینگے ہم
رگہا ے جاں کے تار کا مسطر بنائینگے

آنکھیں بچھاتے جائینگے یثرب کی راہ مین
ہم سر کو اپنے پاؤں کا ہمسر بنائینگے

دیکھینگے پھر دوبارہ مبارک وہ آستان
لگرا ہے جنت اسکو مکرر بنائینگے

رگڑین وہاں جبین کو پئے سجدۂ خدا
داغ جبین کو غیرت اختر بنائینگے

کرتے ہین وصف نکہت گیسو کا ہم ترے
مجلس کو سارے آج معنبر بنائینگے

اعدا سے دین کے دل مین خلش کیون نہ ہو فزون
ذی نوک خامہ ہم تجھے نشتر بنائینگے

ہے تیرے آفتاب ہدایت کا یہ بیان
ہم ذرہ ذرہ کو مہ انور بنائینگے

ہر نثار مین عیان گل رعنا کا ڈھنگ ہو
ہر یک خزف کو روکش گوہر بنائینگے

روئینگے گر نہ پائینگے جنت مین تیری دید
آنکھون کو اپنے چشمۂ کوثر بنائینگے

جب ہم سنائینگے تری رحلت کا واقعہ
ہر صف کو خلق کے صف محشر بنائینگے

حق نے کہا کہ تجھسا کوئی ذی شرف نبی
ہم نے نہین بنایا نہ اب پھر بنائینگے

خوبان بھی وصف احمد مرسل کے واسطے
صل علی کے لفظ کا زیور بنائینگے

میلاد کی خوشی مین چراغان کرینگے ہم
ہر یک مکان کو خلد کا منظر بنائینگے

چرچے رہینگے وعظ و قصاید کے جابجا
عقبیٰ کے زاد راہ کو بہتر بنائینگے

بیٹھے طفیل سے ہم دنیا درغ شوق
میرے حضور مجھکو تونگر بنائینگے

ہمکو وسیلہ نعت نبی کا ہے کیتقی
محشر مین قبر اپنی مقرر بنائینگے

اشعار بادشاہ جو یہ کہتے ہین بار بار
ہم منتظر ہ دل کو مسخر بنائینگے

مائل نعت ہے ہر وقت طبیعت میری
اندنون رشک ملائک ہے سعادت میری

یک نظر اسکے کرم کی ہو تو پھر محشر مین
حور و غلمان مرے کوثر مرا جنت میری

آگیا جا کے مدینہ نہ کیا اپنا مقام
ہائے غفلت یہ مری حیف یہ قسمت میری

چشم باطن سے جو حاصل ہے حضوری میری
کیون نہ قربان ہو بصیرت پہ بصارت میری

اس لب پاک کے صدقے کہ کہا تھا جس نے
زائر روضہ پہ واجب ہے شفاعت میری

صورت بلدۂ طیبہ کا ہون شائق یارب
آرزو خلد بہ بر لا کسی صورت میری

مانع راہ ہین ہر چند کہ اسباب جہان
شوق کو اور بڑھا دیتی ہے ہمت میری

تیرے رخسار سے تشبیہ نہ دونگا ہرگز
ماہ و خورشید کرین لاکھ لجاجت میری

بادشہ مجھکو ہے شاہان جہان سے کیا کام
در احمد کی گدائی مین ہے عزت میری

جہان مین تم سا کوئی صاحب جمال بھی ہے
کہ جسکا عاشق شیدا وہ ذوالجلال بھی ہے

ہے راضی ان سے خدا جو تمہارے ہین عشاق
رضائے حق سے کوئی عمدہ تر مآل بھی ہے

ہمیشہ مست ہین ہم عشق سرور دین مین
یہ وہ شراب ہے جو پاک ہے حلال بھی ہے

تصدق اس شہ والا کے ذات مین جسکے
کرم ہے قہر ہے لینت ہے اعتدال بھی ہے

صحابی دونون ہین دونون ہین جان نثار نبی
اگر صہیب ادہر ہے ادہر بلال بھی ہے

ہلال و بدر سے عالم پہ کھل گیا یہ راز
کمال جسکو ہے آخر اوسے زوال بھی ہے

بنی کے خال سے حیرت ہے نجم تابان کو
خجل اس ابروئے خمدار سے ہلال بھی ہے

فقط تمہاری محبت نہین ہے سینہ مین
متاع شوق سے دل میرا مالا مال بھی ہے

شفیع تم ہو ہمارے تو امتی ہم سب
نجات پانے مین کیا ہم کو احتمال بھی ہے

دوبارہ مجھکو مدینہ مین جلد بلوالو
یہ آرزو ہے یہی تم سے اب سوال بھی ہے

دماغ مین ہین خیالات سارے دنیا کے
بھلا کسیکو کبھی موت کا خیال بھی ہے

ہمارے واسطے تا حشر بس ہین یہ دو چیز	کلام پاک ہے یک ایک تیری آل بھی ہے

نظر کرم کی ہو اس **بادشاہ** عاصی پر
حقیر و عاجز و بیکس ہے خستہ حال بھی ہے

یہ نظم جلسہ میلاد شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سنہ ۱۳۲۹ ہجری کے لیے لکھی گئی

رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن بہتر ہے	دل و جان نام پر اونکے جو ہو قربان بہتر ہے

اُنہی سے ہمکو عزت ہے انہی کی ہمکو الفت ہے	اُنہین کا ذکر ہے پیارا انہی کا دہیان بہتر ہے

وہی سرتاج ہین سب کے وہی محبوب ہین رب کے	انہی کی شرع اچھی اونکا ہر فرمان بہتر ہے

خدا کے بعد افضل جز محمد کے نہین کوئی	اگر ایمان کی پوچھو تو یہ ایمان بہتر ہے

کہینگے اہل محشر دیکھکر اعزاز پیغمبر	خدا کی سلطنت مین واہ کیا دیوان بہتر ہے

سلاطین زمانہ کے تمامی جاہ و حشمت سے	گدایان در احمد کی عز و شان بہتر ہے

مدینہ اپنا مسکن ہو مدینہ اپنا مدفن ہو	یہی ہے آرزو عمدہ یہی ارمان بہتر ہے

مبارک ذات حضرت اسطرح ہے جملہ مرسل مین	خدا کے سب کتب مین جسطرح قرآن بہتر ہے

کیا ہے تو نے پیدا ہمکو امت مین محمد کی	الہی تیرے احسانون مین یہ احسان بہتر ہے

منائین کیون نہ شادی آج ہم اسکے ولادت کی	نہ ہرگز ایسی نعمت کا ہمین کفران بہتر ہے

یہان خوشتر ہے ہمکو سیر گلزار مدینہ کی	وہان شاید تجھے فردوس ای رضوان بہتر ہے

یہی جنت مین عشاق نبی حورون سے کہدینگے	جو کچھ بہتر ہے حسن سید اکوان بہتر ہے

پلادو شربت دیدار اب اے ساقی کوثر	مریضان محبت کو یہی درمان بہتر ہے

جنون ہے عشق احمد کا ہون پرزے دامن دل کے	ہمارے واسطے صحرائے عربستان بہتر ہے

شریعت کا ہے جو پابند دل سے اسکا اعلیٰ ر	ہے جسکو خوف عقبیٰ کا وہی انسان بہتر ہے

خلاف شرع داخل گر کوئی بھی بات ہو اسمین	نہ وہ توحید بہتر ہے نہ وہ عرفان بہتر ہے

ہے ساری محفلون مین محفل میلاد یون افضل	ہمارے جسم مین جیسی ہماری جان بہتر ہے

یہاں پر موجود اب علما ہیں شاعر ہیں ... یہیں
عندلیں ... اور ... چمنستان بہتر ہے

... محفل ہے جس ... وہ بہت ... ادا ...
... ہوں ... بک ... طرح ... ملان ... ہے

مبارک ... یہ جلسہ آج فشنلمس ... ہے
نجات آخر ... نکا انکے ... ان ہے ہے

ہم ... ہے آرزو پھر دل ... جلسہ ... ہے قائم
ہمارے دین کا ہر طرح اعلان بہتر ہے

رہے جبکے ایس اس دنیا کی وسعت ... دین اور دن
پھر ... کیا کام ... ہیں اتحان بہتر ہے

الہی بادشہ کر ... محمد ... احمد میں
... دل میں ابھی مہمان جب ... ہے

یہ نظم جلسہ عید المیلاد ۱۳۳۳ ہجری کے لیے لکھی گئی

آج میلاد پیمبر کا مبارک دن ہے
آج کیا ... داور کا مبارک دن ہے

آج دنیا میں ہوے باعث دنیا پیدا
آج ہم سب کے مقدر کا مبارک دن ہے

آج کی عید ہے سرتاج تمام عیدوں کی
آج سب نبیوں کے افسر کا مبارک دن ہے

دن یہ مسعود نہیں ہے فقط انسان کیلیے
ملک و جن کے بھی لشکر کا مبارک دن ہے

حور میں جنت میں فلک پر ہیں ملایک کہتے
آج پیدائش سرور کا مبارک دن ہے

کسقدر جوش پہ ہے فرحت عید المیلاد
آج مومن کے ہر ایک گھر کا مبارک دن ہے

کون ہے وہ جو نہیں نعت ہی میں مصروف
آج ہر ایک سخنور کا مبارک دن ہے

ایضاً

زباں جبتک دہن میں اور تن میں جان باقی ہے
رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن باقی ہے

قسم حقکی ہے بیشک ہم چلے جاینگے جنت میں
نہیں کیا خوف محشر ہے اگر ایمان باقی ہے

نبی باقی نہیں دنیا میں لیکن اسنے چھوڑے ہے
ادہر آل اسکی باقی ہے ادہر قرآن باقی ہے

نہ ہو تعظیم گر انکی نہ ہوں گر انکے ہم پیرو
تو پھر کیا دین کی عظمت ہے پھر کیا شان باقی ہے

دوبارہ دیکھلوں آنکھوں سے میں روضہ پیمبر کا
کوئی ارماں نہیں دلمیں یہی ارمان باقی ہے

خوشی میں اس مہ میلاد کے ہیں سب کے سب داخل
ملک باقی نہ جن باقی نہ یہ انسان باقی ہے

طفیل احمد مرسل الہی بخشدے اسکو
جہاں میں بادشہ یک عبد نافرمان باقی ہے

غزلیات حسن و عشق

یہ غزل جناب محمد عبدالرزاق صاحب راسخ صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ گلبرگہ کے مصرع طرح لکھی گئی

تیرا سودا نہو جس سر میں وہ سر کچھ بھی نہیں
جسطرح غیر پہ ہے مجھپہ نظر کچھ بھی نہیں

ظلم جو کرتے ہیں کریجئے حیرت یہ ہے
درد تیرا نہو جس میں وہ جگر کچھ بھی نہیں

باعث شہرت زہاد ہے رندوں کا وجود
جو عنایت ہے ادھر ہی ہے ادھر کچھ بھی نہیں

دست قاتل کی خطا ہے نہ قصور خنجر
اے بتو کیا نہیں اللہ کا ڈر کچھ بھی نہیں

خط نمایاں نہیں رخ پر ابھی اس کمسن کے
گر نہو عیب تو پھر قدر ہنر کچھ بھی نہیں

صدمہ ہجر ہے کیا وصل کی جب ہو امید
سخت جانی کا برا ہو کہ اثر کچھ بھی نہیں

چھوڑتا کیوں در لیلی کو جو عاشق ہوتا
یہ وہ مصحف ہے جسے زیر و زبر کچھ بھی نہیں

سچ ہے اس نفع کی نسبت یہ ضرر کچھ بھی نہیں
عشق کیا چیز ہے مجنوں کو خبر کچھ بھی نہیں

بادشہ خوف نہیں ہے سفر عقبی کا
مگر افسوس یہ ہے زاد سفر کچھ بھی نہیں

یہ غزل اخبار "تحفۂ قیصری" مدراس مطبوعہ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی تھی

ہے یہ کس رشک مسیحا سے محبت میری
صدقے ہوتی ہے مرض پر مرے صحت میری

نہ وہ آیا پس مردن مجھے مٹی دینے
خاک نکلیگی مرے دل سے کدورت میری

غم ہے کیا پاس مرے کوئی رہے یا نہ رہے
پاس وحرمان مرے کرتے ہیں رفاقت میری

کسکو کیا حق ہے جو مصحف سے اب منع کرے
میرا کاغذ ہے قلم میرا طبیعت میری

کفِ پا سے بھی ترے انکو نہ دونگا تشبیہ
ماہ و خورشید کریں لاکھہ لجاجت میری

اپنے کوچے سے جو باہر وہ گیا مین نے کہا
آج خالی ہے مرے حور سے جنت میری

علم آہ کے ہمراہ ہے فوج طفلان
دیکھئے عالم وحشت مین بھی شوکت میری

ناوک غم سے جگر چہد گیا پر خوف ہے یہ
اس در یچے سے نہ نکلے کہین حسرت میری

بادشہ کیون نہ رہون دل سے مین ممنون اسکا
مجھکو سکار نہ رکہی کبھی فرصت مری

مستزاد نعتیہ

(جو ایک قصیدہ خوان کے فرمائش سے لکھا گیا)

مجھکو بجا دیا رمحمد یا الہٰی یا الہٰی
جلد دکھلا مزار محمد یا الہٰی یا الہٰی

رتبہ سر دیک سے بیر جوکچھہ ہمارا سب ہین اعلے اوسنے پایا
کیا لکھون افتخار محمد یا الہٰی یا الہٰی

سب ہین طالب لب تر وہ ہر مطلوب تیرا محبوب یرا مرغوب
جان و دل ہین نثار محمد یا الہٰی یا الہٰی

خوش نہ آئے مجھے باغ رضوان حور و غلمان قصر و ایوان
گر نہ دیکھون بہار محمد یا الہٰی یا الہٰی

تازہ جبتک چھانکا چمن ہے دل کو میرے کیجیے کیجیے
بلبل گلعذار محمد یا الہٰی یا الہٰی

شق کیا چاند کو جب فلک پر وہ پیمبر غل تھا کسر
ہے عجب اختیار محمد یا الہٰی یا الہٰی

بادشہ شرع احمدیہ قائم رہیے دائم کہتے ہر دم
گر نہ تو ہو نثار محمد یا الہٰی یا الہٰی

ایضاً

کس سے ہو اد احمد تری سب سے ہے بالا
اے بار بتعالے

تو پاک و منزہ ہے تو ہے سب سے نرالا
اے باریتعالے

یہ عقل یہ جان اور یہ تن تو نے دیا ہے
سب تیری عطا ہے

مادر کے شکم میں ہمیں نو ماہ ہے پالا
اے بار نتعالیٰ

مجبور ہیں محتاج ہیں ہم عاجز و ناچار
تو مالک و مختار

جو چاہے کرے کون تجھے روکنے والا
اے بار نتعالیٰ

ہر شئی سے تری صنعت و حکمت ہے ہویدا
عالم ترا شیدا

ہر ذرہ میں ہے تیرے ہی قدرت کا اجالا
اے بار نتعالیٰ

ہر پھول کو پوشاک جدا تو نے عطا کی
کیا شان ہے تیری

تو نے ہی درختوں کو دیا سبز دوشالا
اے بار نتعالیٰ

مقبول جہاں ختم رسل شافع محشر
ہے اپنا پیمبر

جس نے دل کفار میں تک زلزلہ ڈالا
اے بار نتعالیٰ

بندہ ہے ترا بادشہ خستہ دل افگار
شرمندہ گنہگار

جز تیرے ہے کون اسکی خطا بخشنے والا
اے بار نتعالیٰ

مدح خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

یہ نظم جلسۂ فضایل خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منعقدہ ۲۴ ربیع الاوّل سنہ ۱۳۳۴ھ میں پڑھی گئی

رسول اللہ کے پہلے خلیفے حضرت صدیق رضہ
تمام امت کے سچے رہنما تھے حضرت صدیق رضہ

اشارہ حق کا ہے جب ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ
نہ پوچھو شان و عظمت میں تھے کیسے حضرت صدیق رضہ

وفات سرور عالم ہوی ہے جس مہینے میں
اسی مہ میں خلافت کو سجائے حضرت صدیق رضہ

وجاہت میں ریاضت میں صداقت میں شرافت میں
عدیم المثل کیا عمدہ بشر تھے حضرت صدیق رضہ

شرف کا لفظ خود ہر دم کمربستہ تھا خدمت میں
فضیلت نام والا پر تھی صدقے حضرت صدیق رضہ

صحابہ تھے نبی کے ایک سے ایک افضل و اکمل
مگر اوصاف دیگر تھے تمہارے حضرت صدیق رضہ

وفاداری تھی غمخواری تھی سچی جانثاری تھی
پیمبر کے تھے کیسے دوست سچے حضرت صدیق رضہ

بنی نے جب سنایا واقعہ معراج کا اسنبہ
نہ کیون مغضوب اللہ و بنی ہو جائے وہ انسان
گروہ انبیا کے بعد صدیقون کا رتبہ ہے
ہوی ہے اور افزون روشنی ذہن ہمیر کی
ہمیشہ حکم حق حکم بنی پر تہا عمل اُن کا
تہا ڈہائی سال کا عہد خلافت جسکو طی کر کے
جو انون مین توحید پر پہلے ایمان لائے حضرت پر

کہا صدق تہا تم نے سب سے آگے حضرت صدیق رض
رکہا ہے دل مین جس نے بغض تم سے حضرت صدیق رض
ملے صدیقیت کے تمکو رتبے حضرت صدیق رض
خلافت سے جو مثل مہر چمکے حضرت صدیق رض
محب اللہ کے اللہ والے حضرت صدیق رض
ہزاران حیف اس دنیا سے گذرے حضرت صدیق رض
مگر سن یا فتہ لوگون مین پہلے حضرت صدیق رض

نہین علم و کمال اس **بادشاہ** خستہ حالت کو
تمہاری مدح وہ کسطرح لکھے حضرت صدیق رض

یہ نظم منقبت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ مین لکہی گئی۔

خلیفہ شہ جن و بشر جناب عمر رض
دوم خلیفہ وہ خلفاء راشدین مین تہے
خلافت اور نیابت کے اوج پر بیشک
عمر کے نام سے کفار کانپ جاتے تہے
جہان مین کفر و ضلالت کو بت پرستی کو
ہزارون سیکڑون مفتوح ہو گئے ہین دیار
حوالہ بیت مقدس کیا نصاریٰ نے
فقط یہ رعب تہا دین بنی بر حق کا
خلافت آپنے دس سال چہہ مہینے کی
پتنگ جیسا ہے ہر وقت شمع پر قربان
کہا بنی نے نہین میرے بعد کوئی بنی

عجیب نامور و مقتدر جناب عمر رض
نگروہ رکہتے تہے شان دگر جناب عمر رض
مثال مہر تہے رخشندہ تر جناب عمر رض
تہے رزمگاہ مین یک شیر نر جناب عمر رض
کیا ہے خوب ہی زیر و زبر جناب عمر رض
تہے خادم آپکے فتح و ظفر جناب عمر رض
پڑی جو آپکے رخ پر نظر جناب عمر رض
نہ اور رکہتے تہے کچہہ کر و فر جناب عمر رض
کیا جہان سے پہر اپنا سفر جناب عمر رض
فدا بنی پہ تہے یون عمر بہر جناب عمر رض
بنی جو ہوتا تو ہوتا مگر جناب عمر رض

یگانہ تھے وہ ریاضت میں اور عبادت میں
خدا کے رہ میں تھے بستہ کمر جناب عمرؓ

کیا جدا حق و باطل لقب ملا فاروق
لقب یہ کیسا تھا زیبندہ تر جناب عمرؓ

موازنہ ہو عدالت سے آپ کے کیونکر
کہاں وہ رتبۂ کسریٰ کدھر جناب عمرؓ

وہ عدل دین مجوسی یہ عدل دین نبی
خزف کی طرح ہے وہ اور گہر جناب عمرؓ

نبی پہ وحی جو اتری تو اونکے حسب الرائے
تھے کیسے صاحب عز و وقر جناب عمرؓ

ہے کس کے عہد میں یوں دین کو فروغ ہوا
دکھایا آپ نے سچا اثر جناب عمرؓ

ہمیشہ ہم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
تھے آپ حامی دین کس قدر جناب عمرؓ

حقیر تھی پر پشہ سے بھی انہیں دنیا
وفور رکھتے تھے گو مال و زر جناب عمرؓ

طفیل آپ کے ہو بادشہ کے عفو گناہ
دعا خدا سے ہے شام و سحر جناب عمرؓ

یہ نظم جلسہ خلافت چہار خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لیے لکھی گئی۔

معظم کون ہیں بعد نبی چاروں خلیفے ہیں
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ چاروں خلیفے ہیں

خلافت میں سیاست میں شجاعت میں ریاضت میں
کہ ہر یک وصف میں برتر ہی چاروں خلیفے ہیں

خدا راضی ہمیشہ جو خلائق میں ہیں یہ مقبول
ہمارے مقتدا سرو جلی چاروں خلیفے ہیں

فروغ دین ہے انسے ہوئے یہ دین کے والی
ہوا دین متین جن سے قوی چاروں خلیفے ہیں

مناقب انکے بے حد ہیں مناصب انکے جید ہیں
جوان ہمت جوانمرد و جری چاروں خلیفے ہیں

بڑھا دوں کسکی میں عزت گھٹا دوں کسکی میں شوکت
عجب اعزاز کے فی الواقعی چاروں خلیفے ہیں

جو امت میں ہمیشہ کہتے ہیں ان سے بادشہ کہہ دو
کہ بیشک لائق حب ولی چاروں خلیفے ہیں

مدح اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

یہ غزل گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئی مصرع طرح "ہر جا بطرز تازہ ظہور دوام ہے"

اے سید المصطفےٰ ترا عالی مقام ہے
عز و شرف میں تیرے بھلا کیا کلام ہے

تو راحت علیؑ ہے جگر گوشۂ بتولؑ
تو ہی فروغ دیدۂ خیر الانام ہے

ہم کیا ہیں بلکہ سارے جوانان خلد کا
سید ہے پیشوا ہے تو بیشک امام ہے

ہرگز نہیں ہے ماہ محرم پہ منحصر
غم تیرا تا قیام قیامت مدام ہے

تھی انتہا جو ظلم کی اعدا سے ہو گئی
صبر و رضا کی حد جو ہے تجھپر تمام ہے

تجھ سا امام دینؑ کو جنھوں نے کیا شہید
حیرت ہے اہل دین میں پھر انکا نام ہے

دنیا میں جو سزا تھی وہ اعدا کو ملگئی
محشر میں اور پیش خدا انتقام ہے

تشنہ رکھا ستم کیا خنجر چلا دیا
آل رسولؐ کا یہ عجب احترام ہے

گل کر رہے ہو دین نبیؐ کے چراغ کو
اندھیر تم میں کیسا یہ اے فوج شام ہے

رن میں ترے رفیقوں نے کی اپنی جان فدا
لاریب انکے واسطے دار السلام ہے

کافی ہے **بادشاہ** پہ یک لطف کی نظر
یہ بھی ترے غلاموں میں ادنی غلام ہے

سلام در غم امام ہمام ؑ حسب فرمائش احباب کرڑہ

آج میں لکھوں غم شبیرؑ اپنے ہاتھ سے
کربلا کی کھینچدوں تصویر اپنے ہاتھ سے

شاہ کو بلوا کے آخر کوفیوں نے کی دغا
سیکڑوں نامے کئے تحریر اپنے ہاتھ سے

وہ صداقت وہ عقیدت ہے کہاں اے کوفیو
کھوئی تم نے عزت و توقیر اپنے ہاتھ سے

ہل گئے ارض و سما افسوس جس دم شمر نے
حلق پر شہ کے رکھی شمشیر اپنے ہاتھ سے

بیعت فاسق سے شہ کو اسلئے نفرت رہی
تا نہ ہو کچھ دین کی تحقیر اپنے ہاتھ سے

جان اپنی جسنے کی شہ کی رفاقت میں نثار
خلد میں گھر کر لیا تعمیر اپنے ہاتھ سے

بولا عابدؑ نے میں غمگین ہوں مجھے ایذا نہ دو
ڈال لیتا ہوں میں خود زنجیر اپنے ہاتھ سے

کیا خطا تھی اصغر معصوم کی اے حرملہ
تو نے اسپر بھی چلایا تیر اپنے ہاتھ سے

بادشہ سچ بات ہے یہ روبرو تقدیر کے
ہل نہین سکتی کوئی تدبیر انہی ہاتھ سے

سلام دیگر - احباب کثیر کی فرمائش سے انکے مجوزہ مصرع طرح پر لکہا گیا -

شہ نے کہا کیا چیز ہین اعدا مرے آگے
ایک وار مین کٹ جائینگے صدہا مرے آگے

دکہلاؤن مین کیا اپنا یہان زور شجاعت
تسلیم و رضا کا ہے تقاضا مرے آگے

لخت دل زہرا ہون نبی کا ہون نواسا
بتلاؤ بہلا کس کا ہے رتبہ مرے آگے

ہر وقت اطاعت مین ہو نہین مرضی حق کے
اعدا نے کیا ظلم ہے کیا کیا مرے آگے

دی جان رہ خلاق مین سترہ دو تن نے
تک ایک نے جنت کو سدہارا مرے آگے

عباس برادر نے بہی پائی ہے شہادت
اکبر سا جوان مر گیا بیٹا مرے آگے

شش ماہ کا یک طفل تہا میرا علی اصغر
تیر اسپہ بہی اعدا نے چلایا مرے آگے

مجہکو نہ گلہ ہے نہ شکایت ہے کسی سے
خوشنودی خالق کا ہے جلوہ مرے آگے

اے **بادشہ** خستہ غم آل نبی مین
عالم کا ہے کچھ اور ہی نقشہ مرے آگے

یہ سلام اخبار جریدۂ روزگار مدراس مطبوعہ ۷ محرم الحرام ۱۳۲۴ ہجری مین شائع ہوا تہا -

نہ ہوا سبط پیمبر کو میسر پانی
آہ اے تیغ ترے منہ پہ ہے کیونکر پانی

دیتے کسطرح شہ دین کو ستمگر پانی
انکو تکلیف تہی دوزخ مین مقرر پانی

لعل زہرا کا رہا پیاس سے رن مین بیتاب
کیون نہ سینے مین صدف کے ہوا گوہر پانی

اس سے کیا بڑہکے ستم تشنہ رہین آل نبی
اور پیتے رہین اسپ و خر و اشتر پانی

بد دعا دیتے اگر شہ تو عجب کیا اسکا
حشر تک ملتا کسی کو نہ زمین پر پانی

امتحان تہا یہ فقط صبر و رضا کا ورنہ
کیا نہ دے سکتا او نہین خالق اکبر پانی

پیاس کا شکوہ وہ لا ئینگے زبان پر کیونکر
آب خنجر کو سمجھتے ہین جو خوشتر پانی

حالت تشنگی شاہ بیان ہم جو کریں
پانی کیا چیز ہے پانی کا ہو جو ہر پانی

خشک لب تو نے کہا آہ نبی زادون کو
آبرو تیری رہی دہر مین کیون کر پانی

غم شبیر کا شاید یہ اثر ہے جو مدام
مثل سیماب سمندر کا ہے مضطر پانی

روح شہ نکلی ادہر اور ادہر خلد مین تہین
حورین ہاتھون مین لیے سیکڑون ساغر پانی

دل اعدا نہوا ... اگر اسکے عوض
سنگ بہی ہوتا تو ہوجاتا پگہل کر پانی

بادشہ نخل غم شاہ نہ کیون ہو شاداب
آج آنکھون سے رواں ہے مرے یکسر پانی

یہ سلام اخبار جریدہ روزگار مدراس مطبوعہ ۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۶ھ مین شایع ہوا تہا۔

آہ اے مجرئی پہر ماہ محرم آیا
پہر غم و رنج کا اس دہر مین موسم آیا

چاک سینہ ہے سیہ پوش ہے خامہ میرا
آیا کاغذ پہ تو با دیدۂ پر نم آیا

کربلا کے وہ مصائب مجہے یاد آنے لگے
ذکر شبیر زبان پر میرے پیہم آیا

کسکے ماتم سے گران بار ہے پیر گردون
بے سبب پشت مین اسکے یہ نہین خم آیا

اشک ریزاب غم شہ مین ہے جولے دیدہ
تیرا ہم مرتبہ کوثر نہ تو زمزم آیا

بوسہ گاہ نبی حلق مطہر جسکا
آہ وہ حلق تہ خنجر دو دم آیا

کوئی مظلوم نہین سبط نبی کے مانند
کوئی دنیا مین نہین شمر سا ظالم آیا

تین دن کا تو وہ پیاسا تہا مگر اف نہ کیا
آیا جب رن مین تو بیحد خوش و خرم آیا

کیا شکیبائی تہی کیا صبر تہا اللہ اللہ
جس سے حیرت زدہ ہر قالب آدم آیا

بادشہ جنکو ہے انکار شہادت ان پر
کیا عجب گر غضب خالق عالم آیا

یہ سلام اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین شایع ہوا تہا

اے مجرئی جب ماہ محرم نظر آیا
عالم مین عجب رنج کا عالم نظر آیا

ہر دل ہے طپان اور ہر یک جان ہے تپان
ہر دیدہ وہ مجھے دیدہ پر نم نظر آیا

مثل کف افسوس ہر یک برگ چمن ہے
ہر نخل ہی نخل غم و ماتم نظر آیا

خارون مین ہو جسطرح نمایان گل رعنا
اعدا مین وہ یون شاہ مکرم نظر آیا

شبیر یا مظلوم . بھلا دیکھا ہے کس نے
اب تک نہ کوئی شمر سا ظالم نظر آیا

جس حلق مبارک پہ نبی دیتے تھے بوسہ
[illegible] وہ تہ خنجر [illegible] نظر آیا

فرزند و اقارب تے جان شاہ کے آگے
ہر یک رہ خالق مین مقدم نظر آیا

آگاہ نہ تھے اہل ستم رتبہ شہ سے
خفاش کو کب مہر [illegible] عالم نظر آیا

اللہ رے ثابت قدمی سبط نبی کی
دیکھا جسے مقتل [illegible] نظر آیا

دنیا مین غم آل پیمبر کے مقابل
غم جو نظر آیا وہ بہت کم نظر آیا

اے بادشہ خستہ جگر روز جزا تک
ہر دل مین یہ غم قایم و پیہم نظر آیا

مدح غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ نظم جلسہ یازدہم ربیع الآخر کے لیے لکھی گئی

رئیس الاولیا ہے غوث اعظم
امام الاتقیا ہے غوث اعظم

شبستان جہان ہو کیون نہ روشن
مہ چرخ ہدا ہے غوث اعظم

ہے اعظم تیرا منصب تیرا رتبہ
لقب تیرا بجا ہے غوث اعظم

تری توصیف توصیف نبی ہے
تو جزو مصطفےٰ ہے غوث اعظم

تو ہے لخت دل زہرا و حیدر
تو محبوب خدا ہے غوث اعظم

ہین تیرے خوشہ چین سب اہل عرفان
تو سب کا مقتدا ہے غوث اعظم

وہی سچا محب مصطفےٰ ہے
جسے تیری ولا ہے غوث اعظم

شرف وہ ہے کہ خواجہ سرب کو
شرف تجھ سے ملا ہے غوث اعظم

چمن تیرے فیوض الٰہی کا
عجب کیسا پھیلا ہے غوث اعظم

شہود ہیں [illegible] ذوق و وجدان
یہ سب تیری عطا ہے غوث اعظم

مجھے لازم ہے اب دار شریعت
کہوں کسطرح کیا ہے غوث اعظم

خدا کی معرفت ہے مثل دریا
تو [illegible] بے بہا [illegible] ہے غوث اعظم

جمال پاک سے تیرے سراسر
عیاں نور خدا ہے غوث اعظم

ہیں گویا سورۃ واللیل گیسو
ترا رخ والضحیٰ ہے غوث اعظم

کہا مشک ختن زلفوں کو تیرے
یہ کیا میری خطا ہے غوث اعظم

ولایت ذات پر ہے تیری نازاں
تری ہر دل [illegible] ہے غوث اعظم

ادب سے سر تمامی اولیا کا
ترے آگے جھکا ہے غوث اعظم

ادا ہو مجھ سے کیونکر وصف تیرا
مجھے کیا حوصلہ ہے غوث اعظم

نہیں کچھ اور ارمان بادشہ کو
ترا شوق لقا ہے غوث اعظم

ایضاً

ہم کیا ہیں ہم سے کیا ہو بیان عز و شان غوث
جن و ملک ہیں صبح و مسا مدح خوان غوث

ہر وقت کہہ رہے ہیں یہی خادمان غوث
کوئی بجز خدا کے نہیں رتبہ دان غوث

جنات بھی شریک تھے محفل میں وعظ کے
کسدرجہ تہا موثر و دلکش بیان غوث

غنچہ کے رنگ و بو سے ہے محفوظ یک جہان
تا حشر بے خزان ہے یہی بوستان غوث

منفک ہو گل سے جز و یہ ممکن نہیں کبھی
گویا ہے خاندان نبی خاندان غوث

لاریب سینہ غوث کا تھا گنج معرفت
تھی کیا کلید ستر الٰہی زبان غوث

اے سپہرِ چرخ تو ہے کہنہ سال سچ بتا
خوش قسمتی پہ ناز کرے کیون نہ دل مرا

دیکھا کسی ولی کو جہان مین بشان غوث
آنکھون سے دیکھہ اونکا اگر آستان غوث

اللہ سے دعا ہے یہی بادشاہ کی
خالی نہ کیجے مجھہ سے صف عاشقان غوث

یہ غزل مشاعرۂ ادبی سوسیٹی مدراس کے لئے لکھی گئی اور رسالہ "ترقی تجارت" مین طبع ہوی

مصرع طرح "آ گئی جب کوئی مشکل تو پکارا یا غوث"

تو جو اللہ کے پیارے کا ہے پیارا یا غوث
تیری الفت نہین کس دل کو گوارا یا غوث

بحر توحید الٰہی کا شناور تو ہے
شرک سے تجھکو ہے یک لخت کنارا یا غوث

اولیا صورت انجم ہین تو ہے مہر منیر
کیا ہے رخشان تری عظمت کا ستارہ یا غوث

معجزات نبوی سے ہین کرامات ترے
منکرون کو نہین جز عجز ہے چارہ یا غوث

صورت باد بہاری ہین ترے ملفوظات
چمن دین کو کیا تو نے سنوارا یا غوث

گر بیان شوق زیارت کی کرون بیتابی
رشک سے ہو دل سیماب بھی پارہ یا غوث

سیر بغداد کی ہے صرف تمنا دل کو
نہین ہمکو ہوس بلخ و بخارا یا غوث

خوش نصیبی پہ نہ کیون فخر ہو ہمکو ہر دم
گر ہو حاصل تری تربت کا نظارہ یا غوث

کیا عجب شوق سے ہو جاتے ترے حلقہ بگوش
دیکھتے تجھکو جو اسکندر و دارا یا غوث

بوئے گیسو سے خجل ہے نہ فقط مشک ختن
منفعل عنبر سارا بھی ہے سارا یا غوث

نفع گو لاکھہ بھی دنیا کا ہو حاصل کیا ہے
تیرے اعدا کو ہے عقبیٰ کا خسارہ یا غوث

میرا سینہ ہو نہ کیون گنج شہود و عرفان
نظر لطف ہو گر تیری خدارا یا غوث

لا نہین سکتے ہین پیرایۂ الفاظ مین ہم
ہے فزون جوش عقیدت جو ہمارا یا غوث

وصف حد سے متجاوز ہو قلم سے کیونکر
شرع مین حد سے نہین بڑھنے کا یارا یا غوث

اولیا کی جب قیامت مین شفاعت حق ہے

بادشہ کو ہو نہ کیوں تیرا سہارا یا غوث

مخمسات

مخمسہ تضمین قصیدہ نظام

اس قصیدہ کو مشائخین حیدرآباد دکن کے ایک بزرگوار نے ۲۳ ڈسمبر ۱۸۹۹ء مین بغرض تضمین مصنف کے پاس بہیجا تھا جسوقت تضمین کرکے روانہ کیا گیا انھون نے نہایت درجہ پسند کرکے خط شکریہ لکھا

یہ کسکے الفت سے ہین طپان ہون یہ کسکے دیدار کا ہون خواہان
بہری ہین میری دل او رجان مین ہزارون حسرت ہزارون ارمان
خبر رسان ہے نہ کوئی میرا ہے تسلی کا ہے یہ سامان
صبا بسوئے مدینہ روکن ازین ثنا گو سلام برخوان
بگرد شاہ رسل بگرد و بصد تضرع پیام برخوان

ہے میرا ممدوح مومنو وہ ہے جسکا مداح رب یزدان
محب اسکی ہے اصل ایمان اسی کا ہے ذکر جان عرفان
چمن مین عالم کے مثل بلبل ہون یون ہی مین نغمہ سنج ہر آن
صبا بسوئے مدینہ روکن ازین ثنا گو سلام برخوان
بگرد شاہ رسل بگرد و بصد تضرع پیام برخوان

وہ ہین مبارک کہ جن کے دل ہین نبی کے عشق و ولا سے مملو
خوشا نصیب اونکے جنکو ہر دم ملا زیارت کا عمدہ قابو
فلاح عقبیٰ جو چاہتا ہے دلا یہ غفلت کو چھوڑ کر تو
بنہ بچندین ادب طرازی سر ارادت بخاک آن کو
صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخوان

مین وصف روئے مصطفےٰ ہون نہین ہے گلشن سے کام مجھکو
ہون شیفتہ انکے گیسوؤنکا غرض نہ سنبل سے ہے سرمو
کدہر ہے بوانسے ہم سحری ہٹکتی پہرتی ہے کیون ہر یکسو
بنہ بچندین ادب طرازی سر ارادت بخاک آن کو
صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخوان

مراد اس حد الیتمر کا خدا ان آنکھونکو میرے دکھلائے
کرون تمنا نہ اور کوئی جو مدعا میرا مجھکو ملجائے
وہان جو پہنچوں تو روح سے میرے دمبدم مجھکو یہ صدا آئے
بہ باب رحمت گہے گذر کن بہ باب جبریل گہہ جبین سائے
سلام ربی علی نبی گہے بہ باب السلام برخوان

دلا مزار رسول حق پر بڑا مقدر جو تجھکو پہنچائے
نو کرلے ہر در سے فیض حاصل پھر ایسی دولت کہان سے تو پائے
قسم خدا کی خوشی کے مارے ترا کچھ عالم ہی اور ہو جائے
بہ باب رحمت گھے گر رکن بہ باب جبریل گھہ جبین سائے

سلام ربی علی نبیؐ گھے بہ باب السلام برخوان

اے ختم مرسل شفیع محشر شہ دو عالم حبیب والا
تری زیارت کا یہ طریقہ بیان کرتے ہین بعض عرفا
یہ تیرا رتبہ ہے کس نے پایا تجھے جو پایا خدا کو پایا
ببتو زخود صورت مثالی بساز بگزار اندر آن جا

بصوت خوش سورہ محمد تمام اندر قیام برخوان

لکھی ہے غزل نظام کی مین نے آج تضمین بطرز نیکو
حضور نبوی مین جانیوالون سے تم ہی ای بادشاہ کہدو
زہے سعادت زہے مقدر جو اسکو شرف قبولیت ہو
نغمۂ درد آشنا ستو بلحن داؤد ہم نوا شو

بہ بزم پیغمبر این غزل راز عبد عاصی نظام برخوان

خمسہ تہنیت

جو حضور پر نور میر عثمان علی خان بہادر فرمانروائے دکن خلد اللہ ملکہ کے عطائے خطاب جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ پر لکھا گیا اور جناب محمد منور صاحب گوہر کے جلسۂ ٹی پارٹی مین پڑھا گیا

اے نظام ملک و دولت آصف عالیجناب
جابجا بیحد ہے فرحت اور بہجت بیحساب
اللہ اللہ آپ کس اعزاز سے ہو کامیاب
دمبدم کہتے ہین سارے انڈیا کے شیخ و شاب

ہو مبارک آپکو یہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب

اعلیحضرت جارج پنجم سے ملا ہے یہ وقار
جوش دل اب ضبط کرسکتے ہین ہم زینہار
کون کہتا ہے نہین سرمایۂ صد افتخار
لب پہ یہ مصرع ہمارے آرہا ہے بار بار

ہو مبارک آپکو یہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب

چند ہی دن کا ہے وقفہ صبر گر فرمائینگے
یعنے وہ دن آئیگا شاہ دکن کہلائینگے
شک نہین ہمین خطاب ہز مجسٹی پائینگے
ہم بہی سب ملکر خوشی کے پھر ترانے گائینگے

ہو مبارک آپکو یہ جی-سی-ایس-آئی کا خطاب

کس رئیس ملک کو اب آپ برھے ہے برتری
کسکو یہ عزت یہ شوکت خالق عالم نے دی
دولت ترکش کو بجید ہے محبت آپ کی
آنے والی اس خوشی کا پیش خیمہ ہے یہی

ہو مبارک آپکو یہ جی-سی-ایس-آئی کا خطاب

باپ کے اوصاف سارے آپ مین ہین جلوہ گر
یہ مثل سچ ہے پدر کا ہی نمونہ ہے پسر
پادشہ لی - یہ دعا افزون ہو ہر شام و سحر
عمر و دولت قدر و عزت جاہ و حشمت کر و فر

ہو مبارک آپکو یہ جی-سی-ایس-آئی کا خطاب

تضمین بر مصرع آتش

یہ تضمین ترکون کے شکست "ایڈریانوپل" کے وقت حضرت آتش کے مصرع پر لکھی گئی

خدایا جب سے اس ہستی کے ہم بازار مین آئے
ہزارون انقلاب چرخ بدکردار مین آئے
خوشی مین آئے رنج و غم کے بھی بازار مین آئے
تمنا ہے یہی ہر دم لب اظہار مین آئے

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

چراغ اسلام کا روشن رہیگا حشر تک ہر جا
بجھانے سے کسی کے وہ نہین زنہار بجھ سکتا
رضائے حق پہ جو راضی ہے مومن ہے وہی پکا
جو کہنا ہے کہو تم سب عقیدہ ہے یہی میرا

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

سنائی کس نے یہ خبر شکست اڈریا نوپل
ہمارے دل کو صدمہ ہماری روح ہے بیکل
قدم راہ شریعت مین کہین ہووے نہ متزلزل
یہ مصرع کسقدر اچھا ہے تم پڑھ لیجئے اول

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

خدایا ہم ترے بندے ہمارا تو ہی والی ہے
جو تو چاہے کرے درگاہ تیری لاابالی ہے
مگر جو کام ہے تیرا نہین حکمت سے خالی ہے
تری توفیق نے یہ بات اپنے دل مین ڈالی ہے

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

زوال ترک کا الزام یارب تجھپہ بیجا ہے	یہ گستاخی یہ بے ادبی نہین تو اور پھر کیا ہے
جو کچھ ہے ببعبہ بنزاوہ تجھی پر آشکارا ہے	رضینا بالقضا کا داہ کیا مفہوم اچھا ہے

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

کرومت تذکرہ کون کی اگر فوت ہوی زایل	بنا ہے جو مہ نو پھر وہی ہوگا مہ کامل
نیتجہ شامت اعمال کا ہمکو ہوا حاصل	نہ کیوں کر اس سخن کو ہم بنائیں اپنا نقش دل

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

اسرکردینی اخوت کا تمہارے دل مین ہے محکم	کرو مایہ اب مال سے سرکون کی سب باہم
شکست وفتح کا مالک وہی ہے خالق عالم	مراد ورد زبان ہے اسلئے ای بادشہ پیہم

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

مسدس وترجیع بند

یہ مسدس بتاریخ ۹ر جولائی ۱۹۱۱ء شہر کوچین کے جلسہ افتتاح انجمن اسلامیہ مین پڑھا گیا

ہے حمد خدا جسطرح بے نہایت	اسی طرح بے حد نبی کی ہے مدحت
فرشتون کی جس جا پہ قاصر ہے ہمت	بنی نوع انسان کی ہے کیا حقیقت

ہے بہتر زبان وقلم روک لین ہم
جو مقصود ہے اسکو پورا کرین ہم

تم اے شہر کوچین کے رہنے والو	رہو مستعد فکر دل سے نکالو
ارادہ کو تم اپنے محکم بنالو	بنا جلد علمی اشاعت کی ڈالو

کرو کام کرنا ہے جو کچھ سشتابی

خدا سے عطا تم کو ہو کامیابی

ضرورت بہت مدرسہ کی یہان ہے — طلبگار ہر ایک طفل و جوان ہے
کرو سعی تم جب تلک تن مین جان ہے — معین و مددگار رب جہان ہے

جہالت کے پنجے سے سب کو نکالو
یہ صحرا ہے تم اسکو گلشن بنا لو

کوئی چیز علمی اشاعت سے بہتر — نہین ہے نہین ہے اس عالم کے اندر
یہی کام سب نیکیون کا ہے جوہر — یہی کام خوشنودی حق کا مظہر

اسی علم سے ہی فلاح جہان ہے
اسی علم سے آخرت مین امان ہے

یہان علم سے علم دین ہے عبارت — اسی کی ہے حاجت اسی کی ہے عظمت
نہین ہم کو انگلش سے زنہار نفرت — پڑہاؤ تم اسکو بقدر ضرورت

ضرورت سے زاید ہے انگلش پڑہانا
ہے دین اپنے ہاتھون سے گویا گنوانا

جہان مین جو طلباے انگلش ہین ہر سو — بہلا انہین بتلاؤ کچھہ مذہبی بو
کسی مین ہے گر دینداری کا پہلو — وجود اسکا تم شاذ و نادر ہے سمجھو

سخن گر ہمارا نہ ہو تم کو باور
ہے آسان ذرا دیکھہ لو آزما کر

شریعت کی پابندیان ان مین ہین کم — نماز اور روزہ کا کچھہ بہی نہین غم
ہے تذلیل و تحقیر علما کی ہر دم — نرالا ہے انکے عقاید کا عالم

نہ جنت پہ مائل نہ دوزخ کے قائل
عبث انکے ہین پاس دینی مشاغل

ترقی ہو ہر طرح انگلش زبان کی — اسیکو وہ کہتے ہین قومی ترقی
پسندیدہ یہ بات اسوقت ہوگی — رہے قوم کے ساتھ جب قومیت بھی

نہین قومیت کا کچھ ان مین پتا ہے
عجب قومی اصلاح کا ادعا ہے

تعلق ہے دنیا و دین مین جو خوشتر — غلط اسکا مفہوم سمجھے ہین اکثر
سمجھہ لو نہین دین دنیا سے باہر — نہین دین ہرگز کوئی چیز دیگر

درستی دنیا کا ہی نام دین ہے
جدا دین دنیا سے ہرگز نہین ہے

کیا اسلیئے حق نے دنیا کو پیدا — کہ تا دین کا کام ہو اس سے زیبا
ہے یہ دین دنیا کا ماوا و ملجا — ہے آغاز و انجام اسپر ہمارا

نہ ہوتا اگر دین دنیا نہ ہوتی
تمدن کی تصویر زیبا نہ ہوتی

جو ارباب کوچین نے ہم کو بلایا — تواضع مدارا سے ممنون بنایا
محبت کا سکہ دلون مین بٹھایا — نہ بے ساختہ **بادشہ** نے سنایا

بصد جان و دل آج مسرور ہین ہم
تمہاری عنایت کے مشکور ہین ہم

یہ ترجیع بند جلسۂ ندوۃ العلما منعقدہ ۷ ماہ شوال سنہ ۱۳۲۱ ہجری بمقام مدراس کے اخیر اجلاس کے روز پڑھا گیا تھا و نیز ندوۃ العلما مین اسکو داخل کیا گیا اور زیور طبع سے مزین بھی ہو چکا

شکر حق ہمکو ادا کرنے کا یارا کیا ہے — حوصلہ کیا ہے زبان کیا ہے سلیقہ کیا ہے
جلسۂ ندوۂ علما جو دکھایا اس نے — عمدہ تر اس سے کوئی نعمت عظمیٰ کیا ہے
عالم خواب مین ہون یا ہون مین بیداری مین — جلوۂ شان الہی ہے یہ جلسہ کیا ہے

دل یہ کہتا ہے مسرت سے ہیں معمور آج
شوق کہتا ہے کہ اب میرا تقاضا کیا ہے

آنکھ کہتی ہے مجھے خوب ملی دولت دید
میں یہ کہتا ہوں کہ تو نے ابھی دیکھا کیا ہے

واہ کیا تیرا نصیبا ہے لیے شہر مدراس
جتنا تو فخر کرے آج یہ بیجا کیا ہے

کیسے کیسے علما تجھ میں ہیں رونق افزا
انکے بہر فضل و کمالات کا کہنا کیا ہے

دین انسے ہے ہی دین کے ہیں رہنما
نہ سنیں انکی تو پھر دین کا دعوی کیا ہے

قدر انکی نہ کریں، قدر کریں ہم کسکی
گر نہ ہو انکی تمنا تو تمنا کیا ہے

یکدلی کچھ بھی قوم میں پیدا ہو جائے
کہیئے پھر اسلئے سوا ندوہ کا منشا کیا ہے

یکدلی جب نہو ممکن نہیں قومی اصلاح
ہم اگر لاکھ ہی سر پٹکیں تو ہوتا کیا ہے

خانہ جنگی کا برا ہو کہ کیا اسنے تباہ
ویسے جب دور تعصب ہو تو جھگڑا کیا ہے

کھینچ لائی ہے فقط اخوت اسلام اسکو
ورنہ ندوہ سے تعلق ہی ہمارا کیا ہے

ہم نہ ندوہ سے جدا ہیں نہ ہے وہ ہم سے جدا
ہم نے گر اسکو جدا سمجھا تو سمجھا کیا ہے

قطرہ بگریست کہ از بحر جدائیم ہمہ
بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

جلوہ افروز دل جولے ندوہ دکھایا تو نے
قوم کو خواب تغافل سے جگایا تو نے

بھولے بیٹھے تھے جو ہم قوم کی الفت کا سبق
اندنوں خوب ہمیں یاد دلایا تو نے

تیرے پرجوش مواعظ کا اثر کیا کہیئے
قوم کے دل کو ہر یک وقت ہلایا تو نے

کوئی حیران کوئی ششدر رہے کوئی ہے بیخود
کیا یہ اعجاز سخن اپنا دکھایا تو نے

لعل و گوہر سے نہیں کم یہ تیرے معلومات
واسطے قوم کے خوب اسکو لٹایا تو نے

پیش آتے تھے درشتی سے مخالف ہر چند
انکو کس نرمی سے سمجھا یا منایا تو نے

شان میں جسکے خدا نے ہے کہا خلق عظیم
خلق کا اسکے نمونہ یہ دکھایا تو نے

ایسی مجلس نہ عرب میں نہ عجم میں ہے کہیں
کسنے یہ پایا ہے اعزاز جو پایا تو نے

نزد حق اسکا صلہ تجھکو ملیگا کیا کیا
قومی اصلاح کا بیڑا جو اٹھایا تو نے

بدنصیبی ہے اگر نفع نہ لین ہم تجھہ سے
جسقدر حق تہا جتانے کا جتایا تو نے

لمعۂ رحمت حق گویا مجسم آیا
چشم عالم کو چکا چوند بنایا تو نے

گل پہ بلبل ہے فدا شمع پہ پروانہ نثار
ہمکو مفتون سدا اپنا بنایا تو نے

سوء ظن رکہتے ہین جو اہل تعصب تجھہ سے
نفع کیا انکو اگر لاکہہ سنایا تو نے

آہ کس ذلت و ادبار مین ہے قوم اپنی
اور کیا چاہیئے گر اسکو بچایا تو نے

سر کنم شکوہ اگر تاب شنیدن داری
سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

مرحبا مرحبا اے ندوۂ علمائے زمان
کسقدر قوم کے گردن پہ ہے تیرا احسان

تیرے آنے سے ہوی ہمکو مسرت ایسی
گویا پیاسون کے لئے ملگیا آب حیوان

تر و تازہ ہین ترے فیض سے دل اور دماغ
تو ہے گر باد سحر ہم ہین مثال بستان

مرض جہل و تعصب کا مسیحا تو ہے
تو اگر روح ہے ہم صورت جسم بیجان

ہم اگر زخم ہین تو اسکے لئے ہے مرہم
ہم اگر درد ہین تو اسکا ہے بیشک درمان

تو اگر صورت خورشید ہے ہم ہین ذرات
کام خورشید کا ہے ذرہ نوازی ہر آن

غیر قومون کو ترقی پہ ترقی ہے نصیب
ہے تنزل پہ تنزل ہمین ہر آن و زمان

علم مین مال مین اور دین کے اشاعت مین ہین امام
دبدبہ انکا ہے رعب انکا زمانہ مین عیان

اب بھی غفلت جو کرین ہم تو خدا ہی جانے
کسطرح دین متین کا رہے دنیا مین نشان

کون کہتا ہے ضرورت نہین اسوقت تری
کس مسلمان کو پیارا نہین دین و ایمان

وائے قسمت کہ ترا چار ہی دن کا ہے قیام
وقت تو کم ہے مگر دل مین ہین صدہا ارمان

آہ کب دیکھینگے ہم ایسا مبارک جلسہ
صورتین ایسی نظر آئینگی پھر ہمکو کہان

پھر کہان آہ یہ پرجوش موثر وعظین
پھر کہان ایسے بزرگون کی زیارت کا سمان

کہاں یہ شوق کہاں پھر یہ مذاق دینی
بادشہ دل سے یہ حسرت نہ مٹیگی ہرگز

ہم کہاں پھر یہ کہاں خوف خدا کا سامان
کیوں نہ یہ شعر رہے صبح و مسا ورد زبان

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

نصائح

یہ غزل مشاعرۂ حیدرآباد دکن کے طرحی مصرع پر لکھی گئی اور اخبار "مخبر دکن" مدراس مین شائع ہوی

مصرع طرح "مزار فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے"

عجب غفلت شعاری ہے عجب دنیا پرستی ہے
ہماری زندگی وہ ہے کہ جس پر موت ہنستی ہے

جو جاتا ہے یہان سے بس وہانکا ہو ہی جاتا ہے
عدم آباد بھی اے ہمدمو کیا خوب بستی ہے

گران ہے اتفاق و یکدلی کا نقدان روز ون
مگر بغض و حسد کی جنس ہر یک جا پہ سستی ہے

ترقی غیر ہو منکی ہو کیونکر قوم کو اپنی
ادھر ہر کام مین چستی ادھر ہمت مین پستی ہے

نصیحت ناصحونکی سنگدل پر کارگر کب ہو
یہ سچ ہے میخ آہن کی نہین پتھر مین دھنستی ہے

ہزارون ہوشیار ونکو کرین قربان ہم اسپر
مئ عشق پیمبر کی جہانین جسکو مستی ہے

رسول اللہ کے روضہ کا جو سے وصف ہو کیونکر
ملائک کی بھی عظمت جو دجبین جس جا پہ گھستی ہے

ہین مقبول خدا سب اولیاء اللہ عجب کیا ہے
مزار فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے

مدینہ دیکھکر آیا ہے گرچہ بادشہ لیکن
دوبارہ دیکھنے کو آنکھ اب کیا ترستی ہے

مندرجہ ذیل غزلین مشاعرہ وانمباڑی کیلئے لکھی گئیں

مصرع طرح "رنج دوری مرہم زخم تمنا ہو گیا"

دین کی الفت گھٹی دنیا کا غلبہ ہو گیا
آہ حال قوم کیا آگے تہا اب کیا ہو گیا

تھی فقط نا اتفاقی مدتون سے قوم مین
جب تعصب آیا سونے پر سہاگا ہو گیا

خوبتر دنیا وہی ہے دین جسکے ساتھ ہو
دین بے دنیا کے سمجھو بے نتیجہ ہو گیا

جامعیت دین اور دنیا کی ہمکو چاہیے
جب ہون یکطرفہ تو پھر نقصان پیدا ہو گیا

دین و دنیا کا تعلق جب نہ آیا ذہن مین
ہر طرف فتنے اوٹھے ہر جا پہ جھگڑا ہو گیا

آدم و شیطان دونون بھی تھے مخلوق خدا
کار آمدہ ہوے اور یہ نکما ہو گیا

تیرا اے قومی تنزل کون جانے اختتام
ہان کہینگے ہم یہ کیا ہو رہا یا ہو گیا

واہ کہنے کی نہین حاجت مرے اشعار پر
آہ گر کہدے تو مقصد میرا پورا ہو گیا

دل وہی عمدہ کہ ہر یک کام مین ہو مستقل
کام وہ اچھا ادہر بس منہ سے نکلا ہو گیا

جاننے والے تو تجھکو جانتے ہین بادشاہ
غم ہے کیا گر اس غزل کا رنگ پھیکا ہو گیا

مصرع طرح "حسرتین دل کی رہ گئین دل مین"

جلوۂ ذکر حق رہے دل مین
یہی لیلیٰ ہو ایسے محمل مین

نہین دنیا کو دین پر ہے فروغ
ذرہ کیا مہر کے مقابل مین

ساکنان عدم کہین ہم کیا
ہم ہین دریا مین تم ہین ساحل مین

قبر مین ایک دن تو جانا ہے
آہ ہم تم ہین کن مشاغل مین

کجروی چھوڑ کر چلین سیدھا
سانپ جاتا ہے جسطرح بل مین

جاوٴن پھر سوئے یثرب و بطحا
حسرتین دلکی رہگئین دل مین

اے نکیرین تم نہ کچھ پوچھو
حسرتین دلکی رہگئین دل مین

عشق کس گل کا ہے نہین معلوم
درد ہے نالۂ عنادل مین

خار کو گل سے کچھ بھی نسبت ہے
فرق یون ہی ہے حق و باطل مین

سہل ہے دین سمجھے ہو مشکل
غافلو! تم ہو کیسے مشکل مین

لوگ کہتے ہین سرو کو آزاد
ہے غلط پابگل ہے وہ گل مین

رو کہا بہکا ہے بادشہ کا سخن
کیا جمے رنگ اسکا محفل مین

یہ غزل حسب فرمائش حکیم سید عبدالنعیم صاحب ساکن وانمباری لکھی گئی

مصرع طرح "یہ ہستی رنگ جہان کچھ نہین ہے"

عیان سب پہ ہے یہ نہان کچھ نہین ہے
ثبات و لقائے زمان کچھ نہین ہے

فنا ہونگے یکروز سب حکم حق سے
زمین کچھ نہین آسمان کچھ نہین ہے

نہ رنگ اسکا قائم نہ بو اسکی دایم
حقیقت مین باغ جہان کچھ نہین ہے

بلندی پہ ہین دہر مین نام جن کے
لحد کا بھی انکے نشان کچھ نہین ہے

ادہر فکر دنیا ادہر خوف عقبیٰ
فراغت کا سامان یہان کچھ نہین ہے

سزا و جزا حق سے ہم بندگون کی
جو کچھ ہے وہان ہے یہان کچھ نہین ہے

فقط کام آئینگے اعمال اپنے
بجز اسکے اے مہربان کچھ نہین ہے

اگر سر جہکا دین اطاعت مین حق کی
ہمارے لئے یہ گران کچھ نہین ہے

خدا اور بندے مین عبر از خودی کے
حجاب دوئی درمیان کچھ نہین ہے

سخن بادشہ کا ہے بس سیدہا سادہ
یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہین ہے

یہ غزل قومی مشاعرہ اردو سوسیٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ "ترقی تجارت" مین شائع ہوی

مصرع طرح "کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہین"

ہوتی ہے قومی نصیحت رائگان کچھ بھی نہین
ہے جزا اسکی وہان لیکن یہان کچھ بھی نہین

چند روزہ ہے یہ دنیا جاودان کچھ بھی نہین
زیب و زینت مال و زر قصر و مکان کچھ بھی نہین

روح جب نکلے بدن سے ہے بشر کا کیا وجود
کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہین

کون جانے کس کے دل مین قوم کا ہے سوز و درد — بہ وہ آتش دل کی ہے جسمین دہوان کچھ بھی نہین

ہے ہمارا جوش قومی سوڈا واٹر کے طرح — یک منٹ مین پھیلو نام و نشان کچھ بھی نہین

قومی تجویزین بہت ہین مجلسین بھی ہین بہت — پوچھیے کیا ہے عمل کہہ دینگے ہان کچھ بھی نہین

حب سے ہے پست نظر دنیا کا ادبار و عروج — مٹیگے آگے زمین یہ آسمان کچھ بھی نہین

ہمسری ہو غیر قومون سے جہان مین کسطرح — ہمکو جب اندیشۂ سود و زیان کچھ بھی نہین

پوچھے گر ہم سے خدا محشر مین کیا دینگے جواب — کون مین لائے ہین کہا آئے کہان کچھ بھی نہین

ہین ادہر دنیا کے جھگڑے اور ادہر عقبیٰ کا خوف — ہمکو فکر زندگی سا د وان کچھ بھی نہین

طعن اور تشنیع سے زخمی کسیکا دل نہو — روبرو اس زخم کے زخم سنان کچھ بھی نہین

سادگی پر منحصر تیرا سخن ہے **بادشاہ**
واقعی ہے بات یہ لطف بیان کچھ بھی نہین

یہ نظم نماز کی فضیلت مین لکھی گئی

بے حد و انتہا ہے فضیلت نماز کی — مومن وہی ہے جسکو ہے عظمت نماز کی

معراج مومنین ہے عادت نماز کی — قربت خدا کی گویا ہے قربت نماز کی

سجدہ مین سر حسین کا تہا تیغ چل گئی — خاصان حق کو کیسی تھی رغبت نماز کی

بعد اسکے ہونگین بندون سے خالق کی پرسشین — پرسش ہو پہلے روز قیامت نماز کی

اسلام اور کفر مین ہے اور فرق کیا — افسوس مومنون کو ہے غفلت نماز کی

جائز نہین نماز کبھی بے حضور قلب — حیلہ سکھاتی ہے یہ کہالت نماز کی

کہتے ہین شافعیؒ کہ تم اسکو فرض دو — دنیا مین جس سے ترک ہو خصلت نماز کی

حق خدا ، انہو بندون کا حق ادا — کب اس سے ہو سکے نہین وقعت نماز کی

ایمان دار کیلیے آسان ہے نماز — اہل نفاق کو ہے مشقت نماز کی

کامل یقین ہے جسکو خدا و رسول پر — دل اسکا جانتا ہے ضرورت نماز کی

خالق کی اپنی حمد ہے اور اسکا شکر یہ
جنت کے ہے طلب مین نمازی ہے یہ غلط
دوزخ یہ گر میان تو کسی اور کو بتا
محو شہود حق جو بزرگان دین ہین
ہر وقت اسکا حافظ و ناصر ہے کردگار
بیکار جیسا آئینہ ہے پیش بے بصر

کیا اور پوچھتے ہو حقیقت نماز کی
گردیدہ ملکہ رہتی ہے جنت نماز کی
قسمت مین ہے ہمارے سعادت نماز کی
حاصل کچھہ اور انکو ہے لذت نماز کی
مد نظر ہے جسکو حفاظت نماز کی
بے نفع بے نمازی سے مدحت نماز کی

تائید حق ہے ساتھہ ہمارے ای **بادشاہ**
کیونکر نہ ہم سنائین نصیحت نماز کی

دین اور دنیا کا مفہوم

یہ نظم اخبار تحریر دکن مدراس مطبوعہ ۲۴ رنومبر سنہ ۱۹۰۹ء مین شائع ہوی تھی

شوق سے رغبت سے سنئے ہم یہ کرتے ہین بیان
ہائے ان نافہمیون نے ہی بگاڑا قوم کو
پڑ گیا اسکے سبب سے جابجا بغض و عناد
پائے ہین ہم نے اسی سے آہ کیا کیا ذلتین
دین کو دنیا سے جیسا ربط ہے شام و سحر
گر نہو دنیا تو کیونکر دین کا ہوگا نمود
دین و دنیا مین جدائی ہو نہین سکتی کبھی
دین کا معنی ہے یہ ہر کام دنیا کا کرین
کام جو حکم خدا حکم نبی کے ہو خلاف
اہل ظاہر عالمان دین کی یہ تحقیق ہے
چیست دنیا از خدا غافل شدن کہتے ہین وہ

دین اور دنیا کے معنے مین ہین جو نافہمیان
ہائے ان نافہمیون سے ہو گئے جھگڑے عیان
پڑ گئے رخنے اسی سے یکدلی کے درمیان
کھو دئے اس کے سبب سے قوم کی ہم عز و شان
یون ہی دنیا کو تعلق دین سے ہے بیگمان
مثل قالب ہے یہ دنیا دین ہے مانند جان
جو جدا سمجھین یہ نافہمی ہے انکی بیکران
حسب فرمان خدا و مصطفے ستر و عیان
کہتے ہین دنیا اسی کو عالمان نکتہ دان
لیک ہے مفہوم دیگر اسکا بیش عارفان
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن ای مومنان

دونون معنون مین اگرچہ فرق آتا ہے نظر
غور سے دیکھین تو ہے دونون کا مطلب ایکسان

جامع ومانع یہی دنیا و دین کا وصف ہے
تاکہ ان باتون سے ناواقف ہین اکثر مردمان

بنگئے ناواقفی سے قوم مین اب دو فریق
کھوتے ہین اوقات بحث و گفتگو مین رایگان

فرقہ یک کرتا ہے دنیا کی مذمت بے شمار
بے ثباتی اسکی بتلاتا ہے سب کو جاودان

دیتا ہے ترغیب ترک مالداری قوم کو
مفلسی ہے پاس اسکے دینداری کا نشان

سخت نافہمی ہے اس سے خوش نہین خالق کبھی
اور کب راضی ہین اس سے خاتم پیغمبران

مال و زر فرزند و زن کے باوجود اے دوستو
دین پہ ثابت قدم ہو ہے یہی مومن کی شان

مالداری منع گر ہوتی تو پھر حکم زکوٰۃ
ہم پہ کیون کرتا جہان مین خالق ہر دو جہان

جابجا قرآن مین کیون ہمکو فرماتا خدا
نعمتین دین ہم نے کیسی کیسی زیر آسمان

دوسرا فرقہ جو ہے اسکی حالت کچھ عجب
منہمک ہے حب مال و جاہ مین وہ ہر زمان

گرچہ کرتا ہے وہ خود کو دینداروں مین شمار
پر نہین ہے دین کے احکام کا اس مین نشان

خاصکر اسمین نہین پابندئی صوم و صلوٰۃ
طبع کو اسکے ہین ایسے کام سب بار گران

پاس اس فرقہ کے بس نیکی ہے دنیا مین یہی
بہرہ ور تعلیم انگریزی سے ہون خرد و کلان

اس سے عمدہ تر نہین سرمایہ انکے زیست کا
یہ وہ نیکی جسکے ہین ماتحت سارے نیکیان

سر بسر ہر کام مین تقلید انگریزون کی ہو
ہے یہی تہذیب اور شایستگی انکے یہان

بعض ان مین نعوذ اللہ تمسخر دین کا
کر رہے ہین کچھ نہین خوف خدائے انس و جان

حشر مین کس منھ سے جائینگے خدا کے روبرو
انکو کیا معلوم کیا اس کا نتیجہ ہے وہان

ہم نہین کہتے کہ انگریزی نہین ہمکو مفید
ہم نہین کہتے کہ ہے ممنوع شرعی یہ زبان

سیکھنا لیکن فقط حسب ضرورت چاہئے
گر ضرورت سے زیادہ ہو تو بنتی ہے زیان

خال جو حد سے بڑھا وہ ہوگیا آخر مسا
لائق اس ضرب المثل کے ہے یہ فرقہ بیگمان

دین و دنیا کا عطا کر ہمکو مفہوم صحیح
بدعقائد سے الہی دے ہمین امن و امان

خاتمہ ایمان پر ہم سب مسلمانون کا ہو	از طفیل سرور عالم شفیع عاصیان

غمگساری دین کی ہے جنکے دل مین **بادشاہ**
کیون نہو مرغوب ترا نکو یہ تیری داستان

یہ نظم تنزل اہل اسلام پر اظہار افسوس کرتے ہوے ان دہریونکے جواب مین لکھی گئی جو معراج آسمانی اور حشر مین دست و پا کی گواہی پر اپنی جہالت سے اعتراض کیا کرتے ہین اور اخبار جریدۂ روزگار مدراس مطبوعہ یکم جولائی سنہ ۱۹۱۱ع مین شائع ہوئی

کہان وہ حمد یزدانی کہان یہ طبع انسانی — یہان دعویٰ ہے دانائی کا بیشک عین نادانی
مقدس ذات ہے اسکی منزہ ہین صفات اسکے — وہ مستغنی ہے ہم محتاج وہ باقی ہے ہم فانی
دیا ہمکو دہن ایسا ہوا جس سے سخن پیدا — اسی کے فضل کے پرتو سے ہے اپنی سخندانی
عجب عالم مین ہے نیرنگیٔ عالم کا نظارہ — مثال آئینہ ہر اہل دانش کو ہے حیرانی
شکست روس دیکھو اور دیکھو فتح جاپان کو — ملی ہے مورچہ کو اندنون شان سلیمانی
چڑھا ہے روم کی دولت پہ گرچہ رنگ جمہوری — نہ ہے اگلی وہ دینداری نہ اگلا رعب سلطانی
کسی جا روس غالب ہے کہین انگلنڈ قابض ہے — سراسر کشمکش مین اب پہنسا ہے ملک ایرانی
تمنا ہے ترقی کی نہ خواہش ملک گیری کی — جو کچھ ہے اس پہ قانع ہے امیر کابلستانی
بغاوت کا علم برپا کیا اہل مراقو نے — ہے سلطان مراقو اب فرنچ کے زیر نگرانی
نہین معلوم کیا حالت مراقو کی ہو آئندہ — جو کچھ ہے خط پیشانی وہی لازم ہے پیش آنی
غرض دنیائے اسلامی ہر ایک جا ہے تنزل پر — ترقی پر مگر ہین ہر طرف اغراض نفسانی
تخیل مذہبی مٹنے لگا ہے اب دماغون سے — دلونسے دور ہوتا جا رہا ہے جوش ایمانی
براق مصطفٰے سے اب بہلا انکار ہو کیونکر — ہوائی جب جہازونکی ہے عالم مین فراوانی
ہوا پر گر کرے پرواز انسان پہر تو خالق کو — نہو مرکب کو کیون طاقت عطا کرنے مین آسانی
گواہی حشر مین گر دست و پا دینگے عجب کیا ہے — بہلا جب قوت فونوگرافی تم نے ہے مانی
صدا انسان کی سنتے ہین جب یک پارۂ مس سے — خدا سے کیون نہ طاقت پائے دست و پائے انسانی

جدہر دیکھو اودہر آزادیٔ مذہب کا ہے غوغا
حدیثون کی نہ وقعت ہے نہ خوف حکم قرآنی

یہی ہے خوف اے ہندوستان اطوار سے تیرے
کہین تجھکو نہ ملجائے خطاب نیچرستانی

نہین معلوم ہے کیا قوم کیا اصلاح کی معنی
بنا ہے قوم کا مصلح ہر یک طفل دبستانی

صلوٰۃ وصوم سے نفرت زکوٰۃ و حج سے کیا مطلب
مسلمان کیلیئے بس ہے فقط نام مسلمانی

ڈرو اللہ سے پابند شرع مصطفے رہیئے
چرا عاقل کند کاریکہ باز آید پشیمانی

لکھو ای شاعرو اسلام کا اب مرثیہ کوئی
بزرگان سلف کی چھوڑدو تم مرثیہ خوانی

نہ ہو مایوس تو اے بادشہ خالق کی رحمت سے
کریگا دین کی اپنے وہ خود حفظ و نگہبانی

یہ تضمین شعر سعدی شیرازیؒ پر لکھی گئی

سعدی سے مین نے پوچھا کہ کیا اسکا ہے سبب
ہین اب جہان مین لوگ بہت کم نکو نفس

نخوت مین خودپسندی مین اکثر ہین مبتلا
نفرت ہے نیکیون سے گناہونکی ہے ہوس

قابو مین دل کسی کا کسی سے نہ رہ سکا
یہ ملک وہ ہے جس مین نہین حاکم و عسس

سعدی نے یون جواب دیا غور کر ذرا
ناواقفی ہے تیرے لئے صورت قفس

ہرگز پدر کی صلب کی کوئی نہین خطا
مادر کے ہے شکم کا اثر جانیئے یہ بس

باران که در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لاله روید و در شوره بوم خس

یہ نظم انجمن طلبائے مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی کیلیئے لکھی گئی

سنو تم اے طلبائے فرخندہ طینت
سفر اور حضر کی سناتا ہون حالت

فقط جوشش ہے طبع کا میرے ورنہ
نہ مجھہ مین سلیقہ نہ مجھہ مین لیاقت

نہین ہے جہان مین کوئی چیز ایسی
نہ ہو نفع کے ساتھ جس مین مضرت

کہین نفع پر ہے مضرت کا غلبہ
ضرر کو کہین نفع نے دی ہزیمت

جو کچھ ہے سب نفع و ضرر مین ہے پنہان
خدا ہی کو معلوم اسکی حقیقت

کرشمے ہین خالق کے قدرت کے سارے
سزاوار اسکو ہے یہ اسکی حکمت

مرے ذہن مین جو گزرتے ہین باتین
دلاتے ہین اظہار کی مجھکو جرأت

عیان سب پہ ہے روز روشن کے مانند
سفر کے فوائد ہین جو بے نہایت

سفر ہے معیشت کا عمدہ ذریعہ
سفر فی الحقیقت ہے جان تجارت

سفر ہی بناتا ہے انسان کو انسان
سفر ہی بڑہاتا ہے فہم و فراست

سفر سے برآتے ہین سب آرزوئین
سفر سے ہے دشواریون مین سہولت

سفر سے ہی ہے تجربہ کو ترقی
سفر مین ہی خالق نے دی خیر و برکت

سفر گر نہ کرتے وہ اگلے بزرگان
نہ وہ کھینچتے گر سفر کی مشقت

نہ کرتے کبھی قدر و وقعت ہم انکی
نہ ہوتی کمالات کی انکی شہرت

انہین کے تصدق سے پائین ہین ہم سب
یہ عزت یہ رفعت یہ شوکت یہ حشمت

وطن مین کسیکو نہ ابتک ملا کچھ
سفر کے بدولت ملی علم و دولت

سفر کے فوائد سے واقف نہین ہم
سفر کی عموماً نہین ہمکو رغبت

کہا خوب حالی شیرین سخن نے
یہ اشعار مملو ہے جسمین نصیحت

"سیاحت کے گون ہین نہ مرد سفر ہین
خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہین"

"یہ دیوارین گھر کی جو پیش نظر ہین
یہی اپنے نزدیک حد بصر ہین"

"ہین تالاب مین مچھلیان کچھ فراہم
وہی انکی دنیا وہی انکا عالم"

خدا گر نہ دیتا سفر کو بزرگی
نہ ہوتی سفر مین اگر کچھ فضیلت

نہ ہوتا تھا ہم پر کبھی حکم حج کا
نہ مسنون ہوتی نبی کی زیارت

مقابل سفر کے جو لفظ حضر ہے
ہے مقصود اس سے وطن کی سکونت

وطن کی سکونت بظاہر ہے اچھی
ہے باطن مین پوشیدہ لیکن قباحت

وطن کی سکونت کہالت کی معدن
وطن کی سکونت ترقی کی ہارج
وطن کی سکونت کا مداح ہے وہ
ہے صد شکر اہل وطن کو ہمارے
اگر ڈھونڈین ہم سارے ہندوستان مین
غرض ماحصل نظم کا ہے یہ میرے
سفر ہم کرین مثل خورشید یارب
سخن کو نہ دو طول اے بادشہ تم

وطن کی سکونت ہے معیار غفلت
وطن کی سکونت مین ہے نقص ہمت
تن آسودگی کی جو رکھتا ہے خصلت
ہے اسدرجہ سیر وسیاحت کی عادت
نظیر اس وطن کی ملیگی بدقت
سفر کو حضر پر ہے ہر طرح سبقت
نہ دے چند سا تو ہمین کنج عزلت
کہین اہل جلسہ نہ پائین ملالت ۔

اشعار دعائیہ

یہ اشعار مسجد محلہ گوبندپور واقع وانمباڑی مین ہنگام جنگ روم ویونان بعد ادائے نماز شکریہ محمدی سلطان روم خلد اللہ ملکہ روبروئے حاضرین جماعت بتاریخ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۱۵ہجری بروز جمعہ پڑہے گئے تھے

ہم پہ کیا کیا ہین ترے فضل وعنایت اے خدا
نعمتین بیحد ہین تیری ان مین سب افضل ترین
ہم اسی اسلام سے پائینگے دوزخ سے نجات
اندنون فتح وظفر تونے جو دی سلطان کو
ہم تو کیا روئے زمین پر ہین جہانتک دیندار
کون وہ سلطان یعنے حضرت عبد الحمید
ہے ہمارے دین کی شوکت اسی سلطان سے
جبکہ حرمین معظم کا محافظ ہے وہی
ہے شکست اسکی حقیقت مین شکست اسلام کی
شکر گر تیرا نہ اس موقع پہ ہم لاتے بجا

شکر کرنے کی کہان ہمکو ہے طاقت اے خدا
تونے دی اسلام کی ہمکو یہ نعمت اے خدا
ہم اسی اسلام سے پائینگے جنت اے خدا
آج ہم اسکی مناتے ہین مسرت اے خدا
واسطے انکے ہین یہ ایام فرحت اے خدا
ایک عالم جسکے ہے زیر حکومت اے خدا
ہے اسی سلطان سے ہم سبکی عزت اے خدا
اس سے کیا بڑھکر ہے کوئی اور عظمت اے خدا
نصرت اسلام گویا اسکی نصرت اے خدا
کیا دکھاتے منہہ تجھے روز قیامت اے خدا

گر نہ حاصل ہو خوشی مسلم کو اسی فتح پر
کیا ہمارا دین کیا دینی حمیت اے خدا

نصرت اسلام کا ہے بج رہا ڈنکا اودہر
ہے ادہر یونان کے ذلت کی نوبت اے خدا

اندنون اس جنگ نے کیا کچھہ دکہایا ہے اثر
سارے یورپ پر ہے طاری جسکی دہشت اے خدا

دوست کیا دشمن بھی اسکی مدح مین ہین تر زبان
کیا یہ تیری شان کیا تیری ہے قدرت اے خدا

فی الحقیقت یہ کرشمے سب ہین تیرے فضل کے
کیون نہ ہم مانگین دعا یہ باصداقت اے خدا

اس امیر المومنین کو تخت شاہی پر مدام
رکہہ سلامت رکہہ سلامت اے خدا

تا ابد محکم رہے قایم رہے دایم رہے
اُسکی عظمت اُسکی ثروت اُسکی حشمت اے خدا

ہم مسلمانون کے دلین دیجیئے صبح و مسا
اُسکی نسبت اُسکی الفت اُسکی چاہت اے خدا

ہر دم و ہر آن رہے محفوظ سب آفات سے
تاج و تخت و چتر و اسب ملک و دولت اے خدا

خیر خواہونکو تو اسکے شاد رکہہ آباد رکہہ
اُسکے بدخواہون کو کر پامال و غارت اے خدا

فاتح و منصور جیسا اندنون اسکو کیا
یون ہی رکہہ غالب اُسے ہر ایک ساعت اے خدا

بندۂ ناچیز ہے یہ **بادشہ** عاصی ترا
بخش دے اسکو زراہ لطف و رحمت اے خدا

یہ اشعار جلسہ سالانہ مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی مین اراکین محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی وانمباڑی کے روبرو پڑہے گئے

یارب تری قدرت کا ہمین جلوہ دکہا دے
اس مدرسۂ قوم کی قسمت کو جگا دے

محتاج یہ گلشن ہے ترے ابر کرم کا
سرسبز بنا دے اسے شاداب بنا دے

محظوظ تو کر دل کو دماغون کو معطر
اس باغ کے پہل پہول کا نظارہ دکہا دے

حامی ہین مربی ہین معاون ہین جو اسکے
کر انکے مقاصد کو عطا یاس مٹا دے

بہبودئ دارین سے کر انکو سرافراز
آفات و حوادث سے زمانہ کے بچا دے

یارب تو وجاہت و جرأت کو انہونکے
تو اور بڑہا اور بڑہا اور بڑہا دے

دنیا کی طلب دے تو ہمین دین کے خاطر
بے بہرہ نہ تو دین سے دنیا مین بنا دے

ثابت قدمی تیرے اوامر مین عطا کر
اور تیرے نواہی سے ہمین دور ہٹا دے

دنیا کو رکھین دین کے ہم ساتھ ہمیشہ
ہر شام و سحر بس یہ سبق ہمکو سکھا دے

سرکش نہ بنا تیری شریعت سے کسی دن
سر تیری اطاعت مین ہر یکوقت جھکا دے

عاجز ہین گنہگار ہین ہم خستہ جگر ہین
جوش اپنے تو افضال کا اب ہمکو دکھا دے

تو قاضی حاجات ہے ہم جز ترے در کے
کس در پہ بھلا جائین ذرا تو ہی جتا دے

اس مدرسہ کا جلسہ سالانہ جو ہے اب
صد ہا ہمین اسطرح کے جلسون کو بتا دے

ہر دم ہو عطا اسکو ترقی پہ ترقی
کل ہند مین دھوم اسکی الٰہی تو مچا دے

ایوان دل قوم رہے اس سے منور
لو اسکے محبت کی ہر یک دل مین لگا دے

اے بادشہ ہیچمدان اس کا عجب کیا
تاثیر اگر تیرے سخن مین بھی خدا دے

یہ مناجات منظوم طلبائے مدرسۂ اسلامیہ انباڑی کیلئے حسب فرمایش جناب محمد ابراہیم صاحب قریشی بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی۔ پرنسپل مدرسۂ اسلامیہ وانباڑی لکھی گئی

ہم مدرسہ کے طلبا باعجز و انکساری
کرتے ہین عرض تجھ سے اب اے جناب باری

مالک ہے تو ہمارا مملوک ہم ہین تیرے
تیری ثنا کے قابل کب ہے زبان ہماری

تو بے نیاز سب سے محتاج تیرے سب ہین
فضل و کرم کی تیرے سب کو امیدواری

اس مدرسہ کے جتنے بانی و منتظم ہین
مد نظر ہمارا ہے جن کو غمگساری

ممنون ہم ہین انکے مرہون ہم ہین انکے
ہر دم ہے شکر انکا لب پر ہمارے جاری

سرسبز یون نہ رہتا اس مدرسہ کا گلشن
ہوتی اگر نہ انکے احسان کی آبیاری

یارب جہان مین دائم رکھہ انکو شاد و خرم
ہر آفت و بلا سے دے انکو رستگاری

یارب ہمارے دل کے غنچون کو کر شگفتہ
تعلیم کو بنا دے تو موسم بہاری

سلطان روم اپنے ہین مذہبی خلیفے
یارب عطا ہو انکی دولت کو استواری

قایم رہے الہی دائم رہے الہی
انکی یہ جاہ و حشمت انکی یہ شہریاری
ہے بادشاہ ہفتم ایڈورڈ جو ہمارا
ہے جسکے زیر فرمان اقلیم ہند ساری
ہیں جسکے سلطنت میں سب کے حقوق یکسان
ہر قوم کی برابر ہوتی ہے پاسداری
یارب فزون ہو اسکے دل میں ہماری الفت
محکم رہے ہماری اس سے وفا شعاری

ہیں **بادشاہ** نامی شاعر جو اس وطن کے
یارب یہ نظم انکی ہو ہر زبان پہ جاری

یہ نظم دعائیہ انجمن خیر خواہ عام گوئند پور واقع وانمباڑی کے لئے لکھی گئی

تو ہے خدا ہمارا تو ذوالمنن ہمارا
تیرا دیا ہوا ہے یہ جان و تن ہمارا
تو رزق دینے والا تو رحم کرنیوالا
تو ہے مٹانے والا رنج و محن ہمارا
احسان سبکے دن ہیں لاکھوں عنایتیں ہیں
کس کس کے شکر میں اب ہوا ہو دہن ہمارا
جو چاہے وہ کرے ہم طالب تری رضا کے
وہ تیری بے نیازی یہ ہے چلن ہمارا
توحید کے نشہ میں مخمور ہیں تو ہم ہیں
کیا کر سکیگا کوئی نشہ ہرن ہمارا
کیونکر نہ دل ہمارا سورج کیطرح چمکے
ہے اسپہ نور ایمان جلوہ فگن ہمارا
خوف عذاب محشر ہم عاصیونکو کیا ہے
حامی ہو جب رسول آخر زمن ہمارا
قائم رہے الہی دائم رہے الہی
یہ انجمن ہماری اور یہ وطن ہمارا

قدر سخن نہیں اب ای **بادشاہ** کیا غم
یک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا

یہ نظم دعائیہ جلسہ عام انجمن خیر خواہ عام گوئند پور واقع وانمباڑی منعقدہ ۲۵ نومبر ۱۹۰۹ء میں پڑہی گئی

اے خداوند زمین و آسمان
اے خدائے مالک کون و مکان
اے ہمارے خالق عالم نواز
اے کریم کارساز و بے نیاز
ذات تیری قاضی الحاجات ہے
مقصدیں برلاکے اونی بات ہے

خلق کو اس انجمن سے صبح و شام
ممبرون کے دلمین دے ہمت فزون
خیر خواہ عام ہے جو اسکا نام
انجمن محکم ہو ہر یک کام مین
خلق مین ہے جسطرح یہ شاندار
یا خدا اعضاء مجلس کو تمام
دین اور دنیا کی بہبودی عطا

فائدہ پہنچا تو اے ربّ انام
انجمن کو تا رہے قوت فزون
ہو مطابق نام کے ہر ایک کام
دے اثر یارب تو اسکے نام مین
یون ہی ہو سرکار مین اسکا وقار
رکھ ہمیشہ شادمان و شادکام
کیجیے انکو طفیل مصطفےٰ

سب مقاصد مین رہین وہ کامیاب
بادشہ کی یہ دعا ہو مستجاب

یہ نظم دعائیہ سپاس نامۂ جناب آنریبل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر ممبر لیجسلیٹیو کونسل مدراس کیلیے لکھی گئی اور انجمن خیر خواہ عام گوندپور وانمباڑی کی طرف سے ۲۶ فروری سنہ ۱۹۱۰ء کو پڑھی گئی۔

مقصود یہ اے خالق کون و مکان دے
مضبوط اسکا دہر مین رکھ رشتۂ حیات
مبذول اسپہ بڑی عنایت رہے مدام
بالکل ہو وقف نفع رسانئ قوم مین
سرکار مین وقار بڑھے قوم مین ہو نام
ایسے ہی مہمان کا شرف میزبان کو ہو

ممدوح کو ہمارے فزون عز و شان دے
صحت مین عافیت مین نہ اسکے زیان دے
ہر آفت و بلا سے الٰہی امان دے
دل ایسا اور ایسی الٰہی زبان دے
یارب تو اسکی طبع مین وہ آن بان دے
یارب ہمیشہ ایسا ہمین میہمان دے

صد حیف قوم مین حس و حرکت نہین ذرا
یارب تو اسکے قالب بیجان مین جان دے

یہ مناجات منظوم مدرسۂ نسوان انجمن خیر خواہ عام گوندپور وانمباڑی کیلیے لکھی گئی اور جلسہ تقسیم انعامات منعقدہ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء مین ایک لڑکی نے پڑھی

کیونکر ہو شکر تیرا ہمسے ادا خدایا
فضل و کرم ہے تیرا بے انتہا خدایا

معبود تو ہمارا مقصود تو ہمارا
مالک ہے کون اپنا تیرے سوا خدایا

ہم باندیان ہین تیرے محتاج اور عاجز
حرص و ہوا مین ہم سب ہین مبتلا خدایا

مانگین اگر نہ تجھ سے پھر کس سے جا کے مانگیں
جز تیرے کون ہے اب حاجت روا خدایا

سب سے بڑا یہی ہے احسان ہمکو تو نے
امت مین مصطفےٰ کے پیدا کیا خدایا

سالار انبیا ہین عالم کے مقتدا ہین
ہے جان و دل ہمارا ان پر فدا خدایا

اس مدرسہ کے بانی جو اہل انجمن ہین
رکھہ ان کو تو سلامت صبح و مسا خدایا

انکے طفیل سے یہ تعلیم ہم نے پائی
اجر عظیم ان کو کیجیے عطا خدایا

اچھا ہو دین انکا دنیا ہو انکی اچھی
بر لا دلون کا انکے ہر مدعا خدایا

مانباپ سے ہین بڑھکر استانیان ہمارے
بھولینگے کسطرح ہم انکو بھلا خدایا

انکے لئے ہمیشہ کرتے ہین التجا ہم
تو نیک تر جزا دے روز جزا خدایا

ہیں جتنی بیبیان اس مجلس مین آج حاضر
جلسے کو انسے رونق ہے بر ملا خدایا

وہ جو بزرگ بی بی ہین آج میر مجلس
اعزاز انکو تو نے کیا کیا دیا خدایا

دنیا مین آخرت مین رکھہ سب کو شاد و خرم
کر دور حاضرین کے رنج و بلا خدایا

اشعار بادشہ کے دلچسپ خوبتر ہین
کرتے ہین اسکے حق مین ہم سب دعا خدایا

یہ مناجات منظوم طالبات مدرسہ عزیزیہ ترملکھیڑی مدراس کے لیئے لکھی گئی

طالبات مدرسہ کی ہے التجا خدایا
کر ہمپہ تو نگاہ لطف و عطا خدایا

مالک ہے تو ہمارا خالق ہے تو ہمارا
یاور ہے کون اپنا تیرے سوا خدایا

یہ جسم و جان ہے تیرا کون و مکان ہے تیرا
ہین تیرے زیر فرمان ارض و سما خدایا

بندے ہین تیرے ہم سب کم فہم اور کمسن
کیونکر ادا ہو ہم سے تیری ثنا خدایا

انوار علم سے کر روشن ہمارے دل کو
ظلمت کو جہل کے تو یکدم مٹا خدایا

ہمراہ علم کے دے توفیق بھی عمل کی
کیجیے ہمین عنایت ذہن رسا خدایا

دے ہمکو استقامت شرع محمدی پر
بد مذہبی سے ہر دم ہمکو بچا خدایا

تہذیب دے ادب دے اخلاق نیک بھی دے
بھر دے ہمارے دل مین صدق وصفا خدایا

امت مین مصطفےٰ کے پیدا کیا ہے ہمکو
احسان تو نے کیسا ہمپر کیا خدایا

جو صاحب کرم ہین اس مدرسہ کے بانی
رکھہ انکو شاد وخرم صبح ومسا خدایا

دنیا کی خوبیون سے عقبیٰ کی نعمتون سے
کر سرفراز انکو بے انتہا خدایا

استاد و منتظم ہین اس مدرسہ کے جتنے
فضل وکرم کا سب کو جلوہ دکھا خدایا

دنیا ہو اچھی انکی اور دین بھی ہو اچھا
کر دوران سے ہریک رنج و بلا خدایا

سیراب اپنے ابر رحمت سے رکھہ ہمیشہ
گلشن ہو مدرسہ کا پھولا پھلا خدایا

بندہ ہے ہیز الکمز بہ بادشاہ عاصی
تو بخش اسکے سارے جرم وخطا خدایا

نظمہائے متفرق مفید قوم

یہ نظم اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء مین شائع ہوئی تھی جسکے اثر سے اہل اسلام مدراس مین جوش پیدا ہوا چندہ حجاز ریلوے فراہم کرکے قسطنطنیہ بھیجا گیا

کیون نہ ہو ہمکو مسرت اے حجازی ریلوے
سنتے ہین تیری بشارت اے حجازی ریلوے

حاجیان تیرے بدولت اے حجازی ریلوے
پائینگے ہر طرح راحت اے حجازی ریلوے

اب شتر کی ہے سواری اور نہ قزاقون کا خوف
دور ہین سب رنج و زحمت اے حجازی ریلوے

شہر مکہ سے مدینہ تک ہے بارہ دن کی راہ
اب ہے یکدن کی مسافت اے حجازی ریلوے

تجھہ سے بیشک ہے زراعت کو تجارت کو فروغ
ڈاک بھی پہنچے بسرعت اے حجازی ریلوے

ان فوائد سے ترے انکار کیونکر کرسکے | جسکو کچھ بھی ہے فراست اے حجازی ریلوے

ہان ترا بانی وہی سلطان ہے عبد الحمید | مشتہر ہے جسکی عظمت اے حجازی ریلوے

آجتک گزرے ہین جتنے بادشاہان روم کے | کسنے یہ پائی سعادت اے حجازی ریلوے

یہ شرف تیری بنا کا حاصل اسکے واسطے | حق نے رکھا تھا امانت اے حجازی ریلوے

واسطے تیرے جو اس نے دین ہزارون اشرفی | ہے یہ کیا اسکی اعانت اے حجازی ریلوے

با زبان حال تو اسکی رہیگی مدح خوان | حشر تک ہر ایک ساعت اے حجازی ریلوے

سارے دنیا کے مسلمانون کو اسنے شوق سے | دی ہے چندہ کی اجازت اے حجازی ریلوے

دیر پھر کیا تھی عرب مین اور مصر و شام مین | ہوگئی چندون کی کثرت اے حجازی ریلوے

محفلین چندہ کی ہر جا ہو گئے ہین منعقد | جابجا ہے تیری شہرت اے حجازی ریلوے

حیف اب تک بیخبر ہین ہم مسلمانان ہند | ہے یہ کیسا خواب غفلت اے حجازی ریلوے

ہے نہ دینی جوش ہمکو اور نہ فکر آخرت | اور نہ کچھ قومی محبت اے حجازی ریلوے

ہین کدہر علما ہمارے اپنی پیاری قوم کو | کیون نہین کرتے نصیحت اے حجازی ریلوے

نیک ہین ان کے ارادے ہین مبارک انکے دل | جو کرین تیری اعانت اے حجازی ریلوے

نفع اپنی قوم کو ہو خوش ہو اپنا کردگار | اس سے بڑھکر کیا ہے دولت اے حجازی ریلوے

وہ بھی دن آئے کہ دیکھے **بادشہ** جلوہ ترا
از پئے حج و زیارت اے حجازی ریلوے

یہ نظم اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء مین شائع ہوئی تھی

مفید قوم ہے یکسر حجازی ریل کا چندہ | رضائے حق کا ہے رہبر حجازی ریل کا چندہ

نہ کیون ہو خلق مین اشہر حجازی ریل کا چندہ | ہر یک چندہ سے ہے خوشتر حجازی ریل کا چندہ

امیر المومنین کا حکم ہے پر تو فگن اسپر | مثال مہر ہے انور حجازی ریل کا چندہ

رفاہ قوم دنیا مین جزائے نیک عقبیٰ مین | یہ ہر دو نفع کا مظہر حجازی ریل کا چندہ

نہ کیون اے حاجیو ہر طرح کی ہو تمکو آسائش
تمہارا بنگیا یاور حجازی ریل کا چندہ

منور قوم کی الفت سے جب آئینۂ دل ہے
ہے اس آئینہ کا جوہر حجازی ریل کا چندہ

شریک اس مین ہر یک ادنی و اعلی حسب طاقت ہو
حضر کب ہے۔ یہ اہل زر حجازی ریل کا چندہ

اگر کچھ جوش دینی ہے اگر کچھ حب قومی ہے
فراہم سب کرین ملکر حجازی ریل کا چندہ

ہے اس چندہ کا چرچا سارے اسلامی ممالک مین
خوشی سے دیتے ہین گھر گھر حجازی ریل کا چندہ

خبر کچھ ہے تمہین ہندوستان کے ای مسلمانو
ہوا کن کن مقامون پر حجازی ریل کا چندہ

ہزار افسوس تم مین کچھ حمیت ہے نہ غیرت ہے
خوش آئیگا تمہین کیونکر حجازی ریل کا چندہ

ذرا دیکھو تو اخبارون مین قومی جوش کا کیسا
دکھاتا ہے تمہین منظر حجازی ریل کا چندہ

جو ہین اہل کرم البتہ وہ مسرور ہین اس سے
دل ممسک پہ ہے نشتر حجازی ریل کا چندہ

فضول اسراف کامون مین جو بیجا صرف ہوتا ہے
نہین کیا اس سے ہے بہتر حجازی ریل کا چندہ

یہی مقصود ہے اس نظم سے اے **بادشہ** مجھکو
موثر ہو ہر یک دل پر حجازی ریل کا چندہ

یہ نظم وصف اخبارات مین رسالہ "اخبار بینی" مصنفۂ جناب مولوی میر احمد حسین صاحب مرحوم سکرٹری محمڈن ریڈنگ روم و انمباڑی کیلیئے لکھی گئی۔ رسالہ مذکور مین طبع ہونیکے علاوہ اخبار مخبر دکن مدراس مین بھی شائع ہوئی

جہان مین کیون نہ فزون ہووے وقعت اخبار
جتا رہا ہے زمانہ ضرورت اخبار

نہین ہے ہند مین افسوس رغبت اخبار
اصول زیست ہے یورپ مین رویت اخبار

ہزارون جاری ہین لاکھون کی ہے وہان تقسیم
زہے اشاعت اخبار و شوکت اخبار

عیان نہوتے یہ حالات مشرق و مغرب
نہ ہوتی ہم پہ جو ہر دم عنایت اخبار

ترا یہ جام مبارک ہو تجھکو اے جمشید
یہان ہر ایک ہے مست محبت اخبار

نہ دیکھین اسکو تو ہر وقت دل رہے بے چین
مثال شاہد رعنا ہے صورت اخبار

جو علم دوست ہین رکھتے ہین دوست تر اسکو
ملیگی کب جہلا کو حلاوت اخبار

جہان جہالت و ناواقفی کی کثرت ہے — سمجھ لو تم کہ وہان ہوگی قلت اخبار
ہین واقعات مین پنہان نصیحتین صد ہا — بغیر غور کہلے کب حقیقت اخبار
جو گرسنہ ہے ترقی فہم و جودت کا — کریگی سیر اوسے جلد نعمت اخبار
نہ کر غرور تو اے دوربین کے موجد — کہ دوربین پہ ہے ان روزون سبقت اخبار

قلم کو روک لے اے **بادشاہ** ہیچمدان
کہان ہو تجہ سے ادا حق مدحت اخبار

یہ نظم وصف زراعت مین اخبار "زمیندار" کرم آباد ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب مین مطبوعہ یکم جون ۱۹۱۵ء کو طبع ہوئی تھی

دنیا مین عجب نعمت داور ہے زراعت — ہر فن سے ہر یک پیشہ سے بہتر ہے زراعت
محروم نہ حیوان نہ انسان ہے اس سے — کیا فیض رسان خلق پہ یکسر ہے زراعت
زرخیز اسی ملک اسی صوبہ کا ہے نام — جس ملک مین جس صوبہ مین اکثر ہے زراعت
حرمت تو کجا شبہ کا بھی اسمین نہین خوف — کیا نیک معیشت کی یہ رہبر ہے زراعت
بے قدر زراعت وہ نہین جو اہل خرد ہین — کم عقل کے نظرون مین تو کمتر ہے زراعت
اسباب معیشت ہین تمام اسکے فروعات — ہر فرع کی یہ اصل مقرر ہے زراعت
یا کہیے عوارض ہین وہ سب انکا یہ جوہر — یا کہیے وہ اولاد ہین مادر ہے زراعت
یا مثل دوائر ہین وہ یہ صورت مرکز — یا کہیے وہ سب صیغے ہین مصدر ہے زراعت
کیا چیز ہے وہ جسکو تعلق نہین اس سے — وہ کون ہے جسکی نہین یاور ہے زراعت
بیوجہ نہین اسکو ہے بارش کی ضرورت — اللہ کی رحمت سے مسخر ہے زراعت
آدم نے ہی کی پہلے زراعت جو جہان مین — اولاد ہم اسکے ہمین خوشتر ہے زراعت
جاپان کے وجوہات ترقی مین بلا شک — سچ کہتا ہون پہلا ترا نمبر ہے زراعت
اخبار زمیندار ہوا در پئے اصلاح — کس اوج پہ اب تیرا مقدر ہے زراعت
اے کاش جو قائم ہو زمیندار کمیٹی — پھر ہند مین رونق تری برتر ہے زراعت

کیا وصف ہو اس **بادشہ** ہیچمدان سے
خالق کے عنایات کی مظہر ہے زراعت

یہ مثنوی حسب ایمائے معتمد انجمن معونت المعذورین مدراس لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۵ آگسٹ ۱۹۰۸ء میں طبع ہوی

اے محبان قوم تم ہو کہان — خیر خواہان قوم تم ہو کہان
ہین کدہر تم اے قوم کے غمخوار — اے مئے عشق قوم کے سرشار
ہے اگر دل مین جوش ایمانی — گر ہے احساس رنج انسانی
کیجیے یک ذرا ادہر بھی نظر — لیجیے کچھ اس انجمن کی خبر
انجمن یک ہوی یہان قایم — جسکے اغراض ہین یہی دایم
قوم مین اپنے ہین جو معذورین — انکی تائید ہووے باآئین
یعنے محتاج لولے لنگڑون کو — گونگے بہرون کو اور اندہون کو
اور جن کے حواس مین ہے فتور — ہین جو کسب معاش سے مجبور
دیوین انکے لئے لباس وطعام — اجر پائین بہ نزد رب انام
سچ تو یہ ہے جہان مین سب سے مزید — ہین یہی لوگ قابل تائید
یہی حقدار صدقہ وخیرات — ہے سلوک ان سے افضل الحسنات
انکی تائید سے خدا خوش ہے — اور سردار انبیا خوش ہے
رنج وزحمت کا انکے آہ اثر — گر نہ کچھ بھی ہمارے ہو دل پر
دل ہمارا نہین وہ پتھر ہے — بلکہ پتھر بھی اس سے بہتر ہے
دیندارو تمہین ہے اب کیا دیر — کام ہے خیر کا کرو کچھ خیر
چندہ اس انجمن کو کیجیے عطا — لوٹ لیجیے ثواب عقبیٰ کا
جسقدر تمکو استطاعت ہے — دیکھئے دیجئے عنایت ہے

کم و بیشی سے کچھ نہین مطلب — حب قومی فقط غرض ہے اب

چند روزہ یہ زندگانی ہے — سارا سامان جہان کا فانی ہے

فکر کچھ آخرت کی تم کر لو — آج کا کام کل پہ مت رکھو

ہر دم از عمر می رود نفسے — چون نگہ می کنم نماندہ بسے

خجل آن کس کہ رفت و کار نہ ساخت — کوس رحلت زدند و بار نہ ساخت

ہان اگر دل مین کوئی کھٹکا ہے — ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

شوق سے آئین انجمن مین شتاب — دیکھ لین اسکا سب حساب و کتاب

دیکھین جب آپ اسکا کاروبار — مطمئن دل ہو آپ کا بسیار

انتظام اسکا کیون نہ ہووے ٹھیک — کیسے کیسے عمائدین ہین شریک

خاصکر معتمد ہین جو ذی شان — قالب انجمن کے روح روان

ذی لیاقت ہین ذی فراست ہین — نیک نیت بلند ہمت ہین

حامی قوم ہین یہ شام و پگاہ — مرحبا مرحبا جزاہ اللہ

یا الٰہی طفیل شاہ امم — رکھیئے اس انجمن کو مستحکم

تیرا فضل و کرم ہو اسکا کفیل — اسکے اغراض کی تو کر تکمیل

ہر دم اسکے معاونون کا عدد — یا الٰہی بڑھا دے تو بے حد

کیا عجب ہے بفضل رب قدیر — **بادشہ** کے سخن مین ہو تاثیر

ملتفت خلق ہو یہی ہے ہوس
بر رسولان بلاغ باشد و بس

یہ نظم بھی انجمن مذکور کیلیئے لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء مین طبع ہوی

کیجیئے اے سنجو امداد معذورین کی — سنیئے اے اہل کرم فریاد معذورین کی

کوئی نابینا ہے کوئی لنگ کوئی بے زبان — آہ ہے یہ حالت ناشاد معذورین کی

خستہ ہین ناچار ہین مجبور ہین محتاج ہین
راحت دنیا سے کیا برباد معذورین کی

یک طرف شرع پیمبر یک طرف عقل رسا
دونون کہتے ہین کرو امداد معذورین کی

دل مین آتا ہے ہر یک کے صفحہ دلپر ابھی
شکل کھینچون صورت بہزاد معذورین کی

اے شکم سیرو ذرا ہو کون کی بہی لیجے خبر
تندرستو تم کرو کچھ یاد معذورین کی

رحمتین کیا کیا نہ دیگا تمکو عقبیٰ مین خدا
رنج سے گر طبع ہو آزاد معذورین کی

تم کرینگے اگر امداد ہر صبح و مسا
حشر تک دیگی دعا اولاد معذورین کی

گر نہ کیجے رحم ان پر رحم کے قابل ہے کون
آہ بیرحمی سے ہے تو جلاد معذورین کی

نیک ہے وہ ذہن بیشک ہے مبارک وہ دماغ
جس سے بہبودی ہو کچھ ایجاد معذورین کی

خانۂ دل مین ہر یک انسان کے ای **بادشاہ**
روز و شب الفت رہے آباد معذورین کی

یہ نظم بہی جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۸ و ۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء مین پڑہی گئی اور مقبول خاص و عام ہوئی

ای قلم کیجے رقم کچھ آج حالت قوم کی
ای طبیعت کر اعانت گر ہے الفت قوم کی

ای اثر میری زبان مین کچھ تو ہو تیرا ظہور
ای زبان لازم نہین کیا تجھہ پہ خدمت قوم کی

ای تمنا ضبط یون دلمین رہیگی کب تلک
ای دل پر درد کبتک تجھہ مین حسرت قوم کی

ای ترقی ہم ترستے ہین تری دیدار کو
ای تنزل تا بہ کے تجھہ سے رفاقت قوم کی

دل وہ کس مصرف کا ہے کس کام کا ہے وہ دماغ
جس سے عالم مین نہین کچھ بہی اعانت قوم کی

زندگی اسکی ہے کیا اتنا بہی جو واقف نہو
قوم ہے کیا شئی کسے کہتے ہین اخوت قوم کی

غرق ہے بحر تنزل مین یہ کیا سر تا بپا
کچھ نہین ابتک ابہرنے کی ہے صورت قوم کی

خود پسندی اور خود غرضی ہے ہر یک کا شعار
حیف عادت قوم کی افسوس قسمت قوم کی

جسطرح فصل خزان گلشن کو کرتی ہے تباہ
یون ہی خود غرضی مٹا دیتی ہے وقعت قوم کی

فرق ہمدردی کا ہے انسان اور حیوان مین
غور کچھ اس پر نہین ای ولے غفلت قوم کی

مال و دولت جاہ و ثروت لاکھ ہم پیدا کرین / کچھ نہین حاصل نہو گر عام عزت قوم کی
عام عزت کیلئے لازم ہے باہم اتفاق / اتفاق و یکدلی مین ہے سعادت قوم کی
اتفاقاً بھی نہین ہمکو خیال اتفاق / ہے یہ کیا نااتفاقی جزو فطرت قوم کی
آہ اے نااتفاقی ہو ترا خانہ خراب / گم ہوی دولت فقط تیری بدولت قوم کی
غم نہین اسکا اگر دولت گئی حشمت گئی / حیف ساتھ اسکے ہوی ہمت بھی رخصت قوم کی
قوت بازو سے اپنے ہم تو کچھ کرتے نہین / ذکر کیا کیجیے وہ اگلی شان و شوکت قوم کی
دو ہی دو چیزین ہین جس سے ہے ہمین ذلت نصیب / ایک بے علمی ہے دیگر ہے فلاکت قوم کی
با وجود ایسے تنزل کے خدا کا شکر ہے / اب بھی باقی ہے بہت کچھ استطاعت قوم کی
قوم مین باقی ہین اب بھی ایسے ہمدردان قوم / ایک نہ یک دن جن سے ہم دیکھینگے رفعت قوم کی
لعل سنگریزون مین خاکستر مین ہون جیسے شرر / یون نہان دلمین ہے انکے درد و رقت قوم کی
درد ہے گر قوم کا کچھ کرکے اب دکھلایئے / خالی خولی کام کیا آئے نصیحت قوم کی
شاعرو شعر و سخن سے ہمت افزائی کرو / عالمو اب زور سے کیجیے ہدایت قوم کی
چارہ ساز و قوم کی کچھ چارہ سازی کیجیے / اے طبیبو دیکھیے کیا ہے علالت قوم کی
عاقلو کچھ عقل سے تائید دو تائید دو / مالدارو مال سے برلاؤ حاجت قوم کی
انجمن ہے یہ جو معذورین کے امداد کی / عمدہ تر کہیئے نہ کیون اسکو حمایت قوم کی
خوش نہ کیون اس سے خدا ہو خوش نہ کیون اس سے رسول / طاعت خالق ہے یہ لاریب خدمت قوم کی
لنگڑے لولے بے بصر پاتے ہین ملبوس و طعام / اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی ضرورت قوم کی
گر نہ ہو تائید انکی اور پھرین وہ در بدر / کیا نہوگی غیر قومون مین حقارت قوم کی
انجمن کا جلسئہ سالانہ ہے اب منعقد / کون کہتا ہے نہین اس سے مسرت قوم کی
ایسے ہی جلسے موثر ہین زبہر خاص و عام / ایسے ہی جلسون سے بڑھجاتی ہے ہمت قوم کی
ایسے ہی جلسون سے ہوتی ہے نمایان یکدلی / ایسے ہی جلسون سے ہے دنیا مین عظمت قوم کی

خواب غفلت سے جگادیتی ہین ایسی محفلین
صحبتین ایسی بدلدیتی ہین رنگت قوم کی

بانی جلسہ جو ہین اس انجمن کے معتمد
پوچھنا کیا انکے دل مین ہے جو الفت قوم کی

کہیے گر انکو ثنا فی القوم کچھ بیجا نہین
ان مین ہمدردی ہے بے حد و نہایت قوم کی

انکی ہمدردی کی ہے یہ انجمن روشن دلیل
شکر ہو انکا ادا کب ہے یہ طاقت قوم کی

صدر جلسہ مولوی حاجی ضیاء الدین ہین
مرحبا شایان ہے انکو یہ صدارت قوم کی

حصہ لیتے ہین ہمیشہ یون ہی قومی کام مین
ہر زمان منظور ہے انکو حمایت قوم کی

التجا ہے تجھہ سے یارب از طفیل مصطفےٰ
انجمن ہو یہ معاون تا قیامت قوم کی

دام سے دم سے قدم سے انجمن کے حال پر
یاالٰہی روز افزون ہووے عزت قوم کی

قوم کو جلسہ مبارک ہو بہ باعز و وقار
ہو مبارک آج اس جلسہ کو فرحت قوم کی

شمع کو پروانہ گلشن کو مبارک عندلیب
بس ہے ہم قومی محبون کو محبت قوم کی

ہے نہ جدت اور رنگینی نہ لطف شاعری
بے تکلف مین نے لکھی ہے حکایت قوم کی

کیون در مقصد سے دامن انجمن کا پر نہو
مثل دریا موج زن ہو گر سخاوت قوم کی

ہے یہی داد سخن تیرے لئے اے **بادشاہ**
ہو اگر اس نظم پر نظر عنایت قوم کی

یہ نظم جلسہ سالانہ انجمن خیرخواہ غربائے اہل اسلام مدراس منعقدہ ۱۰ فروری ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

آج کیا جلسہ ہے یہ کیون جمع ہین سب خاص و عام
اپنے قومی بھائیون کا کس لئے ہے اژدحام

کسلئے ہر یک کے چہرے سے مسرت ہے عیان
نکہت الفت سے کیون تازہ ہے ہر یک کا مشام

کیا غرض ہے اور کیا مقصود اس جلسہ سے ہے
کون ہین بانی مبانی اور کیا ہے انکا نام

قومی ہمدردی کا کس کے ذکر ہے مدنظر
آفرین تحسین کا کسکے ہے یہ سارا انتظام

لو سنو اب تم مفصل ان سوالون کا جواب
ہم بیان کرتے ہین اے حضار والا احترام

بہر تائید غریبان انجمن قایم ہے ایک
اور ہے مدراس مین دو سال سے اسکا قیام

دوسرا سالانہ جلسہ ہے یہ اسکا منعقد — اسکے اظہار طرب کی آج ہے یہ دھوم دھام

ختنہ ہے شادی ہے اور تجہیز ہے اموات کی — تین یہ اسکے غرض بس تین ہین یہ اسکے کام

فیض ہے اس انجمن کا مفلسان قوم کو — صدق دل سے کیون نہ وہ دینگے دعا اسکو مدام

معتمد ہین اور بانی اسکے ابراہیم سیٹھ — ذی فراست ذی وجاہت ذی کرم ذی احتشام

پورا پورا وصف انکا اسلئے لکھا نہین — تا خوشامد کا کہین جہہ پر نہووے اتہام

سال نامہ انجمن کا آپ نے سنوا دیا — واہ کس خوبی سے ظاہر ہوگئی حالت تمام

کام کرنا اور ہے باتین بنانا اور ہے — کام کرنا اسکو کہتے ہین یہی سچا ہے کام

ایسے لوگون سے نہ کیون خوش ہون جناب مصطفٰے — ایسے کامون سے نہ کیون راضی رہے رب الانام

مجلسین یون تو بہت اس شہر مین موجود ہین — سب مین مستثنٰی اگر کہئے اسے کیا ہے کلام

مالدارو کیجئے تائید بھر انجمن — آپکے قبضہ مین ہے اسکی ترقی کی لگام

عالمو پند و نصیحت قوم کو کچھ کیجئے — انکی ہو خیرات کا تا کوئی اعلیٰ اہتمام

شاعرو شعر و سخن سے ہمت افزائی کرو — آپ کی جادو بیانی کرتی ہے عالم کو رام

مرد جو بے فیض ہے بیکار ہے اسکا وجود — جسطرح تسبیح کے دانون مین رہتا ہے امام

جیتے جی جو کچھ کہ کرنا ہے کرین اعمال نیک — موت ہے ہر ایک کے سر پر لٹکے تیغ بے نیام

قوم کی حاجات کا احساس تو کچھ بھی نہین — صرف ہمدردی کا اب بعضون کو ہے سودائے خام

کام جبتک ایک سرمو بھی خلاف شرع ہو — ایسے ہمدردونکو اپنا دور ہی سے ہے سلام

دینداری گر نہو دنیا ہے وہ کس کام کی — دین کے ہی وجہ سے دنیا نے پائی احترام

دین کی پابند رکھہ یارب ہمیشہ قوم کو
بادشہ کی التجا تجھ سے یہی ہے صبح و شام

یہ مثنوی جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۸ رمارچ سنہ ۱۹۱۴ع کیلئے لکھی گئی

حمد حق پہلے ہے بعد اسکے ہے نعت مصطفٰے — کیا کرے انسان ادا کیا حوصلہ انسان کا

مرحبا یہ انجمن سچی ہے قومی خیر خواہ
مرحبا جاری ہے اس سے خوب اسلامی رفاہ

مرحبا یہ انجمن ہے بیکسون کی دستگیر
مرحبا یہ انجمن ہے مرجع برنا و پیر

مرحبا یہ انجمن پشت و پناہ مفلسان
مرحبا یہ انجمن ہے چارۂ بیچارگان

مرحبا یہ انجمن سچی ہے قومی غمگسار
مرحبا یہ انجمن سب سے ہے عمدہ یادگار

گرچہ ہین آفاق مین اغراض قومی بے حساب
اسکے جو اغراض ہین ان سب کا ہے لب لباب

یعنے ہے پہلی غرض نادار لڑکون کی ختان
ہوتی ہے تائید اسکی انجمن سے بیگمان

ہے غرض یہ دوسری اموات جو غربا کے ہین
انکے ہے تجہیز اور تکفین اس سے بالیقین

تیسری ہے یہ غرض نادار جو ہین لڑکیان
انجمن کے استعانت سے ہون انکی شادیان

بس یہی تینون غرض پر انجمن محدود ہے
انجمن کا مدعا یہ ہے یہی مقصود ہے

کون کہتا ہے کہ یہ ابواب ہین بے فائدہ
کون کہتا ہے نہین اسکی جزا روز جزا

منعقد ہے آج جلسہ انجمن کا خوب تر
جمع کیسے لوگ ہین ذی علم و دانش نامور

جمع ہین نامی گرامی عالمان دیندار
اور ہین موجود کیسے تاجران با وقار

کیسے کیسے ہین مقرر خوش بیان شیرین زبان
کیسے کیسے ہین یہان والا طبیعت شاعران

زیب اور زینت ہے اس جلسے کی انکی ذات سے
قدر اور وقعت ہے اس جلسے کی انکی ذات سے

انکی تقریرین کلام انکا نہ ہوگا گر مفید
اور کس سے قوم ہوگی مستفیض و مستفید

معتمد اس انجمن کے ہین جو موسیٰ سیٹھ نام
نیک جو ہین نیک دل ہین ذی کرم ذی احترام

انجمن کے بانی و موجد یہ ہو صد آفرین
ہے مگر افسوس وہ دنیا مین اب زندہ نہین

گو نہین زندہ ہے وہ زندہ ہے بیشک اسکا نام
انجمن کا دوستو دنیا مین جبتک ہے قیام

خوب انہون نے انجمن کا اب سنایا ہے رپورٹ
مطمئن کیا قوم کے دل کو بنایا ہے رپورٹ

یون ہی گر جاری رہیگا انجمن کا کاروبار
ایکدن افزون بہت ہو جائیگا اسکا وقار

انجمن سے آج مجھ ناچیز کی یہ عرض ہے
ہمین منت گر اجابت کا شرف اسکو ملے

پوری پوری ہو نہین سکتی کبھی حاصل مراد
انجمن کے کام کی جبتک نہ ہو شہرت زیاد
دیکھتا ہون مین کہ شہرت اسکی جیسی چاہیئے
اب نظر آتی نہین آتی نہین ہرگز مجھے
اسکے شہرت کے وسائل جسقدر ہو نگے وسیع
انجمن کا نام ہوتا جائیگا بالکل وسیع
یاالٰہی انجمن یہ تا ابد قایم رہے
فیض اسکا قوم پر دائم رہے دائم رہے
ممبرون مین دیجیے یارب خلوص و اتحاد
دل وہی سے انتظام اسکا کرین وہ شادشاد
مالدارون کے دلون مین یاخدا توفیق دے
انجمن کے تو ترقی کی انھین تشویق دے
شک نہین انکی توجہ کی اگر ہو یک نظر
انجمن کا نیر تقدیر ہوگا اوج پر
ہر بلا سے یاالٰہی اسکو تو محفوظ رکھ
جو معاون اسکے ہین ہر دم انہین محفوظ رکھ

ختم کردے نظم اپنی تو یہان اے **بادشاہ**
تاکجا طول سخن طول بیان اے **بادشاہ**

یہ نظم جلسۂ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کیلئے لکھی گئی

اللہ اللہ خوب یہ جلسہ ہے تیرا انجمن
حق کے ہے فضل و کرم کا تجھپہ سایہ انجمن
انجمن یون تو بہت ہین بلدۂ مدراس مین
شک نہین اسمین کہ تو ہے سب مین یکتا انجمن
انجمنہائے دگر ہین بہر نفع خاص و عام
خاصکر تو ہے غریبون کا سہارا انجمن
یکطرف مذہب ہمارا یکطرف عقل سلیم
دونون تیرے کام پر ہین دل سے شیدا انجمن
عمر شش سالہ ہے تیری بلکہ کچھ افزود ہے
کمسنی مین تونے دکھلایا ہے کیا کیا انجمن
نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہے جب
کیون نہ محشر مین صلہ پائیگی اچھا انجمن
آج سنوائی گئی ہے تیری سالانہ رپورٹ
تیری حالت ہوگئی سب پر ہویدا انجمن
تھا نہایت عمدہ تر اس سال تیرا انتظام
کیون نہو ہر کام مین تیرے اضافہ انجمن
پاک ہے تیرا ارادہ پاک ہے تیرا حساب
غل و غش ہم نے کسی مین کچھ نہ پایا انجمن
تجھ سے جب راضی خدا ہے تجھ سے جب خوش ہے رسول
قوم سے تیرا ادا ہو شکر یہ کیا انجمن

رنگ و بو کے ہین مشابہ انتظامی ممبران — تو مثال گل ہے دنیا مین شگفتہ انجمن

ممبران سیارگان ہین تیری محفل آسمان — بدر گر تجھکو کہین تو کیا ہے بیجا انجمن

روح کے مانند ہین تیرے مقاصد شک نہین — ممبران اعضا ہین تو ہے جسم گویا انجمن

طالب تائید تیرے صورت غواص ہین — ہے گہر تائید تیری تو ہے دریا انجمن

معتمد دو ویزسے جو موسیٰ و اسمٰعیل ہین — کوششون کا انکی ہے سارا یہ ثمرا انجمن

قابل تحسین ہین وہ لائق توصیف ہین — کیون نہ مانگی بہلا تو انکا لوہا انجمن

صدر صاحب تیرے اور جملہ اراکین بھی ترے — خیر خواہی پر ہین آمادہ ہمیشہ انجمن

گرچہ تیرا موجد و بانی جہان سے چل بسا — مدتون زندہ رہیگا نام اسکا انجمن

کیا ضروریات کو محسوس ہے تو نے کیا — نیکیون کا لیلیا گویا خلاصہ انجمن

ممبرون کی نیت خالص کا ہے سب کچھ طفیل — ہے ترقی اسلیئے تیری دو بالا انجمن

صرف جوش طبع کو اپنے دکہایا **بادشاہ**
ورنہ میری مدح کی کیا تجھکو پروا انجمن

یہ نظم جلسہ عام اہل اسلام مدراس کے لئے لکھی گئی

اے معزز اہل جلسہ دیندار — اے مکرم عمدگان ذی وقار

جس غرض سے جمع ہین ہم سب یہان — وہ نہین ذاتی غرض کچھ زینہار

قوم کی بہبود ہے مد نظر — بہر نفع قوم ہین سب کاروبار

قومی ہمدردی نہو جس شخص مین — قوم کا اپنے نہ ہو جو غمگسار

اس کا یکسان دہر مین عدم و وجود — خوش نہین اس سے کبھی پروردگار

انجمن یہ آج جو قائم ہوی — تھی ضرورت اسکی بالکل آشکار

بعد مدت کے برآئی ہے امید — پائے ہم مقصد کو باصد انتظار

گر ادا ہو اس سے فرض منصبی — ہمکو حاصل ہین فوائد بے شمار

پیا ٹرن ہون جب پرنس آف آرکاٹ / انجمن کیونکر نہ ہو پھر شاندار
ہے محافظ یہ حقوق قوم کی / قوم کو ہے اس سے بیشک افتخار
بے ادب ہوگی نہ یہ سرکار سے / با وفا ہے ہے وفا اسکا شعار
قوم کو حاجت ہے جس جس امر کی / با ادب ہوگی یہ اسکی خواستگار
ہو اگر حاکم کی چشم التفات / پھر یہ سمجھو قوم کا بیڑا ہے پار
کیون نہ ہو سرکار ہم پر مہربان / ہم ہین اسکے خیرخواہ و جان نثار
سلطنت انگلش کی ہے مانند باغ / امن و آزادی کی ہے جس مین بہار
کیون نہ ہم اس باغ مین پھولین پھلین / خار حسرت کہائین کیون لیل و نہار
وقت کہتا ہے کہ کچھ کوشش کرو / کہتی ہے غفلت عبث ہے اضطرار
اسکا کہنا کھو و مت قابو کو تم / کہتی ہے یہ مین نہ مانون زینہار
اسکا کہنا پھر نہ پاوگے مجھے / کہتی ہے یہ مثل تیرے ہین ہزار
وقت اور غفلت کا جھگڑا دیکھکر / چونک اوٹھا دل اور کہا بے اختیار
ہے نصیحت وقت کی بالکل بجا / ہو گیا اے غفلت تو آخر شرمسار
بادشہ بے لطف ہے طول سخن / خلق کو مرغوب تر ہے اختصار
کر دعا کے ساتھ اب ختم کلام / شعر یہ ورد زبان ہو بار بار

بادشاہا جرم ما را در گزار
ما گنہگاریم تو آمرزگار

یہ نظم جلسہ انعامی مدرسہ عزیزیہ ترملکہڑی واقع مدراس کیلیے لکھی گئی

پہلے ہم کرکے ادا حمد و سپاس معبود / کیون نہ بعد اسکے پڑھین نام پیمبر پہ درود
منعقد آج جو یہ جلسہ انعامی ہے / جمع ہین اہل خرد اہل لیاقت موجود
کیا کوئی اونکی غرض ہے نہین زنہار نہین / کیا ہے مقصود فقط علم کی رغبت مقصود

کیا ملے اس سے ملے روز جزا اجر و ثواب
کون خوش اس سے خدا اور پیمبر خوشنود

مدرسہ کونسا ہے نام عزیزیہ ہے
کون مالک ہے ہے یک اہل کرم منبع جود

نام کیا اسکا ہے الحاج حکیم عبد عزیز
کیا وہ فیاض ہے فیاض ہے یہ لامحدود

کیسی تعلیم ہے تعلیم ہے بالکل اچھی
کیسے آثار ہین آثار ہین سارے محمود

حفظ قرآن کی کوشش بھی کوئی ہے کہ نہین
اہتمام اسکا ہے ہان اس مین بفضل معبود

سچ ہے تعلیم کا خورشید ہو روشن جب دم
ظلمت جہل کا رہتا ہی نہین نام و نمود

اسی تعلیم سے ہوتے ہین فضایل پیدا
اسی تعلیم سے ہوتے ہین رذائل مفقود

اسی تعلیم سے بنجاتا ہے انسان انسان
اسی تعلیم سے ہے دونون جہان کی بہبود

گر ہے نعمت کوئی دنیا مین تو تعلیم ہی ہے
بہرہ ور اس سے ہو وہ بخت ہے جسکا مسعود

مثل تن طبع بشر جان ہے گو با تعلیم
جان جس مین نہ ہو اس تن کا ہے رہنا بے سود

بادشاہ خوب لکھا ہے یہ کسی شاعر نے
دمبدم اسپہ رہے رحمت خلاق ودود

شرف مرد بعلم است کرامت بسجود
ہر کہ این ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود

یہ نظم جلسۂ ابتدائے رسالہ "المضمون" مدراس منعقدہ ۸ ڈسمبر سنہ ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی جو جناب
منشی محمد انصرالدین صاحب بجوّد کے اہتمام سے شائع ہوتا تھا

دولت علم سے بڑھکر کوئی دولت کیا ہے
گنج قارون ہے کیا اسکی حقیقت کیا ہے

علم بے نقص ہے اور مال کو ہے نقص و زوال
علم پر مال کو ترجیح کی نسبت کیا ہے

ہے فقط علم سے دنیا مین ہر یک عز و شرف
ورنہ انسان کو حیوان پہ فضیلت کیا ہے

ذوق این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی
صاحب علم ہی جانے کہ وہ لذت کیا ہے

علم پر دین کا دنیا کا ہے سب دار و مدار
گر نہ ہو علم تو جینے کی حلاوت کیا ہے

صاحب علم اگر قابل اعزاز نہ ہون
نام کس چیز کا عزت ہے یہ عزت کیا ہے

مجھ سے کیونکر ہو بھلا علم کی پوری تعریف — جو نسخہ کہا ہے ہر اجرتی لیاقت کیا ہے
قطرہ ہو بحر کا مداح یہ ممکن ہی نہین — وصف خورشید ذرہ سے بطاقت کیا ہے
منعقد جلسہ احسن ہے یہ المضمون کا — اس سے بڑھکر کوئی اسکے لئے شہرت کیا ہے
اس کے مالک ہین اڈیٹر ہین جناب بیخود — ہے اسلم ہے کیا انکی لیاقت کیا ہے
آئینہ سے ہے عیان صاف سکندر کا کمال — بیدار اہو جو مضمون تو حیرت کیا ہے
کسی توصیف کا محتاج نہین المضمون — روئے محبوب کو مشاطہ کی حاجت کیا ہے
ہمکو احساس اگر اسکی ضرورت کا نہو — صفحہ دہر مین پھر لفظ ضرورت کیا ہے
این مراتب کہ کنون دیدہ لاشک جزوی است — کارکلی بقدر ہے ابھی عجلت کیا ہے
کوڑیون کے ہین عوض گویا جواہر پارے — دیکھیے لیے مضامین ہین قیمت کیا ہے
اس سے احسان جو ہوتے ہین ہمین بتلادین — وقعت علم ہے کیا قومی حمایت کیا ہے
دوستو شوق سے تم اسکے خریدار نہو — کام جب نیک ہے اسکے لئے مہلت کیا ہے
روز افزون ہو عطا اسکو ترقی یارب — تیرے افضال ہین الطاف مین قلت کیا ہے

بادشہ نظم سناتا ہے جو اپنی بے خوف
علم والون کے مقابل مین یہ جرأت کیا ہے

یہ مثنوی جلسہ انجمن مشرقی الاطباء جنوبی ہند مدراس منعقدہ ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی -

منعقد جلسہ ہوا یہ کس غرض سے دوستو — نثر تو سب سن چکے اب نظم بھی میری سنو
نظم کی نسبت اگرچہ نثر ہے واضح ترین — لطف ہے جو نظم مین وہ نثر مین ہرگز نہین
ان دنون تحریک تازہ پیش ہے سرکار مین — گویا پہولا ہے شگوفہ ایک نیا گلزار مین
ڈاکٹر ناٹر محرک ہین جو اس تحریک کے — چاہتے ہین قدر وہ دیسی طبابت کی گھٹے
بہن لیگی وہ اگر تحریک قانونی لباس — قدر کیا دیسی اطبا کی رہے ہر ایک کے پاس
ملک سے مٹ جائیگا دیسی طبابت کا وثوق — تلف ہوجائینگے سب دیسی طبیبون کے حقوق

گو نہیں الفاظ میں تحریک کے یہ مدعا — غور جب اسپر کرین تو صاف ملتا ہے پتا

ماہر تاریخ دانشمند جو انگریز ہیں — کہتے ہین بیشک ہین ہم یونانی طب کے خوشہ چین

خوشہ چینی سے نہیں انکار کرتا ہے کوئی — ہے گلہ ہمکو مگر سرکار برٹش سے یہی

جتنے آثار قدیمہ ہند میں موجود ہیں — کرتی ہے سرکار خود اسکی حفاظت بالیقین

پاس ہے قانون بھی اسکی حفاظت کے لئے — حکم ہے خرچ اسکا سب شاہی خزانیسے ملے

کیا نہیں دیسی طبابت ہے سلف کی یادگار — کم ہے آثار قدیمہ سے بھی کیا اسکا وقار

ہاں مگر محسوس وہ یہ غیر محسوسات ہے — غیر محسوسات پر بیجا ہین اطلاق شئے

شئی کی گر مفہوم پر کیجیے تامل کی نظر — دیسی طب کو شئی کا کہنا ہے مناسب سربسر

شئی کا جب اطلاق ہے دیسی طبابت پر روا — بحث محسوسات سے ہرگز نہین ہے فائدہ

باوجود اسکے کہ ہین موجود صدہا ہسپتال — باوجود اسکے کہ صدہا ڈاکٹر ہین باکمال

دیسی طب دیسی طبابت کو ترقی ہے مدام — فیض صدہا سال سے ہے اسکا جاری صبح و شام

ڈاکٹر لوگون کے ہین نزدیک جو زیر علاج — ہین دو چند اس سے بھی بیشک انکی نگرانی مین آج

دیسی اہل طب کو ناواقف اگر ٹھہرائینگے — سارے خلق اللہ کو حیران پریشان پائینگے

انکو ناواقف جو ٹھہرائین کہینگے ہم یہی — قدر زر زرگر بداند یا بداند جوہری

ایک کو ترجیح یک پر یہ نہیں ہرگز پسند — سچ تو یہ ہے ہر کسے را بہر کارے ساختند

ہین گورنر لارڈ ہنٹلنڈ صوبہ مدراس کے — انکی ذات نیک سے ہمکو بڑی امید ہے

منجر بہین فہم مین دانش مین ہین وہ بے نظیر — انکی وصف نیک کی عالم مین ہے شہرت کسقدر

غور وہ اس مسئلہ پر ہر طرح فرمائینگے — مدعا دیسی اطبا کا یقین بر لائینگے

ہم رعایا پر کرم کی انکی ہے ہر دم نگاہ
روک لے اپنا قلم اپنی زبان اے **بادشاہ**

یہ نظم جلسہ عام انجمن مذکور منعقدہ ۷ نومبر ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی۔

کیون نہ کیجے شکر اس خلاق عالم کا ادا
چار عنصر نام جنکا آب و آتش خاک و باد
اس سے ظاہر رکہا ہے شان خالق کی دلیل
اتفاق انکا ہماری زندگی کا ہے اصول
چار عنصر مین اگر ہو جائے غالب کوئی ایک
بگڑی ہوا چیز ہے اب کیجئے اس پر قیاس
اتفاق و مشورت ہر کام مین لازم ہمین
منعقد جلسہ ہوا یہ دیسی اطبا کا ہے آج
ہین فراہم عمدگان اہل اسلام و ہنود
ڈاکٹر لوگون کے چند افراد کی تحریک سے
چاہتے ہین وہ یہی سرکار مین منظور ہون
ان قواعد کے ہے اجرا سے یہی مدنظر
قدر پہر دیسی طبیبون کی نہ کچھ باقی رہے
آج یہ جلسہ اسی تحریک کے ترمیم مین
جسطرح آزاد یک مدت سے تہے دیسی طبیب
ہمکو اپنے مہربان سرکار سے امید ہے
رحم و انصاف و تحمل احتیاط و فکر و غور
جسکے عہد نیک کا ہے آج قایل یک جہان
ہم رعایا کی گزارش کیون نہو اسکو قبول
دیسی طب سے جسقدر مالوف ہین خورد و کلان
دعویٰ یہ میرا نہین زنہار محتاج دلیل

چار عنصر سے مرکب جس نے انسان کو کیا
ہین یہ آپس مین مخالف شک نہین اسمین ذرا
اتفاق ان چار عنصر کا جو انسان مین رکہا
اتفاق انکا اسرار ہکو دکہا ہے مزا
ہیان انسر مین جسم سے خارج ہو فوراً بر ملا
نوع انسان کیلئے ہے اس نے کیا کیا فائدہ
فی الحقیقت ہے یہی حکم نبی حکم خدا
یکدلی کا جلوہ کیا ہمکو نظر آنے لگا
ذی وجاہت ذی فرہت صاحب فہم رسا
آج کل سرکار مین جو پیش ہے یک مسئلہ
واسطے دیسی اطبا کے قواعد کچھ جدا
رفتہ رفتہ منقطع ہو سارا طبی سلسلہ
صفحہ ہستی سے دیکہے انکی آزادی مٹا
خوب فرض منصبی اپنا یہان لایا بجا
انکی آزادی وہی قایم رہے صبح و مسا
وہ نہو پابند ان لوگون کے حسب اقتضا
ہے ہماری مہربان سرکار مین بے انتہا
سلطنت کا جسکے سارا انڈیا مدحت سرا
اسکو دل سکنی طبیبون کی نہ ہرگز ہو روا
اسقدر مرغوب عالم کب ہے انگریزی دوا
سب پہ ظاہر ہے یہ ہر فرد بشر ہے جانتا

نظم اپنی ختم کر اے **بادشاہ** خستہ جان
ہے طوالت مین کہان جو مختصر مین ہے مزا

یہ مثنوی جلسہ افتتاحیہ قدوسیہ طبی مدرسہ مدراس منعقدہ ۱۳ ار ڈسمبر سنہ ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی

شکر حق ہے اسنے یہ جلسہ جو دکھلایا ہمین
اسکے فضل ولطف سے موقع یہ ہاتھ آیا ہمین

اب جنوبی ہند کا طالع ہے شاید اوج پر
اب ذرا سا قوم کے دلمین ہوا پیدا اثر

خواب غفلت سے ابھی کچھ قوم نے کروٹ ہے لی
جاگ اوٹھنے کے نظر آتے ہین کچھ آثار بھی

کیا عجب زندہ اگر ہو جائین پھر اگلے علوم
کیا عجب علم وہنر مین قوم کی بڑھ جائے دھوم

رحمت حق سے ہمین مایوس ہونا چاہئے
آیۂ لاتقنطوا فرمان حق ہے دیکھئے

کیا خدا قادر نہین ہر چیز پر ہر کام پر؟
وہ اگر چاہے تو یک پل مین ادہر کا ہو ادہر

وہ اگر چاہے تو قطرہ کو ابھی کردے سحاب
وہ اگر چاہے تو ذرہ کو بنادے آفتاب

وہ اگر چاہے تو صحرا صورت گلزار ہو
وہ اگر چاہے خزف بھی گوہر شہوار ہو

زینے پر بام ترقی کے ہے یہہ پہلا قدم
آگے چلکر کیا عجب گر بام پر چڑھ جائین ہم

یعنے طبی مدرسہ کا اب یہان ہے افتتاح
واہ پھر قوم کیا سوچی گئی فوز وفلاح

کسقدر ہے قوم کو اس مدرسہ کی احتیاج
جانتے ہین خوب اس جلسہ مین جو حاضر ہین آج

درس طب بھی اسمین ہے تعلیم نباضی بھی ہے
اور قارورہ شناسی سے مطب جاری بھی ہے

چاہئے انسان ہر یک تعلیم سے ہو بہرہ ور
علم ادیان ایک ہے اور علم ابدان ہے دگر

علم ادیان واسطے امراض روحانی کے ہے
علم ابدان واسطے امراض جسمانی کے ہے

دہر مین ان دوہی دو کو حق نے بخشا ہے شرف
سارے عالم کی ہے رغبت صرف ان دو کی طرف

انجمن شرقی اطبا کی جو ہے قایم یہان
اسکی نگرانی مین ہوگا مدرسہ یہ جاودان

انجمن کا مقصد اعلیٰ یہی ہے مدرسہ
انجمن کا مدعا عمدہ یہی ہے مدرسہ

انجمن گویا شجر ہے مدرسہ مثل ثمر
انجمن مثل صدف ہے مدرسہ مثل گہر

انجمن مانند جان ہے مدرسہ مثل بدن
انجمن گر مثل گل ہے مدرسہ ہے رنگ و بو
انجمن اور مدرسہ کے واسطے اب ہے دعا
دہر مین ہر وقت یہ محفوظ اور مصئون رہین
موجد و بانی کو دے عمدہ جزا احمدہ جزا

انجمن بادبہاری مدرسہ گویا چمن
انجمن مانند ساقی مدرسہ جام و سبو
اے مرے مالک مرے معبود اے میرے خدا
ہر زمان آفات ارضی اور سماوی سے بچین
اسکی ہمت اور بھی دیجیے بڑہا دیجے بڑہا

بادشہ کس امر کا کرتا ہے تو اب پیش و پس
روک لے اپنا قلم اللہ بس باقی ہوس

یہ نظم جلسہ انجمن حجاج مدرسہ منعقدہ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۱۴ء کیلئے لکھی گئی

کون کہتا ہے بُخو ایسی مقرر انجمن
خاص کر حجاج کے بہبود کا ہو جب خیال
کامیابی کا اگر ہو نور پھر کیا پوچھنا
نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہو جب
ابتدا کا جوش لازم ہے رہے تا انتہا
کام کے ہین انجمن کم یون بہت ہین نام کے
ہمکو مطلب کام سے ہے نام سے کیا کام ہے
چاہئے ہر انجمن کے واسطے تامید زر
یاوری طالع کی ہے شاید تمہاری حاجیو
دولت عثمانیہ سے دولت برٹش سے بھی
ہر طرح آسائش حجاج ہے مد نظر
مجمع حجاج گر گلزار ہے اسکے لئے

قوم کو ہو نفع جس سے ہے وہ بہتر انجمن
کیون نہ پائے دہر مین پھر شان برتر انجمن
یہ چمک اوٹھیگی مثل مہر انور انجمن
قوم کے دل کو نہ کیون کرلے مسخر انجمن
ورنہ کہدین لوگ تھی یک سوڈا واٹر انجمن
دعوی اپنے کام کا کرتی ہے ہر ہر انجمن
کیا قباحت ہے اگر بنجائے گھر گھر انجمن
امور ہوتی نہین دنیا مین بے زر انجمن
یہ معاون ہے تمہاری اور یاور انجمن
سعی و کوشش کے دکھائے خوب جوہر انجمن
اُنکی ہمدردی کی ہے لاریب مظہر انجمن
گویا ہے باران رحمت کی یہ ہمسر انجمن

خالصاً للہ ہے نیت جب اسکی بادشاہ

پائیگی سب جزا حق سے نہ کیونکر انجمن

یہ نظم بہی جلسہ انجمن مذکور منعقدہ ۳۰ جون ۱۹۱۴ء کیلئے لکھی گئی

حاجیون کے انجمن کا ہے یہ جلسہ خوشنما
کیسے کیسے نامور حجاج ہین رونق فزا

نیک نیت نیکدل اور خیرخواہ قوم ہین
سعی و کوشش کی جزا پائینگے سب روز جزا

شخص واحد کا نہین ہے نام ہرگز انجمن
انجمن ہے نام یک مجموعۂ افراد کا

اجتماعی قوت اپنی اگر نہ پوری صرف ہو
اپنے حاجی بہائیون کو کس طرح ہو فائدہ

درد دل کے واسطے پیدا کیا حق نے ہمین
ورنہ طاعت کیلئے ہے سب ملک بے انتہا

ہین قواعد کی ضرورت ہے برائے انجمن
منضبط کرنا ہے قرض انجمن سب سے بڑا

سب اراکین اسکے اب پابند رہنا چاہیئے
بے ضوابط انجمن کی دہر مین کب ہے بقا

حاجیون کو ہین جو کچھہ حج کے سفر مین مشکلات
اسکے دو حصے ہین سمجہو شک نہین اس مین ذرا

یعنے بمبئی سے ہین تا جدہ جو ہمکو دقتین
اسکی ذمہ دار ہے یہ دولت برطانیہ

دقتین جدہ کی اور مکہ مدینہ کی جو ہین
دولت عثمانیہ پر اسکا ہے ذمہ بجا

ہمکو ہر دو سلطنت سے دادخواہی چاہیے
دونون سے خط و کتابت کا ہو جاری سلسلہ

ہمکو یک سرکار سے جسمی تعلق ہے اگر
مذہبی روحی تعلق دوسرے سے ہے لگا

ہر دو سرکارون مین گر درخواستین مقبول ہون
خوش نصیبی ہے ہماری اس سے بڑہکر اور کیا

کامیابی کا ہمارے ہے یہی اصل اصول
یہ شجر ہے شاخ برگ و گل ہین سب اسکے سوا

لفظ کے مانند یہ باقی ہین اسکے حرف و صوت
گویا یہ جوہر ہے سب اعراض اسکے بر ملا

حج کمیٹی نام رکھکر گرچہ بعضے انجمن
چند دن کے قبل جاری ہند مین تھے جابجا

انکی کوشش کا اثر کچھہ بہی نہین آیا نظر
انکے کاروبار کا ملنا نہین ہم کو پتا

دیکھکر مجبوریون کو انکے شاید دوستو
یاس و حرمان نے لیا ہے اپنے دامن مین چھپا

الغرض اسکا وجود اسکا عدم ہے ایکسان
غفلت و سستی مین ہے جس انجمن کا ماجرا

کام کرنا اور ہے باتین بنانا اور ہے
شکر ہے اللہ کا یہ انجمن حجاج کی
دیکھیئے یک ہاتھ سے تالی نہین بجتی کبھی
کیونکہ ہین اسکے اراکین ذی لیاقت ذی کمال
سب کے سب ذی تجربہ ہین اور مآل اندیش ہین
یاخدا اس انجمن کو تو بنا دے کامیاب
حاجیون تک ولیین ہب۔ اگر الہی درد قوم

اپنی باتون سے طرح گر کام ہو تو ہے مزا
غیر ہمدردی کا کچھ رکھتی نہین ہے شائبہ
تالی بجتی ہے اگر دو ہاتھ کو دینگے ملا
انکی عقل و فہم کا ہر رکن ہے، لوہا مانتا
انتظام عمدہ کرینگے ہے قوی ان سے رجا
روز و شب ہم حاجیونکی تجھ سے ہے یہ التجا
دین اور دنیا کی بہبودی ہمیشہ ہو عطا

صرف اظہار خیالات دلی مقصود ہے
بادشہ کا شاعری سے اور کیا ہے مدعا

یہ نظم بھی جلسہ انجمن مذکور منعقدہ ۲۲ جولائی سنہ ۱۹۱۴ع کیلئے لکھی گئی

اے مومنو حج فرض ہے سمجھے ہوئے کیا ہو
مخلوق کا یہ قرض نہین فرض خدا ہے
حج فرض نہین پاس اگر مال نہین ہے
طاقت بھی ہے اور مال بھی کیا عذر ہے انکو
ہوگا وہی جو چاہتا ہے خالق عالم
مرنا نہین ہرگز سفر حج پہ ہے موقوف
جس جا پہ ہے مرنا ہمین اس جا ہی مرینگے
بیشک زر ایمان کا محک حج کا سفر ہے
سب حیلے حوالون کا خدا جاننے والا
اے اہل تمول نہ کرو سستی و غفلت
تم جلد کرو حج و زیارت کا ارادہ

یہ فرض ادا ہو تو بڑا قرض ادا ہو
ہون ہم جو سبکدوش تو عقبیٰ کا بھلا ہو
کیجیے یہ سفر مال اگر حق نے دیا ہو
خوش ان سے بھلا حشر مین کسطرح خدا ہو
ہوتا نہین وہ کام جو تم لاکھ بھی چاہو
آئیگی قضا ہمکو اگر وقت قضا ہو
مکہ کی مدینہ کی ہو یا ہند کی جا ہو
کھل جائے محک سے کہ یہ کھوٹا یہ کھرا ہو
کیا ایسا کوئی بھید ہے جو حق سے چھپا ہو؟
دل حج کے ارادہ سے تمہارا نہ جدا ہو
تا دونون جہان مین ہمین اعزاز سوا ہو

عالم متغیر متبدل ہے ہمیشہ
فرمایا یہی نے ہے جسسے طاقت مالی
اللہ کو پروا نہین اسکی کہ جہان مین
ترغیب فقط حج کی ہے مقصود ہمارا
قایل ہو جو کوئی مریض اپنے مرض کا
حجاج کی یہ انجمن نیک ہے قایم
امید ہے برآئین بہت اس سے مقاصد

جو آج کی حالت ہے وہ کل دیکھیے کیا ہو
اور حج کا فریضہ نہ اگر اس سے ادا ہو
نصرانی ہوا یا وہ یہودی ہی ہوا ہو
غم اسکا ہمین کچھہ نہین گر کوئی خفا ہو
کب اسکو موثر ہو دوا اور شفا ہو
ہر حاجی ہے رکن اسکا وہ چھوٹا کہ بڑا ہو
حجاج کی تائید اگر صبح و مسا ہو

اے بادشہ ہیچمدان کیا ہے بڑی بات
تاثیر سخن مین ترے گر حق سے عطا ہو

یہ قصیدہ جلسہ دستاربندی مدرسہ باقیات الصالحات ویلور منعقدہ ۳۱ اگست ۱۹۰۶ء کیلیے لکہا گیا

جہان جہان ہے جہان مین خوشی کا چرچا آج
دوان دوان ہے نظر بہر دید ہر ہر سو
عیان عیان ہے طرب شکل شاہد زیبا
کشان کشان ہے اثر ہر طرف محبت کا
جدا جدا ہے دلون مین امنگ کا عالم
ہرا ہرا نظر آتا ہے باغ علم و ہنر
قسم قسم کی ہے نکہت طرح طرح کا ہے رنگ
شجر شجر کو کیا رنگ و بو نے خوب نہال
مہک مہک کے گلون نے دکہائی اپنی بہار
عجب عجب جو صدائین ہین قمریون کی بلند
کہ یعنے جلسہ دستاربندی طلبا

زبان زبان پہ ہے شکر خدا اسے یکتا آج
روان روان ہے طبیعت مثال دریا آج
نہان نہان ہے غم و فکر مثل عنقا آج
رسان رسان ہے نوید خلوص ہر جا آج
نیا نیا ہے دماغون مین جوش پیدا آج
کہلا کہلا ہے ہر ایک غنچہ تمنا آج
قدم قدم پہ چمن ہے سجا سجایا آج
ثمر ثمر کو ملا تازگی کا ثمرہ آج
چہک چہک کے عنادل ہین گلشن آرا آج
ادب ادب سے ہے ایستادہ سرو رعنا آج
بصد تجمل و شوکت قرار پایا آج

صد آفرین ہے اے طلبائے فارغ التحصیل
صلہ تمہاری مشقت کا حق نے بخشا آج

ہے فخر علم کو تم پر تو علم سے تمکو
وہ اسکے واسطے شایان یہ تمکو زیبا آج

نہین سے دین کی عظمت ہے دین کی رونق
شک نہین کیا ہے تم اسکے ہو وہ تمہارا آج

نہ کیون کہین تجھے دار السرور اے ویلور
چمک رہا ہے ترے بخت کا ستارا آج

خوشا اے مدرسہ باقیات عالی شان
تمام ہند مین بجتا ہے تیرا ڈنکا آج

ہے تیرا ناظم وناظر وہ فاضل ذیجاہ
مقر ہے جسکی بزرگی کا یک زمانہ آج

سراپا مجمع اوصاف منبع برکات
ہے مغتنم بخدا جسکی ذات والا آج

ہے جس کا اسم گرامی جناب عبد وہاب
طفیل اسکے ہی ہم نے یہ دن ہے دیکھا آج

عمائدین شرفا اہل علم و اہل کمال
یہ کیسے کیسے ہین افراد جمع یکجا آج

ہے ایک ایک سے برتر جدھر نگاہ کرین
ہر ایک وصف مین ہر فرد ہے نرالا آج

ہجوم خلق کی حالت نہ پوچھئے مجھہ سے
خدا کی شان خدائی کا ہے تماشہ آج

یہ شاندار عمارت یہ خوشنما جلسہ
مذاق علم کا ہر دم یہ جوش برپا آج

یہ صدر جلسہ کی عظمت یہ شان یہ شوکت
یہ ذوق وشوق اراکین وکار فرما آج

یہ خلق اور تواضع یہ میہماںداری
یہ انتظام یہ آئین یہ سلیقہ آج

لکھون مین وصف بھلا کس کا کس کا ذکر کرون
ہے ایک دل مرا ارمان ہین اس مین صدہا آج

قلم یہ کہتا ہے مجھکو نہین مجال رقم
زبان یہ کہتی ہے مجھکو نہین ہے یارا آج

ہنوز جوش طبیعت ہے **بادشہ** باقی
سناؤن مطلع دیگر ہے یہ تمنا آج

یہ کس ریاض لیاقت کا وصف لکھا آج
ہے شاخ کلک کو میسر دماغ طوبیٰ آج

سنین وہ غور سے ہے جنکا گوش شنوا آج
زبان علم سے ہر علم یون ہے گویا آج

کہا یہ صرف نے مین صرف جوش فرحت ہون
بیان ہے نحو کا ہر نحو مین ہون بالا آج

کہا بیان نے خوشی ہے بیان سے باہر
کہا معانی نے مقصد مرا بر آیا آج

کہا بدیع نے بیجا نہین ہے ناز مرا
بدیع نکلا ہے ہر یک مرا شناسا آج

زبان یون فن منطق کی صاف ناطق ہے
نتیجہ سارے قضایا کا مین لے پایا آج

کہا کلام نے مجھکو بھی لا کلام ملا
ملا خوشی کا فرائض کو جیسا حصہ آج

کہا یہ فقہ نے اغیار مجھکو کیا جانین
ہے میرے جاننے والون مین میرا رتبہ آج

حدیث کا ہے بیان سچ ہے یہ حدیث مری
جہان مین حق نے کیا میرا بول بالا آج

دل اپنا کھول کے کہتا ہے یون فن تفسیر
کشادہ باب مسرت ہین مجھپہ صد ہا آج

علوم نے جو سنائین تعلیان اپنی
زبان مدرسے یہ سخن ہے نکلا آج

جو کچھہ ہوا ہے یہان ہے فقط طفیل مرا
فروغ ہو نہ کسی کو جو مین نہ ہوتا آج

بدیہی مین ہون یہ سارے علوم ہین نظری
یہ مجھپہ دال ہین مدلول ہون مین انکا آج

مرے جو موجد و بانی ہین انکے حق مین مدام
دعائین دل سے نکلتے ہین میرے کیا کیا آج

غرض یہ جا ہے لاریب دید کے قابل
ہے خوش نصیب وہی جس نے اسکو دیکھا آج

اے بادشاہ عجب کیا کلام کو تیرے
قبول عام کا ملجائیگا جو تمغہ آج

یہ نظم مجلس تعلیمی اہل اسلام جنوبی ہند بمقام ویلور منعقدہ ۲۸ و ۲۹ جولائی ۱۹۰۶ء کیلئے لکھی گئی اور اجلاس اول مین پڑھی گئی

خدا کی حمد نبی کی ہو نعت مجھہ سے کہان
نہ اوسکی مجھکو ہے طاقت نہ اسکا ہے امکان

پڑھون مین نام نبی پر درود کیون نہ مدام
یہی سعادت دارین کا ہے میرے نشان

ہزار شکر ہے حق کا کہ فضل سے اپنے
دکھایا آج ہمین جلسہ عظیم الشان

تھی مدتون سے تمنا وہ آج بر آئی
ہوا ہے شاہد مقصود آج جلوہ کنان

یہ اتفاق بھی یک حسن اتفاق سے ہے
وگرنہ ہم ہین کہان اور یہ اتفاق کہان

نہین ہے یہ کوئی تفریح طبع کا جلسہ — نہین ہے کھیل تماشے کا کچھہ یہان سامان
نہین کسی کے خط و خال کی یہان توصیف — نہین کسی کے یہان عشق و عاشقی کا بیان
نہین یہان کسی فرضی غم و خوشی کا وجود — نہ وصل کی ہے حکایت نہ قصۂ ہجران
نہ کذب ہے نہ غلو ہے نہ کوئی لفاظی — مبالغہ کا بھی برپا نہین یہان طوفان
ہے راست راست ہر یک گفتگو ہر ایک سخن — ہے واقعات پہ مبنی ہر ایک رائی یہان
جو کچھہ غرض ہے ترقی علم کی ہے غرض — نہین یہ جلسہ کسی اور بات کا خواہان
علی الخصوص ترقی علم دین کے لئے — ہر یک طرح کے تجاویز پیش ہونگے یہان
مشاورت تو ہر یک امر مین ہے لازم تر — نہین یہ حکم کسیکا خدا کا ہے فرمان
طفیل ایسے ہی جلسون کا ہے جو غیر اقوام — ہمیشہ وہ ہرین پاتے ہین نفع بے پایان
ہر ایک عزم مین ہر کام مین ہین وہ ہشیار — ہماری قوم کو ابتک وہی ہے خواب گران
ہماری قوم کو افسوس شوق علم نہین — ہماری قوم ہے لذت سے علم کے انجان
عجب نہین جو موثر ہو آج یہ جلسہ — عجب نہین ہے جو اسپر ہو قوم کا رجحان
خدا کرے یہ تدابیر بالقوہ ہین جو آج — ظہور انکا ہو بالفعل ہے یہی ارمان

کہین نہ طول سخن باعث ملالت ہو
سخن کو ختم کرے بادشہ ہیچمدان

یہ نظم سالانہ جلسہ انعامی مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی کیلیئے لکھی گئی

چشم بد دور ہے کیا حالت وانمباڑی — اندنون اوج پہ ہے قسمت وانمباڑی
مہر تعلیم ہر یک جا پہ ہے رخشان رخشان — گم ہوی گم ہوی اب ظلمت وانمباڑی
پھیلتا پھیلتا جاتا ہے مذاق علمی — بڑھ گئی بڑھ گئی اب شہرت وانمباڑی
کھلتے ہین کھلتے ہین فرحت سے دلونکے غنچے — پھرتی ہے مثل صبا نکہت وانمباڑی
مال تنہا تھا ہوا علم بھی اب اسکا شریک — قابل دید ہے یہ زینت وانمباڑی

علم کیا چیز ہے اس علم کی لذت کیا ہے / خوب پہچانے ہین ذی ثروت وانمباڑی
مدرسہ نام ہے اسلامیہ جسکا مشہور / جسکو کہتے ہین سبب عزت وانمباڑی
منعقد اسمین ہوا جلسۂ انعامی آج / جمع کس شوق سے ہے خلقت وانمباڑی
ہمہ تن چشم پئے دید ہے ہر پیر و جوان / نظر آتی ہے عجب شوکت وانمباڑی
صدر جلسہ جو پرنساتی ہر ہین بی اے / کہینچ لائی ہے انہین الفت وانمباڑی
ہے دعا میری یہ عزت رہے قایم دایم / یا خدا تو نہ دکہا ذلت وانمباڑی
علم مین مال مین تہذیب مین دینداری مین / سارے اضلاع پہ ہو سبقت وانمباڑی

بادشہ حب وطن ضبط ہو کیونکر تجہہ سے / خوب کی تو نے ادا خدمت وانمباڑی

یہ نظم جلسۂ محمدن ریڈنگ روم وانمباڑی کے لئے لکھی گئی

اے بزرگان قوم کے عالی ہمم ذی عز و شان / منبع لطف و عطا ہمدرد و فیاض زمان
خادمہ ہون آپ کی ہے میرا ریڈنگ روم نام / با زبان حال مین کہتی ہون اپنی داستان
تیرہ سو پندرہ سن ہجری مین مین پیدا ہوی / عمر بارہ سال کی ہے میری بے ریب و گمان
خدمت علمی جو اس عرصہ مین کی مین نے ادا / جانتا ہے ہر کوئی یہ بات ہے سب پر عیان
سچ بتاؤ میرے آگے ساکنان شہر مین / شوق اخبار و کتب بینی کا تہا ایسا کہان
شک نہین مین نے ہی پہیلایا یہان علمی مذاق / مین نے ہی نا قدر دانونکو بنایا قدردان
مدرسہ مین اور مجہہ مین فرق اتنا ہے فقط / ہین وہان استاد بے استاد کے ہو نین یہان
قوم کو ہے فیض دونون سے برابر علم کا / بالیقین سمجہو ہے ہم دونون کا رتبہ ایکسان
مجہہ پہ ہے اب قوم کی کم التفاتی کسلئے / کیا خطا میری ہے کیا تقصیر ہے کیجے بیان
فکر کیون میری ترقی کی نہین کرتے ہو تم / مستحق تائید کی کیا مین نہین ہون بیگمان
باوجود اس طول عرصہ کے ابہی تک حیف ہے / واسطے میرے نہین تعمیر پایا ہے مکان

آپ فرمائین کہ کیا یہ کام نیکی کا نہین
اجرا سکا کیا نہ دیگا تمکو رب انس وجان

وجہ اسکی کیا ہے بتلاؤ اگر معلوم ہے
مجھکو چندہ سے کئے محروم بعضے ممبران

قابل افسوس ہے بے شبہ و شک حالت مری
کم نصیبی پر مین اپنے راتدن ہون نوحہ خوان

گر نہ کرتے رحم مجھہ پر چند غمخواران قوم
صفحۂ ہستی پہ ابتک کب مرا ہوتا نشان

مجھہ سے جو عہد اہین انجان اُنسے کیا شکوہ کرون
اُنکی دل تشکنی ہے ہردم طبع کو میرے گران

مین دُعا کرتی ہون یارب دے انہین توفیق نیک
رکھہ جہان مین شادمان ہرآن وہردم ہرزمان

مختصر کیجے سخن اپنا یہان اے بادشاہ
کیا عجب ہے گر موثر ہو مری آہ وفغان

یہ نظم جلسہ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی وامنبا ڑی کے لئے لکھی گئی۔

ہے صد ہزار ترا شکر اے خدائے انام
کہ آج جلسہ سالانہ کا ہوا ہے قیام

ترے ہی فضل سے دقعت ہے اس سوسیٹی کی
ترے کرم سے ہے اس مدرسہ کا استحکام

جو واقعات کہ تھے مدرسہ کے متعلق
جو کیفیات کہ گزرے تھے سال بھر مین تمام

کیا سکرٹری صاحب نے ہم پہ ظاہر آج
ہے مکتفی پئے تسکین قلب خاص وعام

ادا انہون نے کیا فرض منصبی کیا خوب
ہماری وردزبان شکریہ ہے انکا مدام

نتیجہ انکے ہی یہ کوشش بلیغ کا ہے
ترقیات کے آثار ہین جو صبح وشام

اساتذہ کی بھی محنت ہے قابل تحسین
یہی ہین جن سے درخشان ہے مدرسہ کا نام

ہین مدرسہ کے جو ناظم بجا قریشی نام
ضرور انکا بھی ہے شکریہ بصد اکرام

جو انتظام کا حق تہا کیا انھون نے ادا
پسند قوم ہے لاریب انکا ہر یک کام

غرض گزر گیا یہ سال خیر خوبی سے
رہی نہ اس مین کوئی بات قابل الزام

مین سچے دل سے اے طلبائے مدرسہ تمکو
سنو سناتا ہون اب یہ نصیحتانہ کلام

ہزار طرح لیاقت ہو تمکو انگلش مین
بلند لاکھہ بھی دنیا مین ہو تمھارا مقام

تمہاری ذات مین جبتک نہوگی دینداری
نہ ہوگا فخر سر مو بھی قوم کو تم سے
علوم جتنے ہین انگلش مین سیکھئے لیکن
نہ چھوڑو دین کو دنیا کے واسطے زنہار

تمہارے دلمین نہ جبتک ہو وقعت اسلام
نہ راضی تم سے پیمبر نہ خالق علام
ہمیشہ تم رہو پابند مذہبی احکام
رہوگے پیش خدا سرخرو بروز قیام

سخن یہ بے غرضانہ ہے **بادشاہ** ترا
نہ شوق ناموری ہے نہ خواہش انعام

یہ نظم جلسہ مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی منعقدہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۰۱ء کیلئے لکھی گئی

دین کے علم سے بہتر کوئی صورت کیا ہے
اس ضرورت سے فزون اور ضرورت کیا ہے

دین ہے صورت جان جسم کے مانند ہین ہم
جسم بے جان کی بھلا دہر مین وقعت کیا ہے

دین کا علم پڑھو سستی وغفلت نہ کرو
مجھہ سے مت پوچھو نہ پڑھنے مین قباحت کیا ہے

حشر مین تمکو ہو معلوم قباحت اسکی
کیا سزا اسکی ہے اور اسکی مصیبت کیا ہے

رنگ بدلا ہے زمانہ نے عجب از روزون
نہین معلوم کہ اللہ کی حکمت کیا ہے

دہریت ملحدیت پھیل رہی ہے ہر سو
کہتے ہین دین ہے کیا اور شریعت کیا ہے

ترک بعضون نے کئے دین نبی کے احکام
دعوی پھر دین کا افسوس یہ حالت کیا ہے

کوئی کہتا ہے کہ ہین خوف کی ساری باتین
حشر کیا چیز ہے اور دوزخ وجنت کیا ہے

اور نہ محسوس کرین جنکو حواس خمسہ
ان پہ ایمان رکھین ہم ہمین حاجت کیا ہے

شرع ہے عقل کی تابع نہ خرد تابع شرع
عقل جب ہمکو ہے پھر مذہب وملت کیا ہے

غرض ایسے ہی بہت سے ہین عقاید انکے
غور سے دیکھئے ان لوگون کی جرأت کیا ہے

دینداری ہمین اللہ کا کچھہ خوف نہین
قوم کیا خاک ہے اور قومی محبت کیا ہے

گر موثر یہ سخن ہو تو زہے خوش قسمت
بادشہ کون ہے تو تیری نصیحت کیا ہے

یہ نظم جلسہ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی وانمباڑی منعقدہ ۲۶ فبروری ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

ہمپہ بیحد ترے احسان ہین اے رب العزت | شکر اسکا ہوا دا ہمکو کہان یہ طاقت
سب سے بڑہکر ہے یہی ہمپہ عنایت تیری | بخشدی ہمکو جو اسلام کی عمدہ نعمت
ایسے پیغمبر برحق کا کیا ہمکو مطیع | ہے جو سرتاج رسل اور شفیع امت
مرتبہ ساری خدائی مین ہے افضل جسکا | دین کو جسکے سب ادیان پہ ہے فوقیت
آج یہ جلسۂ سالانہ دکہایا حق نے | ہمکو حاصل ہوی کس درجہ مسرت فرحت
آج ہم سبکو سنائی گئی سالانہ رپورٹ | مدرسہ کی ہوی معلوم ہر یک کیفیت
آفرین آفرین اے اہل سوسیٹی تم پر | قوم کی تم نے بجالائی بخوبی خدمت
ناظم مدرسہ کے ساتھ ہین جتنے استاد | قابل قدر ہے ہر یک کی سعی و محنت
قوم پر شکر یہ اُن سب کا ہے لازم بیشک | یا خدا دیجے بڑہا اور بہی انکی ہمت
قوم کا دہیان ہو جسمین وہی عمدہ ہے دماغ | دل مبارک ہے وہی جس مین ہو قومی الفت
نیت اچھی ہے وہی جس سے ہو بہبودی قوم | کام خوشتر ہے وہی جسمین ہو خالص نیت
شمع جسدم کہ پگہلتی ہے ضیا دیتی ہے | نام کیا ہو جو پئے قوم نہ کہینچین زحمت
نظم ہر سال سنانیکی ہے عادت ہمکو | کب مناسب ہے کہ اس سال ہو ترک عادت
واقعی حال جو ہے ہم نے قلمبند کیا | طعن و تشنیع کسی پر نہ کسی پر تہمت
یہ یقین جانو اے انگریزی کے پڑہنے والو | ہمکو انگریزی زبان سے نہین ہرگز نفرت
ہم نہین کہتے ہین تعلیم نہو انگریزی | ہم نہین کہتے ہے یہ علم خلاف ملت
کسکو مرغوب نہین ہے یہ زبان شاہی | اس زمانے مین نہین کسکو ہے اسکی حاجت
پڑہو انگریزی مگر دین کے پابند رہو | حشر مین پیش خدا تم نہ اٹہاؤ خجلت
دیکھتے ہم ہین کہ اکثر طلبا - انگلش | دین کی کچھ بہی نہین رکھتے ہین دل مین وقعت
اکثر انمین نہین پابند نماز و روزہ | شرعی احکام سے یکلخت ہے انکو غفلت

کرتے ہین بعض تو دینی علما کی تحقیر — دینی کاموں مین تمسخر کی ہے یکسر عادت

صاف بعضوں کے عقائد ہین خلاف جمہور — اوسکی تفصیل کی ہو نظم مین کیونکر وسعت

دیکھو پنجاب کے لکچر مین کہا سید نے — سارے طلبا سے یہ پابندی دین کی نسبت

سیکھکر علم فلک کے جو ستارے ہو جائین — گر نہو دین نہین کچھ بھی تمہاری عزت

قوم کو نفع نہ کچھ تم سے ہے ہرگز ہرگز — یعنے بیکار رہے مہمل ہے تمہاری خلقت

محسن الملک کا بھی قول اسیطرح کا ہے — ہم بتائینگے کسی وقت بشرط فرصت

شہر لندن مین ابھی مسٹر علی جسٹس نے — کہہ کے یون ہند کے طلبا کو دلائی غیرت

آمد و خرچ زبانی یہ نہین ہے اسلام — بلکہ اسلام وہی جسکی ہو عملی صورت

یعنے اسلام کو اعمال سے ثابت کر دین — دعوی اسلام کا کرکے نہ اٹھائین خفت

الغرض پند و نصیحت یہی کرتا ہے ہین — صاحب علم ہر ایک صاحب فہم و جودت

سخت حیرت ہے یہی باعث غیرت ہے یہی — داخل قوم رہین اور نہ ہو قومیت

ہم دعا کرتے ہین یہ مدرسہ اسلامی — تا ابد قائم و دائم رہے با صد شوکت

جو معاون ہین مربی ہین الہی انکے — عمر مین مال مین ثروت مین عطا کر برکت

ختم کر نظم یہ اے **بادشہ** ہیچمدان
کیا عجب تیرے سخن کی ہو ہر ایک جا شہرت

یہ نظم بھی سوسیٹی مذکور کے جلسہ سالانہ کے لیے لکھی گئی منعقدہ ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ع

ہم سے ادا ہو کیونکر حمد جناب باری — کیا حوصلہ ہمارا طاقت ہے کیا ہماری

مالک ہے وہ ہم اسکے ناچیز بندگان ہین — وان شان کبریائی یان عجز و انکساری

قہر و غضب ہے اسکے کسکو خطر نہین ہے — اسکی عنایتون کی سبکو ہے انتظاری

ہے رحمت دو عالم بیشک رسول اپنا — محشر مین ہے اسی سے امت کی رستگاری

تابع رہین ہم اسکے بھیجین درود اسپر — بیشک یہی ہے اپنے ایمان کی پائداری

ہے اس سوسائٹی کے سال نہم کا جلسہ — کس شوق و ذوق سے یہ محفل جمی ہے ساری
ہر سال ہے ترقی اس مدرسہ کی افزون — ہر سال اسکو ہے ہر مقصد مین کامگاری
ہر سال نظم ہم اس جلسہ مین ہین سناتے — نو سال سے ہے جاری عادت یہی ہماری
آنکھین نہ کیون خنک ہون طلبا کے دیکھنے سے — جوش طرب نہ کیون ہو ہر ایک دل پہ طاری
ہین تاجران نامی اکثر جو اس وطن کے — انکے ہی فیض سے ہے جاری یہ خیر جاری
نیت ہے انکی اچھی ہمت ہے انکی عالی — سچا ہے جوش انکا سچی ہے غمگساری
دنیا مین آخرت مین رکھہ ان کو شاد و خرم — بر لا مقاصد انکے یارب تو باری باری
تعلیم کے بدولت ہے ہر طرح کی دولت — تعلیم کے سوا ہے کیا شئی جہان مین بھاری
تعلیم کے کرشمے کیا کیا دکہا رہے ہین — دنیا کے سب طریقے آئین دینداری
تعلیم گر نہ ہوتی دنیا مین کچھہ نہ ہوتا — بیکار تہا تمدن بے لطف ملکداری
تعلیم ہی ہے جس سے عزت ہے آبرو ہے — جاہل کی دو جہان مین ذلت ہے اور خواری
ہے دین مثل جوہر شکل عرض ہے دنیا — جو ہر سے ہی عرض کی سب کچھہ ہے استواری
جبتک عرض نہو پھر جوہر رہے بے صورت — دونون مین یہ تناسب حق نے دیا ہے بہاری
دین متین کی رونق دنیا سے ہے نمایان — دنیا کی سب درستی ہے عین دینداری
دنیا کی ہے حدیث و قرآن مین جو مذمت — مفہوم اسکا سنلو خواہش ہے گر تمہاری
جو کام اس جہان مین ہے شرع کے مخالف — دنیا ہے نام اسکا بیجا ہے اس سے یاری
دنیا کے واسطے ہم گر دین ترک کر دین — ہم سا نہ کوئی ہوگا فہم و خرد سے عاری
دل مین نہین ہمارے گر دین کی محبت — محشر مین پیش خالق ہے سخت شرمساری
کوئی زبان بھی سیکھین غم اسکا کچھہ نہین ہے — غم ہے یہی جو چھوڑین مذہب کی پاسداری
تازہ رہے الہی اس مدرسہ کا گلشن — فیض و مساکرم کی تیرے ہو آبیاری
اخلاق و سے ادب دے طلبائے مدرسہ کو — یارب دلون مین انکے دے جوش دینداری

یارب اساتذہ کے محنت کو چینبر کر دے　　تحسین کے ہو قابل طلبا کی ہوشیاری

اے **بادشہ** امیدین یون تو بہت ہین لیکن
ہے حسن خاتمہ کی کافی امیدواری

یہ نظم ہفتم سالانہ جلسہ انجمن خیر خواہ عام گوبند پور واقع وانمباڑی منعقدہ ۳۰ راکتوبر ۱۹۱۱ء کیلیئے لکھی گئی

گر نہ ہو ہم سے ادا حمد خدا و مدح جہان　　دل ہے سینے مین عبث منھ مین زبان ہے رایگان
ممکن و حادث ہین ہم ہے ذات پاک اسکی قدیم　　ہے وہ خالق اسکے ہم مخلوق عاجز بندگان
عرش و کرسی مہر و مہ لوح و قلم ارض و فلک　　اسکے ہی تحمید مین تمجید مین ہین جاودان
سارے عیبون سے مبرا و بری تر اسکی ذات　　سب سے مستغنی ہے وہ اور بے نیازی اسکی شان
جسپہ ہو اسکا غضب ہے کون اسکا چارہ گر　　مہربان جس پر ہو وہ عالم ہے اسپر مہربان
شکر کس کس کا کرین کس کس چیز کا ہم نام لین　　فضل بیحد اسکا ہے اسکا کرم ہے بیکران
یہ بھی ہے اسکی عنایت آج کے دن منعقد　　انجمن کا جلسہ سالانہ ہے یہ ساتوان
ہین فراہم کیسے کیسے لوگ اس محفل مین آج　　ذی لیاقت ذی ہمم والا گہر عالی نشان
واہ کیا کہنا تمہین اے ممبران انجمن　　قدر کے قابل تمہاری کوششین ہین بیگمان
انجمن کو شمع گر کہیئے تو تم اسکی ضیا　　انجمن ہے مثل قالب اسکے تم روح روان
آب حیوان تم اگر ہو انجمن ہے تشنہ لب　　انجمن مثل دہن ہے اسکے تم گویا زبان
انجمن مانند گل ہے رنگ و بو تم اسکے ہو　　تم ہو گر فصل بہاری انجمن ہے گلستان
انجمن کو آئینہ سے دین اگر تشبیہ ہم　　تم ہی اس مین عکس کے مانند ہو جلوہ کنان
مدرسۂ نسوان کے خاطر جمع سرمایہ کیا　　اسکے استحکام کی کی سعی تم نے جاودان
واسطے تعمیر کے کی یک زمین تم نے خرید　　کیسے خوش قسمت ہو تم اے انجمن کے مہربان
ہو گئی اس سال پھر کوشش تمہاری کارگر　　تم ہوے اس سال پھر مقصد مین اپنے کامران
کیون نہ ہو ممنون تمہاری قوم ہر شام و سحر　　کیون نہ خوش تم سے رہے پروردگار انس و جان

تم بھروسہ اور توکل کیجیے اللہ پر — فضل سے اسکے سبک ہوجائے ہر بار گران

تم سے بڑھکر انکے احسان کا ہے ہمکو اعتراف — جنکی کوشش سے ہوا چندہ فراہم بیکران

قول حق ہے لا یضیع اللہ اجر المحسنین — محسنون کا اجر ضایع ہو یہ ممکن ہے کہان

عمر مین دولت مین انکے دے ترقی یا خدا — دین و دنیا کی عطا کر انکو ساری خوبیان

کوئی نیکی دہر مین تعلیم سے بہتر نہین — یہ وہ نیکی ہے ہین جسکے خوشہ چین سب نیکیان

شک نہین اسمین ترقی مدرسہ کی ہو فزون — یون ہی گر تائید کرتے جائین قومی حامیان

شک نہین اسمین کہ لڑکون کے بہ نسبت دوستو — سخت تر تعلیم کے محتاج ہین اب لڑکیان

کیون نہ لڑکون پر اثر ہو لڑکیون کے علم کا — ہونگی آخر لڑکیان ہی ایک دن لڑکونکی مان

دینداروںکا جو مجمع ہے اسے کہتے ہین قوم — قومیت مفہوم دینداری ہے بے ریب وگمان

دینداری گر نہو پھر قومیت کیا خاک ہے — کسطرح بے دین رہکر ہونگے قومی مصلحان

مصلحان قوم یہ جو آج کل مشہور ہین — دینداری کا بہت کم اُن مین ہے نام ونشان

حیف ہے انکو بھی دعویٰ قوم کی اصلاح کا — ہے تعجب اُن سے یہ کیسے ہین قومی نوحہ خوان

منحصر تعلیم انگلش پر نہین اصلاح قوم — چاہیئے تعلیم دینی ساتھ اسکے ایکسان

یا الٰہی سب مسلمانون کو دے توفیق نیک — دین کی الفت عطا کر سب کے دل کے درمیان

یا الٰہی انجمن یہ تا ابد قایم رہے — مدرسہ پر اسکی نگرانی ہو ہر آن وزمان

ممبرون کے کام مین اخلاص دے یارب مدام — شوق دے تائید کا ہر ایک کے دلمین جاودان

جسطرح دیگر مدارس پر ہے شفقت کی نظر — کچھ ادھر بھی ہو توجہ اے وطن کے ساکنان

جیتے جی قدر سخن ہوتی ہے کب اے **بادشاہ**
بعد میرے ہونگے سب میرے سخن کے قدردان

یہ نظم ہشتم سالانہ جلسہ انجمن مذکور منعقدہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۱۳ء کے لیے لکھی گئی

کیا ادا ہو حمد حق نعت رسول ذو المنن — قاصر و عاجز ہے جب ہر یک زبان ہر یک دہن

تجھ پہ ہین اے انجمن کس درجہ افضالِ خدا — اندنون سرسبز ہے کیا تیرے مقصد کا چمن

خیر خواہ عام تیرا نام ہے زیبندہ تر — خیر خواہی کے ترے قائل ہین سب اہل وطن

تونے اپنی خیر خواہی کا دیا ہے جو ثبوت — صفحۂ دل سے مٹیگا کسطرح اے انجمن

آٹھوان سالانہ جلسہ آج ہے یہ منعقد — کیسے کیسے جمع ہین افراد اہل علم و فن

شہر مین طاعون کی جسوقت آئی تھی بلا — آہ کس رنج و پریشانی مین تھے سب مرد و زن

شہر اپنا چھوڑ اکثر لوگ باہر جا بسے — آہ سارا شہر گویا بنگیا بیت الحزن

غمگساری قوم کی اسوقت جاری تجھ سے تھی — کیسے استقلال و اطمینان کا تھا تیرا چلن

سعی و کوشش تونے کی سرکار مین جسکے طفیل — بعض طاعونی قواعد کے گھٹے رنج و محن

تونے ہی چندہ کیا اموات غربا کیلئے — تیری ہی تائید سے انکو ملا گور و کفن

عام تھا یہ فیض تیرا سب محلون کے لئے — لب پہ ہر یک کے روان ممنونیت کے تھے سخن

صدر تیرے یعنی کے عبد المجید نیکخو — گویا روح انجمن ہین انجمن مثل بدن

معتمد ہین تیرے جو سلطان محی الدین نام — قابل تحسین ہین انکے کارہائے انجمن

اللہ اللہ تیرے جو چندہ دہندہ لوگ ہین — پائینگے کیا کیا جزا نزد خداوند زمن

مدرسہ نسوان کا جو تیری نگرانی مین ہے — سب سے اعلیٰ سب سے افضل کام ہے سرو علن

آج تیرے معتمد نے جو سنائی ہے رپورٹ — مدرسہ کا حال سب اس سے عیان ہے من و عن

منتظم اسکے ہین حضرت مولوی عبد المجید — اسکے نظم و نسق مین ساعی ہین وہ با جان و تن

ساری اصلاح و ترقی مدرسہ کی ان سے ہے — کم ہے انکا شکر جتنا کیجیے ای انجمن

حالت تعلیم کیسی ہے وہ آکر دیکھہ لین — دیکھنے کی ہے تمنا جنکے دل مین جوش ظن

مدرسے کے ہو رہی ہے فکر اب تعمیر کی — تیرے قبضہ مین ہے اسکا کام سب اے انجمن

سنگ بنیاد اسکا رکھوایا ہے تونے شوق سے — تھے شریک جلسہ کیسے کیسے افراد زمن

خاصکر تشریف لائے تھے جو شہ عبد اللطیف — کیون نہ فخر و ناز کا باعث ہوا اے احباب من

مدرسہ کہتا ہے ہردم با زبان حال اب — مالدارو ہو توجہ آپ کی جلوہ فگن

کیجئے چشم عطا اے صاحبان مقتدر — آب حیوان تم اگر ہو مین ہون یک تشنہ دہن

تم ہو گر ابر بہاری صورت گلشن ہون مین — تم سے رونق ہے وطن کی مجھ سے ہے شان وطن

گر وطن مثل صدف ہے مین ہون یک دُرِّ یتیم — گر وطن مثل یمن ہے مین ہون یک لعل یمن

فرقۂ نسوان مین تعلیم پھیلاتا ہون مین — بیگمان مین ہون جہالت کے وطن کا بیخ کن

اب دُعا کرتا ہون مین میری دعا کو یا خدا — جلد پہنا دیجئے مقبولیت کا پیرہن

مدرسہ اور انجمن قایم رہے یارب مدام — دور رکھ اسکو حوادث سے تو چرخ کہن

مدرسہ اور انجمن گویا ہین دونون مہر و ماہ — یا الٰہی تو کبھی انکو نہ لگنے دے گہن

سرپرست انکے معاون انکے جتنے ہین تمام — دین و دنیا مین رہین دل شاد بر وجہ حسن

یا الٰہی کیون نہ تکمیل عمارت جلد ہو — گر ذرا سا فضل تیرا اُسپہ ہو پرتو فگن

لطف کیا اہل تکلف کو ملے اے **بادشاہ**
بے تکلف بے تصنع ہے ترا ہر یک **سخن**

یہ نظم جلسۂ افتتاح مکان انجمن خیرخواہ عام گونڈپور واقع وانمباڑی کیلئے لکھی گئی منعقدہ ۵ اگست سنہ ۱۹۰۹ء

خدا کا شکر زبان سے ہمارے کب ہو ادا — مجال کیا ہے ہماری ہمارا حوصلہ کیا

خدا کی نعمتین بیحد ہین ان مین عمدہ تر — ہے اتفاق کی نعمت یہ شک نہین اصلا

ہے اتفاق یہ ہی کل جہان کا دار و مدار — ہے اتفاق سے ہر امر دین و دنیا کا

ہے اتفاق ہی ہر سلطنت کی روح روان — ہے اتفاق تجارت کا عمدہ سرمایہ

ہے اتفاق سے دشمن پہ ہمکو فتح و ظفر — ہے اتفاق سے دنیا مین دوستی کا مزا

ہے اتفاق پیمبر کی شرع کا فرمان — ہے اتفاق مین پنہان یقین خدا کی رضا

نہ ہوتا نفع اگر اتفاق مین کوئی — نہ ہوتے اس مین جو موجود خوبیان صدہا

سنو! نماز جماعت یہ اور حج کا سفر — نہ کرتا فرض کبھی ہم پہ خالق یکتا

بیان ہو ہم سے کہان اتفاق کی تعریف
یہ انجمن ہے ہماری جو خیر خواہ عام
جو خیر خواہیان کین قوم کی ادا اس نے
مکان خاص نہ تہا بہر انجمن کوئی
مکان لیا گیا رسیم بھی ہوئی عمدہ
وہ کس کا دل جو مسرت سے باغ باغ نہین
جنہون نے شوق سے چندہ دیا ہے بہر مکان
ہر ایک شخص کا ہے شکریہ ہمین لازم
ہمارا دل ہے فقط ایک دلربا ہین بہت
الہی ارض وسما کا قیام ہو جبتک
اور اس چمن مین ہو جبتک یہ حسن و رعنائی
زبان حال سے سوسن ہو مدح خوان جبتک
الہی کیجئے اس انجمن پہ لطف وکرم
تمام اسکے ارکین و عہدہ دارون کو
معاونین کے دل مین دے اور بھی توفیق
دعا قبول ہو اپنی طفیل شاہ رسل

سمند خامہ یہان اپنا چل نہین سکتا
ہے اتفاق کی کیا شان اسمین جلوہ فزا
رپورٹ سننے سے ظاہر ہے ماجرا سارا
خدا کے فضل سے وہ مدعا بھی بر آیا
ہے افتتاح مکان کا یہ پُرطرب جلسہ
زبان پہ کس کے نہین آج مرحبا کی صدا
جنہون نے کین تپے ترمیم محنتین کیا کیا
تمام آفرین تحسین کے مستحق ہین بجا
یہ کسکو دیجئے کسکو بھلا نہ دیجیئےگا
چمن جہان کا یہ جبتک رہے پھلا پھولا
گلون مین تازگی غنچون مین بو ثمر مین مزا
نگاہبان رہے جبتک یہ نرگس شہلا
عروج پر ہو ترقی کی شان صبح و مسا
ہمیشہ خرم و خرسند رکھہ خداوندا
وہ انجمن کے رہین دل سے والہ و شیدا
امام ہر دو سرا تو شفیع روز جزا

قلم کو روک لے اے بادشاہ ہیچمدان
نبی کے روح مطہر پہ پڑہیئے صل علیٰ

یہ منظوم اپیل مدرسۂ نسوان انجمن خیر خواہ عام گوشۂ پور واقع وانمباڑی کیلئے لکھی گئی

لہے بزرگان قوم نیک خصال
مجھہ سے واقف نہین ہے کون یہان

عرض میری ہے با زبان حال
نام میرا ہے مدرسۂ نسوان

انجمن ہے جو خیر خواہِ عام ‌ ‌ ‌ سر پرستی ہے اسکی مجھپہ مدام
ہان اسی نے کیا بنا مجھکو ‌ ‌ ‌ کیسے الطاف سے رکھا مجھکو
فکر نسوان کی بناہ کی ہے ‌ ‌ ‌ عمر میری اٹھارہ ماہ کی ہے
میری اس کمسنی پہ غور کرو ‌ ‌ ‌ کامیابی جو کچھ ہوی دیکھو
جلسہ امتحان مین تھے جو شریک ‌ ‌ ‌ ان سے سن لیجے میری حالت ٹھیک
وصف غیرون کے منھ سے ہے خوشتر ‌ ‌ ‌ میری تعریف مین کرون کیونکر
نہین مجھکو ہے کبر اور نخوت ‌ ‌ ‌ مجھپہ اللہ کی ہے یہ منت
فضل سے اسکے کیا بڑی ہے بات ‌ ‌ ‌ ہون جو شائستہ سارے مستورات
علم و اخلاق سب مین ہو معمور ‌ ‌ ‌ جہل و ناواقفی ہو یکسر دور
این مراتب کہ دیدہ جزوی است ‌ ‌ ‌ کار کلی ہنوز در قدر است
اندنون تم نے از وفور عطا ‌ ‌ ‌ میری تعمیر کا دیا چندہ
چندہ گر ہو قلیل کیا ہے غم ‌ ‌ ‌ ہے کشادہ تمہارا دست کرم
مجھکو حاصل ہو تم سے نفع کثیر ‌ ‌ ‌ ہوگی پوری ضرورت تعمیر
دیکھون اپنا جو مین جدید مکان ‌ ‌ ‌ اپنی قسمت پہ مین رہون نازان
کون ہے جز تمہارے میرا کفیل ‌ ‌ ‌ پیش کرتا ہون مین یہ اپنی اپیل
جیسی لڑکون پہ ہے تمہاری نگاہ ‌ ‌ ‌ لڑکیون پر بھی لطف ہو دلخواہ
پھینکتے ہو ادہر گل اور ثمر ‌ ‌ ‌ باغبانو نظر ہو کچھ تو ادہر
حق نے تم کو دیا ہے فہم و ذکا ‌ ‌ ‌ طول گوئی کی ہے ضرورت کیا

ہوگئی ختم داستان اپنی
بادشہ روک لے زبان اپنی

یہ نظم مدرسہ نسوان انجمن خیر خواہ عام گوئنڈپور واقع وانمباڑی کیلیئے لکھی گئی اور پہلے سالانہ رپورٹ مین طبع ہوئی

شکر اور صد شکر ہے اے خالق جن و بشر
مدرسہ کے عمر کا ایک سال گزرا خوب تر

کارنامہ سال بھر کا آج جو شائع ہوا
مرحبا صد مرحبا تھے ہم اسی کے منتظر

انجمن یون تو فرائض اپنے کرتی تھی ادا
لیک ہے اس سال کچھ اسکی ترقی بیشتر

جسقدر لڑکون کی ہے تعلیم کا ہمکو خیال
آہ متوجہ نہین ہم لڑکیون پر اسقدر

مرد و عورت گویا دو حصے ہین یک انسان کے
ہے یہی انصاف دو حصے کی بھی لین ہم خبر

مقتضائے خیر خواہی یہ نہین ہرگز نہین
دیکھین یک حصہ کو ہم اور چھوڑ دین حصہ وگر

حد معین ہے مگر تعلیم نسوان کے لیے
حد سے متجاوز اگر ہو جائے بیشک ہے ضرر

خال جو حد سے بڑھا وہ ہو گیا آخر ما
خلق مین کیا خوب یہ ضرب المثل ہے مشتہر

آفرین صد آفرین اے ممبران انجمن
سعی و کوشش نے تمہاری خوب دکھلایا اثر

اب تمہارا غنچۂ مقصد شگفتہ ہوگیا
اب تمہارے نخل ہمت مین لگا تازہ ثمر

این مراتب آنچہ دیدی ہست جزوی بیگمان
اے برادر کار کلی ہست پنہان در قدر

کیا نہ کچھ پائینگے تم اللہ سے اجر و ثواب
مدرسہ کے رہتے ہو تائید مین بستہ کمر

گو کہ سرمایہ و چندہ کم ہے لیکن ہے امید
ہوگا دست انجمن یک روز پر از سیم و زر

ایکدن اس مدرسہ کی قدر و وقعت ہو زیاد
ایکدن یہ انجمن عالم مین ہوگی نامور

کسطرح مایوس ہم اللہ کے رحمت سے ہون
آیۂ لاتقنطوا پڑھتے ہین جب شام و سحر

یا الٰہی انجمن کے مدرسہ پر روز و شب
چاہیے تیرا کرم تیری عنایت کی نظر

تو اگر چاہے تو ذرہ کو بناوے آفتاب
تو اگر چاہے تو قطرہ ہوگا دریا سر بسر

ممبرون کے کام مین اخلاص دے یارب مدام
انکی ہمت کو بڑھا دے انکی محنت چند کر

چندہ و سرمایہ کی تائید جن لوگون نے کی
دے جزائے نیک انکو اے خدائے بحر و بر

دین و دنیا کے مقاصد انکے بر آئین تمام
ہو زیادہ عمر و دولت جاہ و ثروت کر و فر

تا کجا طول سخن اے بادشاہ خستہ جان

نظم اچھی ہے وہی جو ہو مفید و مختصر

یہ نظم جلسہ افتتاح تعمیر مدرسہ نسوان گوبندپور واقع وانمباڑی منعقدہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

آج کرتے ہین ادا ہم شکر خالق بار بار
آج باغ آرزو مین آگئی فصل بہار

صورت گل آج یک عالم شگفتہ طبع ہے
بلبل دل کے ہین نغمے آج بیحد و شمار

آج ہر یک کی زبان ہے محو تحسین و دعا
آج ہر دل شاہد مقصود سے ہے ہمکنار

جلوہ اس کا آج خالق نے ہمین دکھلادیا
واسطے جسکے تھی وا ہر وقت چشم انتظار

قصد ہے تعمیر ہو اب مدرسہ نسوان کا
سنگ بنیاد آج ہے رکھا گیا باصد وقار

ہین فراہم آج کیسے کیسے علمائے زمن
شہر کے موجود کیسے عمدگان ہین نامدار

ایک سے یک لائق و فائق یہان موجود ہین
ذی لیاقت ذی وجاہت ذی کرم ذی اقتدار

انکے ہاتھون سے ہوا ہے یہ مبارک کام آج
باعث برکت ہے ہمکو موجب صد افتخار

انجمن یہ خیر خواہ عام جس کا نام ہے
خیر خواہی جسکی ہے کالشمس فی نصف النہار

انجمن کی کوشش و ہمت کا ہے سارا طفیل
انتظامی خوبیان جسکی ہین ہر جا آشکار

کام ہے اتنا بڑا مقدار چندہ ہے قلیل
یا خدا تیرے بھروسے پر ہے سب دارومدار

مالدارونکو الہی دیجیے توفیق مدد
ہو نظر انکی عنایت کی تو پھر بیڑا ہے پار

خیر جاری جسکو کہتے ہین وہی یہ کام ہے
اس سے بڑھکر اور کیا دنیا مین ہوگی یادگار

جیتے جی نیکی جو کچھ کرنا ہے کرلو دوستو
چند روزہ ہے یہ دنیا عمر ہے ناپائدار

کون ہے جو راہی ملک بقا ہوتا نہین
اس سفر کے واسطے توشہ تو کچھ ہو برقرار

جیسا لڑکون کی تمہین تعلیم پر ہے التفات
لڑکیون کے حال پر ہو جائین یون ہی غمگسار

مرد و عورت گویا دو حصے ہین یک انسان کے
ہمکو دونوپر توجہ چاہیے لیل و نہار

ایک حصے پر ہون مائل چھوڑ دین حصہ دگر
عقل اور انصاف ہین خواہان نہ اسکے زینہار

یا الٰہی انجمن کی دیجیے ہمت بڑھا
عزم و استقلال مین رکھہ اسکو دائم استوار

اسکے سب دشواریون کو کردے آسان ایخدا
اسکو ہر یک امر مین کر کامیاب و کامگار

آیۂ لاتقنطوا آئی ہے جب قرآن مین
کسطرح مایوس ہو یہ انجمن امیدوار

شادمان ہو دل خنک آنکھین ہون یارب جلد تر
مدرسہ کی ہمکو دکھلا دے عمارت شاندار

انجمن کا بس یہی مقصد ہے اے رب کریم
انجمن ہے بس اسی مطلب کی بابت سے خواستگار

انجمن کی یہ دعا مقبول کر مقبول کر
از برائے مصطفےٰ و آل و اصحاب کبار

نظم اپنی ختم کر اے بادشاہ خستہ جان
کیا عجب گر دے اثر تیرے سخن مین کردگار

یہ نظم معطیان چندۂ مدرسۂ نسوان کے شکریہ مین لکھی گئی جنھون نے سالانہ جلسۂ انجمن خیرخواہ عام گوندپور واقع
وانمباڑی منعقدہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء مین اپنا عطیہ دیا

اے واہ تری قسمت اے مدرسۂ نسوان
اب تیری ترقی کا کس درجہ ہوا سامان

بے جان تہا تو گویا اب جان پڑی تجھہ مین
تو مثل بیابان تہا اب بنگیا یک بستان

تو ننہا سا پودا تہا سرسبز شجر ہے اب
تو چھوٹا سا چشمہ تہا اب بحر ہے بے پایان

معلوم تہا یہ کسکو یون چندہ فزون ہوگا
کسکو تھی خبر اسکی یون سب ہین ترے خواہان

کوشش سے کسی کے یہ مقصد نہین بر آیا
ناگاہ خدا کا اب تجھپر یہ ہوا احسان

سب فضل اسی کا ہے سب اسکی عنایت ہے
ہم کیا ہین ہمارا ہے کیا حوصلہ کیا امکان

دیتا نہ اگر تیری الفت کو اگر دل مین
یون دست کرم سب کا کب ہوتا گہرافشان

تعمیر کی خواہش تھی سرمایہ کی حاجت تھی
حاصل ہوے دونون ہی مقصود ہین یکسان

کس نیت خالص سے اور کیسے کھلے دل سے
چندہ کی رقم سب نے لکھی ہے بصد ارمان

اے قومی جوانمردو! اے قوم کے ہمدردو!
کیا کیا نہ جزا دیگا محشر مین تمہین یزدان

اس دینی حمایت پر اس جرأت و ہمت پر
شاباش و جزاک اللہ ہم کیون نہ کہین ہر آن

تم شرع کے مفتون ہو تم دین کے شیدا ہو
تم قوم کے حامی ہو ہے تم پہ وطن نازان

مداح تمہاری ہے ہر وقت زبان سب کی
کیا شکر گزاری مین مصروف ہین دل اور جان

مسرور موافق ہین حیران مخالف ہین
وہ انکے لئے زیبا یہ ان کے لئے شایان

کرتا ہے دعا ہر دم یہ بادشہ عاصی
یارب مجھے دنیا سے لیجائیے با ایمان

دیگر

کر شکر خدا ہر آن اے مدرسۂ نسوان
کیا تجھ پہ ہوا احسان لے مدرسۂ نسوان

نیّر تیری قسمت کا کس اوج پہ ہے آیا
عالم ہو نہ کیون رخشان لے مدرسۂ نسوان

تعمیر معطل تھی چند روز سے جو تیری
اب اسکا ہوا سامان ائے مدرسۂ نسوان

یک مرد خدا نے اب ذی جود و عطا نے اب
مشکل کو کیا آسان اے مدرسۂ نسوان

یس عبد اللطیف اسکا کیا نام ہے فرخندہ
کیا عمدہ ہے وہ انسان ائے مدرسۂ نسوان

منظور کیا بنکر تعمیر کا ذمہ دار
خالق ہو نہ کیون شادان ائے مدرسۂ نسوان

شاباش ہے ہمت پر تحسین ہے جرأت پر
نکلا ہے ترا ارمان اے مدرسۂ نسوان

ممنون ہین ہم اسکے مرہون ہین ہم اسکے
ہم اسکے دعا گو یان ائے مدرسۂ نسوان

کیا کیا نہ جزا حق سے وہ روز جزا پائے
خوش ہوگا وہ بے پایان ائے مدرسۂ نسوان

ہمدرد ہے وہ تیرا غمخوار ہے وہ سچا
ہے تیرا محب ذیشان ائے مدرسۂ نسوان

یہ بادشہ عاصی رکھتا ہے ولا تیری
ہے دل سے ترا خواہان لے مدرسۂ نسوان

یہ نظم مدرسۂ مذکور کیلیئے لکھی گئی اور جلسۂ تقسیم انعامات منعقدہ ۱۳ ار نومبر سنہ ۱۹۱۱ء مین ایک لڑکی نے پڑھی

ہر ایک دل کا پیارا یہ مدرسہ ہمارا
آنکھون کا اپنے تارا یہ مدرسہ ہمارا

دنیا کی خوبیون کا عقبیٰ کی لذتون کا
رستہ دکھانے ہارا یہ مدرسہ ہمارا

طلبہ ہین ہم اسیکے شیدا ہین ہم اسیکے / ہم کو دیا سہارا یہ مدرسہ ہمارا

منت ہے انجمن کی شفقت ہے انجمن کی / ہے جس سے آشکارا یہ مدرسہ ہمارا

تشریف لائے ہین اب ذیجاہ بیبیان سب / ہے قابل نظارا یہ مدرسہ ہمارا

انعام کا یہ جلسہ کس شان سے منعقد ہے / دیکھو ذرا خدارا یہ مدرسہ ہمارا

جز علم چیز کوئی دنیا مین کب ہے اچھی / کرتا ہے یون اشارا یہ مدرسہ ہمارا

قائم رہے الہٰی دائم رہے الہٰی / یہ مدرسہ ہمارا یہ مدرسہ ہمارا

اے **بادشاہ** کیسی تم نے یہ نظم لکھی
ممنون ہے تمہارا یہ مدرسہ ہمارا

یہ مثنوی ترغیب چندۂ مظلومان جنگ بلقان کیلیئے سنہ ۱۹۱۳ء مین لکھی گئی۔

آج اے قوم کے بھائی بہنو / جنگ بلقان کا احوال سنو

سیکڑون جام شہادت ہین پیے / سیکڑون زخمی و مجروح ہوے

سیکڑون طفل ہوے آہ یتیم / جنکے غم سے یہ کلیجہ ہے دونیم

زخم سے آہ سسکتا ہے کوئی / درد کے مارے تڑپتا ہے کوئی

بیکسی پر کوئی اپنے نالان / بھوک سے کوئی پریشان ہر آن

کیا کہین تم سے مصیبت انکی / قابل رحم ہے حالت انکی

جان دینی ہے اگر تم کو محال / اس گران شئی کے عوض دیجئے مال

نہ کرین ان سے اگر ہمدردی / پھر مسلمانی ہماری کیسی

بھائیون سے جو رہین ہم انجان / کیا ہین ہم کیا ہے ہمارا ایمان

زخمیون کے لئے تم چندہ دو / بیوگون کے لئے تم چندہ دو

ہے دعا تجھسے اے رب عزت
بادشہ روم کے پائین نصرت

یہ غزل مشاعرہ وانمباڑی کیلئے لکھی گئی اور رسالہ تعلیم وانمباڑی مین شائع ہوی

مصرع طرح ابھی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا

چلے خنجر بہ خنجر یون ہی اسیر قوم کے غم کا — ہمارا زخم دل ہرگز نہ ہو مشتاق مرہم کا

نہ قایم ہے خوشی کوئی نہ دایم سلسلہ غم کا — تغیر ہے عجب اس عالم ہستی کے عالم کا

خجالت سے گناہون کے جو نکلین چشم سے آنسو — مقابل انکے رتبہ ہے نہ کوثر کا نہ زمزم کا

لگا ہے اتفاق قوم تو جلوہ دکھا اپنا — رہے کبتک دلون مین جوش تیرے خیر مقدم کا

ہے جس جا علم کا چرچا جہالت کب ہے باقی — چمک اد یکھئے جو سورج نام مٹ جاتا ہے شبنم کا

بنا کر کے حجازی ریلوے ہم پر کیا احسان — ہر یک مومن کا دل ممنون ہے سلطان المعظم کا

مچا یا شور ای بنگالیو بے وجہ کیون تم نے — فقط اب ہے زر و تمکر علم کا دینار و درہم کا

ندا یہ صبح محشر خفتگان قبر پر ہوگی — ابھی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا

کرو کچھ فکر عقبیٰ **بادشہ** غفلت نہین اچھی
نہین معلوم دم اس جسم مین مہمان ہے کسدم کا

یہ غزل بھی مشاعرہ مذکور کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح اس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے

گر بیان قوم کی پر درد کہانی ہو جائے — کیا عجب ہے کہ دل سنگ بھی پانی ہو جائے

قوم کی ہم سے اگر نفع رسانی ہو جائے — دونون عالم مین سعادت کی نشانی ہو جائے

قوم کی درد نہو جس سر مین وہ سر ہو پامال — درد اس کا نہو جس دل مین وہ فانی ہو جائے

کھینچون ای قوم تنزل کا جو تیرے نقشہ — مثل تصویر کے حیران ابھی مانی ہو جائے

ہونگے ہم اور بھی عالم کی نگاہون مین سبک — قومی الفت کی اگر یون ہی گرانی ہو جائے

شاعر و غم مین بتون کے تو بہت ہی روئے — اب غم قوم مین کچھ اشک فشانی ہو جائے

وقت آجائے مصیبت کا اگر انسان پر — غیر کیا دوست بھی خود دشمن جانی ہو جائے

بکدلی یکجہتی ہم مین ہو پیدا یا رب
جلد اب جہل و تعصب کی روانی ہو جائے

عاقلو لطف ملے تمکو سخن مین میرے
غافلو خوب تمہین یاد دہانی ہو جائے

طبع مین یون ہی اگر ذوق سخن ہو باقی
میری پیری پہ فدا عہد جوانی ہو جائے

بادشہ قید ہے زندانِ الم مین لیکن
اس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے

مندرجہ ذیل غزلین قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئین اور رسالہ ترقی تجارت مین شائع ہوئین

مصرع طرح جو مومن ہوگیا وہ دوسرے مومن کا بھائی ہے

مروت ہے نہ ہمدردی نہ آپس مین صفائی ہے
ہماری قوم کی حالت پہ غیرونکی ہنسائی ہے

اگر اتنا ہی سمجھین ہر طرح اپنی بھلائی ہے
جو مومن ہوگیا وہ دوسرے مومن کا بھائی ہے

اور ہر علم و ہنر اور مال و زر ہے غیر قومون مین
اور ہر جہل و تعصب تنگدستی ہے گدائی ہے

خلف کہلاتے ہین لیکن سراسر نا خلف ہم ہین
سلف کے کارنامونکی عبث مدحت سرائی ہے

نہ عزت کی تمنا ہے نہ ذلت کی ہے کچھ پروا
ہماری قوم کی کیا حیثیت حق نے بنائی ہے

نہین تعلیم مذہب پھر بتاؤ کس کی گنتی مین
بخاری ترمذی ہے ابن ماجہ ہے نسائی ہے

محبت قوم کی گر ہے کرین کچھ کر کے دکھلائین
زبانی یون تو ہر یک قوم کا اپنی فدائی ہے

ہمین دین اور دنیا گو یا دونون طفل توام ہین
غلط ہے گر یہ ہم سمجھین کہ دونوںمین جدائی ہے

ضرر دنیا کا گر ہو دین کا اسکو ضرر سمجھو
جو نفع دین ہے دنیا کی خود ہمین بھلائی ہے

مسلمان ہے وہی جامع رہے جو دین و دنیا کا
یہی راہ نبی راہ رضائے کبریائی ہے

کرو مت دین کی پروا رہو بدمست دنیا مین
ضلالت کی یہ پٹی ہمکو شیطان نے پڑھائی ہے

نہ ہوتا دین تو دنیا نہ باقی خلعت ہستی
طفیل دین ہی دنیا نے یہ رنگت جمائی ہے

کرین گر دین کو ہم ترک سمجھو سخت تر اس مین
برائی ہے برائی ہے برائی ہے برائی ہے

نہ کیجے **بادشہ** تم قوم کے اصلاح کا دعویٰ

بڑی ہے بات چھوٹا منھہ یہ کیا جی مین سمائی ہے

مصرع طرح "ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چھوڑ دیا"

مال و زر چھوڑ دیا عزو وقر چھوڑ دیا
ہم نے خالق کا ادہر خوف وخطر چھوڑ دیا
نیکیان چھوڑ کے ہم ہو گئے پابند گناہ
جز ترے در کے ملا ہے نہ ملیگا کچھہ بہی
قومی الفت تو کجا خانگی الفت بہی ہنین
راستی گم ہوی جب اپنی زبان سے ای قوم
قومی الفت کو جہان جا ہے وہان رہنیدو
نیک اخلاق ہون جس مین وہ ہے اعلی انسان
مست دنیا مین رہے حشر سے غافل ہوکر
مبتلا راحت دنیا مین ہوا جو انسان
جہل جس دل سے ہے مفقود تعصب ہے وہان
لاکھہ سیکہے کوئی دنیا کے علوم اور فنون

ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چھوڑ دیا
قوم کی ہم کو ترقی نے ادہر چھوڑ دیا
سنگریزو نکو لیا لعل و گہر چھوڑ دیا
یا خدا ہم نے ہریک غیر کا در چھوڑ دیا
بہائی کو بہائی پدر کو ہے پسر چھوڑ دیا
ہائے افسوس زبان نے بہی اثر چھوڑ دیا
واسطے اسکے دل وجان وجگر چھوڑ دیا
دل وہی عمدہ ہے جو فتنہ وشر چھوڑ دیا
مبتدا ہم نے لیا پاس خبر چھوڑ دیا
سخت خطرہ مین وعقبیٰ کا سفر چھوڑ دیا
آگ کو سرد کیا ہم نے شرر چھوڑ دیا
فائدہ کچھہ ہنین گر فن سیر چھوڑ دیا

استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن مین مطلق
بادشہ لطف سخن تم نے مگر چھوڑ دیا

مصرع طرح "ہے گھٹا ادبار کی چارون طرف چھائی ہوئی"

مثل گیسو قوم کی قسمت ہے بل کہائی ہوی
ہے ادہر قومی تنزل کی بلا آئی ہوئی
رنگ یون جہل وتعصب کا ہمارے بڑہ گیا
ہے روان یون باغ عالم مین جہالت کا سموم

ہے گھٹا ادبار کی چارون طرف چھائی ہوئی
اور ترقی ہے ادہر غیرون مین اترائی ہوئی
ہم تماشا بنگئے خلقت تماشائی ہوئی
قوم کے دل کی کلی ہے سخت مرجہائی ہوئی

دین و دنیا کے فوائد پائینگے کیا خاک ہم
اپنے ذاتی کام سے حاصل جو اطمینان ہے
قومیت کہتے ہین کسکو قوم کا مفہوم کیا
کہنے کہتے ناصحان قوم سارے تھک گئے
ہیچ ہے میری نظر مین ماسوی اللہ کا وجود
کامیابی ہمکو ہر مقصد مین بالکل سہل ہے

ہم مین جب نا اتفاقی ہے جگہہ پائی ہوی
ہے طبیعت قومی ہمدردی سے گھبرائی ہوی
بس ہے اتنی بھی اگر ہمکو شناسائی ہوی
خود نصیحت رہتی ہے اب ہم سے شرمائی ہوی
دل مین جب پیوست یارب تیری یکتائی ہوی
فضل خالق کی اگر کچھہ جلوہ آرائی ہوی

قوم مانے یا نہ مانے ہے جز انہ و خدا
بادشہ بے سود کب یہ خامہ فرسائی ہوی

مصرع طرح "تبسم کرتے کرتے زخم خندان ہوتے جاتے ہین"

ترے احکام سے یارب جو انجان ہوتے جاتے ہین
ترقی سے ادہر اغیار شادان ہوتے جاتے ہین
نظر آتی نہین ہے قوم کی اصلاح کی امید
فرنگ والونکا قبضہ ہے ادہر ملک حراکو پر
خدا حافظ ہے اسلامی ممالک کا کہ سب اعدا
جو شیر نر تھے ان روز ون وہ گویا بنگئے روباہ
عدو کی تیغ ہے گل گیر ہم ہین شمع کے مانند
ہوا ہے رشک اب یوروپ کو بھی انکی ترقی سے
صفائی قوم کے دلمین نہین جب دیکھتے ہین ہم
چمن مین سربلندی شاخ گل کی جب نظر آئی

ہمیشہ اُنپہ غالب نفس و شیطان ہوتے جاتے ہین
تنزل مین ادہر غلطان مسلمان ہوتے جاتے ہین
ہماری آرزو مین یاس و حرمان ہوتے جاتے ہین
ادہر مغلوب و عاجز اہل ایران ہوتے جاتے ہین
ہماری ذلت و خواری کے خواہان ہوتے جاتے ہین
جو تھے روباہ وہ شیر نیستان ہوتے جاتے ہین
کٹے سر لاکھہ بھی ہم اور رخشان ہوتے جاتے ہین
ہنر مین فن مین یکتا اہل جاپان ہوتے جاتے ہین
مثال آئینہ ہر وقت حیران ہوتے جاتے ہین
مثال غنچہ ہم سر در گریبان ہوتے جاتے ہین

زمانے مین نہین قدر سخن اے **بادشہ** بانی
عبث ہے ہم سخن پر اپنے نازان ہوتے جاتے ہین

مصرع طرح "یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے"

بلقان کی جنگ ہوتی ہے جرأت کا وقت ہے
یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے

وہ اور ہین جو کہتے ہین ذلت کا وقت ہے
ہم تو بھی کہینگے سعادت کا وقت ہے

سستی کا وقت ہے نہ کہالت کا وقت ہے
چندہ کرو عطا یہی ہمت کا وقت ہے

مارین تو غازی اور مرین تو شہید ہین
کیا اس سے بڑہ کے خوبیٔ قسمت کا وقت ہے

جنت یہ کہہ رہی ہے شہیدان ترک سے
ہین منتظر ہون آؤ یہ راحت کا وقت ہے

صد ہا یتیم و بیوہ ہین مجروح سیکڑون
ترکون پہ آہ کیسی مصیبت کا وقت ہے

امداد غیر قوم سے ہو ہم رہین خموش
غیرت کا وقت ہے یہی عبرت کا وقت ہے

ترکی برادرونکی نہ تائید ہو جو آج
فردا ہمارے واسطے حسرت کا وقت ہے

چندہ جو ایک دینگے تو ستر کا ہے ثواب
حسنات لوٹ لو یہ غنیمت کا وقت ہے

ترک اپنی جان دیتے ہین ہم مال بھی نہ دین
راہِ خدا مین آہ یہ غفلت کا وقت ہے

ممکن نہین ہے ضبط ہو اظہار درد دل
اے **بادشاہ** جوش طبیعت کا وقت ہے

مصرعِ طرح "آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا"

دشمن ہو لاکھ بہی تو اے آسمان ہمارا
آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا

سچا ہمارا مذہب سچا بیان ہمارا
آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا

ہم شرک کے ہین دشمن توحید پر ہین قربان
آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا

ترپولی فتح گر ہو ایران بہی ہو مسخر
آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا

مست شراب وحدت کیونکر نہ اب رہین ہم
ہے میکدہ ہمارا پیر مغان ہمارا

صحرا کا ذرہ ذرہ گلشن کا پتا پتا
ہے ہمزبان ہمارا ہمداستان ہمارا

جس خون کو بہا کر ہم سرخ رو ہوئے تھے
ابتک وہی رگون مین ہے خون روان ہمارا

ہمت یہ کہہ رہی ہے جرأت سُنا رہی ہے
لیکن تو دیکھ لو اب تم امتحان ہمارا

تخت شہی پہ جبتک قائم ہے جارج پنجم
آزادی ہے ہماری امن و امان ہمارا

ہم ہین نثار اُسپر وہ بھی فدا ہے ہمپر
ہندوستان کے ہم ہین ہندوستان ہمارا

اگلا وہ جوش قومی اب ہے کہان ہمارا
مغلوب ورنہ ہوتا سارا جہان ہمارا

نااتفاقیون سے برباد ہوگئے ہم
خودغرضیون نے لوٹا ہے کاروان ہمارا

کہتے ہین ہم بہت کچھ کرتے نہین ہین کچھ بھی
افسوس ہے یہ کیسا خواب گران ہمارا

اے قوم کی ترقی جز تیرے اور کیا ہے
مطلوب دل ہمارا مقصود جان ہمارا

اغراق اور غلو اور جدت نہین ہے اس مین
مرغوب شاعران ہو کیونکر بیان ہمارا

قومی جو کچھ ہو خدمت اے **بادشہ** غنیمت
تھمتا ہے کب سمند عمر روان ہمارا

مصرع طرح "یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے"

اعجاز مسیحائی ہر رنگ مین دکھلا دے
یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے

یہ مردہ دلی اپنی باقی نہ رہے ہرگز
یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے

سب حرص و ہوا اپنے ہوجائین فنا جس سے
یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے

بازار مین دنیا کے یارب ترا سودا دے
یوسف کی طبیعت دے دل مثل زلیخا دے

ہر کام مین ہر فن مین ہر بات مین ہر دل مین
تیرا ہی بھروسہ دے تیرا ہی سہارا دے

حورون سے نہ کچھ مطلب غلمان کی نہ کچھ حاجت
جنت مین بھی بس ہمکو تیرا ہی نظارا دے

کثرت مین بھی وحدت کا دیکھینگے تماشا ہم
پردہ جو دوئی کا ہے یارب یہ نکلوا دے

طاعت ہے ادہر ہم سے بخشش ہے اودہر تجھ سے
لینا ہے جو کچھ لیلے دینا ہے جو دلوا دے

قومی یہ چمن اپنا ہے خشک ہوا جاتا
تو ابر کرم یارب اب زور سے برسا دے

مانگین نہ اگر تجھ سے ہم کس سے بھلا مانگین
وہ کون ہے جز تیرے مقصود ہمارا دے

سیری نہ ہوی میری یثرب کی زیارت سے
یا رب تو دوبارہ پھر وہ نعمت عظمی دے

پیارا وہ بنی ترا جس خاک پہ سوتا ہے
مشت تن خاکی یہ اس خاک مین دفنا دے

دیوانے نہین ہم جو مجنون سا بھٹک جائین
وان نجد کا صحرا تہا یان دشت مدینہ دے

دین اپنا رہے محکم دنیا مین رہین اچھے
توفیق بھی دے اچھی اخلاص بھی اچھا دے

مجرم ہین سراسر ہم بندے ہین مگر تیرے
جز تیرے کدہر جائین توہی ہمین بتلا دے

ہم خوار رہین کبتک اس غار تنزل مین
اگلا وہ عروج اپنا یا رب ہمین دلوا دے

ای بادشہ عاصی حیرت کا ہے کیا موقع
کر نخل سخن تیرا عمدہ کوئی ثمرہ دے

یہ غزل مشاعرہ حیدرآباد دکن کیلئے لکھی گئی جو حضرت فیضؒ کی مزار مقدس پر منعقد ہوا تہا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء مین شائع ہوی تھی

مصرع طرح "سیر جو ساحت دل مین ہے گلستان مین نہین"

نکہت مہر و محبت گل و ریحان مین نہین
سیر جو ساحت دل مین ہے گلستان مین نہین

یکدلی یکجہتی قوم مسلمان مین نہین
قوم کا درد بھی افسوس دل و جان مین نہین

جیسی پیچیدگیان قوم کے دلین ہین نہان
سنبلستان مین نہین گیسوئے جانان مین نہین

باپ کو بیٹے سے اور بہائی کو بہائی سے عناد
ہے جو اس دور کی حالت کسی دوران مین نہین

نیر عقل کو خالق نے جو بخشا ہے فروغ
ماہ تابان مین نہین مہر درخشان مین نہین

قدر کب اہل وطن کی ہے وطن کے اندر
مصر مین رتبہ جو یوسفؑ کا تہا کنعان مین نہین

چشمہ علم سے جو سیر ہین وہ کہتے ہین
ای خضر اسکا مزا چشمہ حیوان مین نہین

کفر جس جا ہے وہان جہل ہے یکسر مفقود
اور یہان علم و ہنر صاحب ایمان مین نہین

سچ مین کہتا ہون مرضیان فلاکت کیلئے
جو اثر علم مین ہے وہ کسی دران مین نہین

مجھے معذور رکہین باغ سخن کے گلچین
پہول گر کذب و غلو کے مرے دامان مین نہین

بادشہ ہے وہ ہی فخر سلاطین دکن
خوبیان کونسی محبوب علی خان مین نہین

تہنیت و خیر مقدم حکّام وقت و ہمدردان ملّت و فیاضان قوم

یہ غزل مشاعرۂ مدراس کیلیئے لکھی گئی اور گلدستہ "خورشید مدراس" مین شائع ہوی

مصرع طرح "حضور خسرو عالی وقار قیصر جارج"

نہ رکھتا افسر شاہی جو اپنے سر پر جارج
چمکتا یون نہ مہ جون کا مقدر جارج

ہوا ہے قیصر ہندوستان مفرر جارج
تمام ہند مین چرچا یہی ہے گھر گھر جارج

مزا نمرمین گلون مین ہے جسطرح نکہت
نہان ہے یون تری الفت دلونکے اندر جارج

کرم مین عدل مین دولت مین جاہ و حشمت مین
تمام شاہونسے بڑھکر ہے تیرا نمبر جارج

ہرایک دل ہے محبت کا تیرے آئینہ
نہ کیون کہین تجھے ہم غیرت سکندر جارج

نہ آیا ہند مین ابتک کوئی شہ انگلنڈ
ہوی ہے تجھہ سے یہ سبقت نہ ہے دلاور جارج

شرف ہو دید کا غیرونکو ہم رہین محروم
شکیب و صبر ہو مدراسیونکو کیونکر جارج

نہ کیون ہو رشک ہر یک ماہ کو ڈسمبر پر
دکہائیگا جو ڈسمبر مین روئے انور جارج

ہے بادشہ کی دُعا تا ابد رہے دلشاد
حضور خسرو عالی وقار قیصر جارج

یہ مثنوی جلسۂ سالگرہ ہز اکسلنسی لارڈ ہارڈنگ بہادر وسیرائے ہند کیلیئے لکھی گئی جو اردو سوسیٹی کی طرف سے مطبع مجزر دکن مدراس مین منعقد ہوا تہا

آج یہ جلسہ ہوا ہے منعقد کس شان سے
اہل جلسہ جمع ہین کس شوق کس ارمان سے

جو غرض جلسہ کی ہے کرتا ہون تم پر آشکار
تم سنو رغبت سے اے میرے محبان ذیوقار

لارڈ ہارڈنگ ہین ہمارے ہند کے جو وسیرائے
دل مین ہم سب کے بنائی کیا انھون نے اپنی جائے

ہز مجسٹی جارج پنجم کی نیابت انکو ہے
ذات مین انکی بھرا ہے وصف تالیف قلوب
جون کی یہ بیسوین انکی ولادت کا ہے روز
ہم مناتے ہین اسی کی آج یہ یکسر خوشی
بمب جو پھینکا تھا دہلی مین عدو نے برملا
تم سے ان دو نون خوشی کا آج کرتا ہون بیان
یہ خوشی مثل صدف ہے وہ خوشی مثل گہر
وہ خوشی مانند جان ہے یہ خوشی مثل بدن
مثل زہرہ یہ خوشی ہے وہ خوشی ہے مشتری
اجتماع دونون خوشی کا خوب دیتا ہے مزا
خوش رہین خرم رہین دائم ہمارے ویسرائے
ہوتی ہے اطفال کو تقسیم شیرینی وہان

قدر و عزت انکو ہر یک شان و شوکت انکو ہے
اپنی وہ ہر دلعزیزی کا مزا لیتے ہین خوب
ہم رعایا کیلئے کیا کیا مسرت کا ہے روز
اس خوشی کے ضمن مین حاصل ہوی دیگر خوشی
فضل سے اپنے خدا نے لیا انکو بچا
حظ وافر پا گئے اے سامعین نکتہ دان
یہ خوشی گویا شجر ہے وہ خوشی مثل ثمر
یہ خوشی یک حاشیہ ہے وہ خوشی گویا متن
ہر منجم بول اوٹھے سعدین اکبر ہے یہی
دل سے ہم سب کے نکلتی ہے ہمیشہ یہ دعا
حفظ خالق مین رہین ہر دم ہمارے ویسرائے
ہم ہین مدح لارڈ صاحب مین یہان رطب اللسان

نظم اپنی ختم کر دے اور کہہ اے **بادشاہ**
جان و دل سے دولت برٹش کا ہون مین خیرخواہ

یہ نظم حضرت مولنا مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری پہلواری کے جلسہ وعظ مین انکے خیر مقدم مین بمقام ٹون ہال مدراس بتاریخ ۲۵ ڈسمبر سنہ ۱۹۱۲ء پڑہی گئی —

مژدہ ہو تمکو اے اہل ایمان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
ہے دہوم سارے ہندوستان مین کیا کچھ اثر ہے انکے بیان مین
مدت سے ہمکو تھی انتظاری اب رزو یہ نکلی ہماری
گل موعظت کے ہم اُنسے لینگے داماں مقصد اپنا بھر لینگے
آئی ہے گویا رحمت خدا کی نازل ہے ہمپر نعمت خدا کی

علامۂ دین مشہور دوران تشریف لائے ہین شہ سلیمان
کیونکر نہ ہون ہم قسمت پہ نازان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
کس کا نہین دل مسرور و شادان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
ہونگے شگفتہ اپنے دل و جان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
بیجا ہے ایسی نعمت کا کفران تشریف لائے ہین شہ سلیمان

ہم خوشہ چین یہ گویا ہیں خرمن پروانے ہم ہیں یہ شمع روشن
تشنہ ہیں ہم یہ ہیں آبحیواں تشریف لائے ہیں شہ سلیمان

گرد رہیں ہم اسکے دوا ہیں گر ہا یں ہیں ہم یہ مدعا ہیں
ہم ہیں صدف یہ ہیں ابر نیساں تشریف لائے ہیں شہ سلیمان

ظاہر کریں کیا جوش عقیدت پورا ہو ہم سے کب حق خدمت
نہیں ہیں اب شوق وارمان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان

راہ خدا کے رہبر یہی ہیں علمائے دین کے افسر یہی ہیں
جاری ہے انکا دریائے فیضان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان

غافل گر انسے رہجائینگے ہم پچھتائینگے ہم پچھتائینگے ہم
قابو نہ ایسا کہوئیں مسلمان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان

توصیف کا حق کیونکر ادا ہو ای بادشہ کیا طاقت ہے تجھکو
لاؤں کہاں سے الفاظ شایان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان

یہ مثنوی جلسۂ الوداعی جناب سید جمال الدین صاحب افندی کیلیئے لکھی گئی جو سجادۂ درگاہ بغداد کے پوتے ہیں

اے جمال الدین افندی مرشد والا صفات
منبع برکات ہے کیا آپکی فرخندہ ذات

نازکرتی ہے سیادت خاندان پر آپ کے
منکشف اعزاز ہیں سارے جہان پر آپ کے

آپ مخزن دہر میں فیضان روحانی کے ہو
بیگمان اولاد میں محبوب سبحانی کے ہو

روضۂ محبوب کے ہو آپ سجادہ نشین
آپ کے عز و شرف کا کون اب قائل نہیں

حضرت محبوب سبحانی ولی محتشم
گردنیں کل اولیا کی جسکے تھے زیر قدم

انبیا میں ہیں معظم جسطرح خیر الوریٰ
اولیا میں اسطرح ہے مرتبہ محبوب کا

ای جمال الدین افندی مرشد روشن ضمیر
آپکے دام محبت نے کیا ہمکو اسیر

ہیں سفیر دولت عثمانیہ جو نامدار
نام ہے عبد العزیز بادشہ عالی وقار

آپ ہیں مہمان انکے وہ تمہارے میزبان
کیسے فائق میزبان ہیں کیسے لائق میہمان

میزبان کو اپنے مہمان پر ہے ہر دم افتخار
میہمان خود میزبان کے مدح خوان ہیں بار بار

پوچھنا کیا آپکے آنے سے جو عزت ملی
کیسی عزت گویا ہمکو یک بڑی دولت ملی

معتقد لوگونکی در پر آپکے رہتی ہے دہوم
شمع پر جسطرح رہتا ہے پتنگوں کا ہجوم

حیف ہے مدت اقامت کی بہت ہی کم رہی
آپکے پند و مواعظ سے نہ کچھ سیری ہوی

کیا گلہ اسکا اگر مقصد نہین پورا ہوا
ہمکو جو مقصود تہا مقصود علی خان سے ملا

کون وہ مقصود علی خان؟ واعظ شیرین بیان
آپکے ہمراہ جو تشریف لائے ہین یہان

ہر سخن مقصود علی خان کا ہے بیشک پر اثر
کیا عجب پہنچین اگر ہم منزل مقصود پر

ای جمال الدین افندی ای معارف دستگاہ
کیجے ہم مدراسیون پر لطف کی اپنی نگاہ

بلدۂ مدراس سے ہے کل جو رخصت آپکی
آہ! کیا کیا رنج دیگی ہمکو فرقت آپ کی

آہ! کسدن پھر زیارت آپکی پائینگے ہم
آہ! کیونکر اس دلِ مضطر کو سمجھائینگے ہم

آہ! کیونکر دور ہوگا دل سے یہ دردِ فراق
آہ! کیونکر ضبط ہوگا اپنا جوشِ اشتیاق

تا کجا ای بادشاہ خستہ جان طولِ کلام
نظم کو تم اپنے پہنا دو لباسِ اختتام

یہ نظم جناب مولٰنا الحاج مولوی غلام محمد صاحب شملوی کی مدحت مین محفل وعظ مسجد میمنان کوچہ آنڈرسن مدراس مین پڑہی گئی

اوج پر آتے نہ کیونکر عز و شان شملوی
جب خدائے پاک خود ہے مہربان شملوی

بڑہ گئے اب بڑہ گئے ہین دوستان شملوی
آج ہے مدراس سارا قدر دان شملوی

آؤ آؤ تم ای مشتاقان قرآن و حدیث
لوٹ لو اب لوٹ لو لطف بیان شملوی

خوان نعمت کیا نصائح کا سجا ہے بزم مین
ہم ہین سارے آج گویا میہمان شملوی

گوہر مقصود سے بھر لیجئے دامان دل
کیا کشادہ ہے زبان درفشان شملوی

ایسا عالم ایسا واعظ ایسا حقگو دیندار
ہم کو بتلادے بہلا کوئی بسان شملوی

آنکھ سے دیکھین کب اسکو کب سنین اسکا بیان
واقعی معذور ہین ناواقفان شملوی

بلبلان ہین جسطرح مفتون گلہائے چمن
یون ہین وعظ شملوی پر شائقان شملوی

سب کرین پابندی حکم خدا حکم رسول
فی الحقیقت ہے یہ مقصود بیان شملوی

جو خریدار آیا وہ جاتا نہین خالی کبھی
خوب جنس وعظ کی ہے یہ دوکان شملوی

وصف ہے علمائے دین کا باعث اجر و ثواب
بادشہ دل سے نہ کیون ہو مدح خوان شبلوی

یہ نظم جلسہ خیر مقدم جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب بہادر بواپسی جنگ بلقان مدراس کے لیے لکھی گئی
منعقدہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۴ عیسوی

مرحبا ہین قوم کے یہ کیسے پیارے ڈاکٹر
آج استنبول سے آئے ہمارے ڈاکٹر

کیا درخشان نام نامی ہے محمد اور حسین
فن طب کے چرخ پر تم ہو ستارے ڈاکٹر

کیون نہ نظارہ تمہارا باعث فرحت ہو آج
تم نے دیکھے ہین بہت جنگی نظارے ڈاکٹر

کون ہے وہ خدمت قومی کا جو قائل نہین
جان و دل سے ہم ہین سب ممنون تمہارے ڈاکٹر

بگڑے کامون کو تمہارے حق سنواریگا یقین
جیسے تم بگڑے مریضون کو سنوارے ڈاکٹر

تم نے وہ کار نمایان جنگ بلقان مین کئے
آفرین کرنے لگے ترکون کے سارے ڈاکٹر

اہل جلسہ یون تمہاری دید کے مشتاق ہین
جو طرف انگلی سے کرتے ہین اشارے ڈاکٹر

ہین غریق بحر الفت تم ہمارے قوم کے
قوم ہوگی کسطرح تم سے کنارے ڈاکٹر

کیون نہ پیش اپنا کرون تحفہ مبارکباد کا
قومی عزت کے بنے ہو تم سہارے ڈاکٹر

بادشہ کے لب پہ مصرع آرہا ہے بار بار
آئے استنبول سے واپس ہمارے ڈاکٹر

یہ نظم یوروپ مین اشاعت اسلام کی کامیابی پر لکھی گئی مورخہ ۱۹ ار جولائی سنہ ۱۹۱۴ ع

یوروپ کو جا کے پہنچا قومی مشن ہمارا
اغیار پر اثر کیا ڈالا سخن ہمارا

سچا خدا ہمارا سچے حدیث و قرآن
سچا ہے وہ رسول آخر زمن ہمارا

اسلام کیون نہ لاتے تعلیم لارڈ ہڈلے
خوش آیا ہر عقیدہ اور ہر چلن ہمارا

ہڈلے پہ منحصر کیا کوشش اگر ہو پوری
مذہب قبول لینگے کل مرد و زن ہمارا

تیغون کے نوک سے ہم جو کام لے رہے تھے
وہ کام کر رہے ہین اب علم و فن ہمارا

نااتفاقیون نے دولت ہماری کہوئی
ناچاقیون نے لوٹا سارا چمن ہمارا
اب بھی اگر ہم اپنی غفلت سے باز آئین
اعزاز پھر رہی ہو جلوہ فگن ہمارا
کرتے ہین جب اشاعت توحید حق کی دائم
ہم پر کرم کریگا وہ ذوالمنن ہمارا

مداح بادشہ کی کس طرح قوم ہوگی
شکوہ مین اسکے وا ہے ہر دم دہن ہمارا

یہ نظم بروقت تشریف آوری جناب رچرڈسن صاحب بہادر کلکٹر ضلع شمالی آرکاٹ انجمن خیرخواہ عام گوبیند پور واقع وانمباڑی کے مکان مین بتاریخ ۱۴ نومبر ۱۹۱۴ء پڑہی گئی

آیا ہے کیا معزز اب حکمران ہمارا
مسرور جان ہے اپنی دل شادمان ہمارا
نامی رچرڈ صاحب ذی عز و ذی وجاہت
ہے قدردان ہمارا اور مہربان ہمارا
قسمت چمک اوٹھی اس ناچیز انجمن کی
ہوگا بلند تر اب نام و نشان ہمارا
برٹش سے باوفا ہین جتنے کہ ہین مسلمان
ثابت قدم وفا مین ہے جاودان ہمارا
انگلنڈ و ترک مین اب ہے جنگ پولیٹکل
مذہب سے کیا تعلق یہ ہے گمان ہمارا

اب جارج امپرر یہ یارب رہے سلامت
اسکا کرم ہمیشہ ہو سائبان ہمارا

اس مثنوی مین جناب باگی صاحب صاحب بہادر چیرمین وانمباڑی میونسپالٹی کی تہنیت انجمن مذکور کے طرف سے ادا کی گئی ہے بتاریخ ۶ ڈسمبر ۱۹۱۴ء

شکر ہے صد شکر اے پروردگار
تیرے احسانات کا کب ہو شمار
تو نہ کرتا ہم پہ گر فضل و کرم
کامرانی کسطرح پاتے تھے ہم
باگی صاحب ہمارے ہموطن
ہین میونسپالٹی کے چیرمن
عہدہ یہ سرکار سے انکو ملا
مستحق اسکے تھے وہ بالکل بجا
تجربہ مین فہم مین یکتا ہین وہ
عقل مین دانش مین بے ہمتا ہین وہ

آج یہ جلسہ مبارک باد کا
جان لین تا شہر کے سپر وصبی
قوم کا یک فرد جب پاوے وقار
بانگی صاجو رہین یارب مدام
حکمت علی بھی وہ ایسی کرین

منعقد اس واسطے ہم نے کیا
قدر یون کرتے ہین اپنی قوم کی
گویا سارے قوم کو ہے افتخار
صحت و آرام سے ہر صبح و شام
جس سے سرکار و رعایا خوش رہین

ختم کر اپنا سخن اے بادشاہ
تو ہے جان انجمن اے بادشاہ

اس نظم مین خان بہادر جناب ملنگ حیات بادشاہ صاحب بہادر کا سپاس نامہ انجمن مذکور کے طرف سے
ادا کیا گیا ہے بتاریخ ۷ رجولائی ۱۹۱۵ء

تاجر ذی وقار ہو تم اے حیات بادشاہ
نیک صفات نیک دل نیک مزاج نیک خو
قوم کی خدمتین ادا تم نے کیئے ہین بیحساب
خان بہادری خطاب تمکو ملا بجا ملا
شک نہین اسمین کچھ ذرا بحر عطا و جود کے
جود و عطا کو دیکھکر کہتے ہین خادمان قوم
رنگ سے بو سے جسکے ہے تازہ ہریک دل و دماغ
صدق سے تہنیت ادا کرتی ہے آج انجمن

باعث افتخار ہو تم اے حیات بادشاہ
اور نکو شعار ہو تم اے حیات بادشاہ
قوم کے غمگسار ہو تم اے حیات بادشاہ
اسکے ہی سازوار ہو تم اے حیات بادشاہ
گوہر شاہوار ہو تم اے حیات بادشاہ
رحمت کردگار ہو تم اے حیات بادشاہ
وہ گل نو بہار ہو تم اے حیات بادشاہ
خلق مین نامدار ہو تم اے حیات بادشاہ

وصف ہو کسطرح رقم خامۂ بادشاہ سے
لائق و شاندار ہو تم اے حیات بادشاہ

یہ نظم تہنیت تولد فرزند جناب ٹی امین الدین صاحب بہادر ساکن وانمباڑی کیلئے حسب فرمایش
اراکین انجمن خیر خواہ عام گوبندپور واقع وانمباڑی ۱۳۲۸ھ مین لکھی گئی

کیا کریں ہم شکر اے پروردگار
ہم پہ ہیں افضال تیرے بیشمار

قاضی الحاجات تیرا نام ہے
تجھ سے ہے محروم کب امیدوار

ہر گُلِ مقصد شگفتہ تجھ سے ہے
باغ دل کو کی عطا تو نے بہار

کس طرح سرسبز ہو کشت امید
گر نہ ہو تیری عنایت آبیار

تو ہی دیتا ہے ہر یک دل میں سرور
لطف پر تیرے خوشی کا انحصار

دل ہمارا تیری قدرت پر فدا
جان ہماری تیری صنعت پر نثار

ہر بن مو ہو اگر شکل زبان
ہر زبان سے لفظ نکلیں صد ہزار

باوجود اسکے ترے الطاف کا
شکر یک شمہ نہ ہوگا زینہار

انجمن کے ایک محسن ذی کرم
نیکخو والا گہر عالی وقار

ٹی امین الدین صاحب جنکا نام
جنکی ہے شہرت ہر یک شہر و دیار

انکے گھر میں اندنوں یک نور عین
ہوگیا پیدا بفضل کردگار

لطف حق سے آج بر آئی امید
آرزو نکلی ہے بعد انتظار

شاد ہیں ہشاش ہیں بشاش ہیں
سارے خویش و اقربا و دوستدار

تہنیت خوان ہے کوئی باصدق دل
کوئی دیتا ہے دعا بے اختیار

انجمن نے از برائے تہنیت
منعقد جلسہ کیا یہ زیبدار

کیوں نہ رسم تہنیت لائیں بجا
ہمبران انجمن باصد وقار

اس پسر کے عمر اور اقبال میں
دے ترقی یا خدا لیل و نہار

دور رکھ اس سے زبہر مصطفے
سارے آفات و بلائے روزگار

یوں ہی رکھ ممدوح کو یارب مدام
کامیاب و کامران و کامگار

خوبیاں دونوں جہان کی کر عطا
خدمت قومی بنے اسکا شعار

قطعۂ تاریخ لکھکر ذیل میں
نظم کو اپنی کروں میں اختصار

گر قبول افتد زہے لطف و کرم
بادشہ کے ہے زبان پر بار بار

یہ نظم تہنیت کتخدائی پٹیل احمد حسین صاحب ولد جناب پٹیل حاجی عبدالرحمن صاحب مرحوم متوطن پلپکنڈہ کیلیے لکہی گئی

ہم سے کیا ہو حمد رب ذو الجلال — خامہ ہے عاجز تو قاصر ہے مقال
قایم و باقی مقدس اسکی ذات — ہم ہین فانی ہمکو ہے نقص و زوال
کسطرح حادث سے ہو حمد قدیم — مادح واجب ہو ممکن کیا مجال
نعت احمدؐ حمد سے کچھ کم نہین — اسکا دعویٰ بہی بشر سے ہے محال
رتبہ کیا پایا ہے وہ معراج مین — عرش اعظم جسکے تہا زیر نعال
کیون نہ بھیجین آپ پہ صلوٰۃ و سلام — دمبدم ہر روز و شب ہر ماہ و سال
منعقد کیا آج بزم عقد ہے — پلپکنڈہ مین بصد جاہ و جلال
یعنے اب نوشہ ہوا احمد حسین — ابن حاجی عبد رحمن خوش خصال
حاجی صاحب گو نہین زندہ یہان — خوبیان زندہ ہین انکی بے مثال
عم نوشہ ہین پٹیل عبد رزاق — ہین پدر و ہن کے وہ نیکو خصال
کیسی یہ نسبت ہے باہم خوبتر — اور کیا فرط محبت پر ہے دال
اے زہے روز سعید و وقت نیک — اے خوشا ایام فرحت اشتمال
ہر طرف ہے بہجت و فرح و نشاط — کسکے دل پر آج ہے رنج و ملال
نام ہے جن کا محمد اور حسین — ہین اخی نوشاہ کے فرخندہ فال
اہتمام و انتظام انکا ہے سب — ہین معظم سب مین وہ بے قیل و قال
کیسے کیسے لوگ اس محفل مین ہین — عالمان دین مشایخ باکمال
ان مین ہے ہر فرد فرد بے نظیر — ذکر حق سے جنکی ہے عظمت بحال
رونق شرع پیمبر ہین یہی — واجب التعظیم ہین بے احتمال

انکی عزت گویا عزت دین کی
یا الٰہی یہ دعا مقبول کر
دولہ دولہن مین دے الفت فزون
رنج سے آزار سے آفات سے
تیرے ہی ابر کرم کے فیض سے

انکی صحبت خیر و برکت کا مآل
عاجزانہ ہے ہمارا یہ سوال
شادمان رکہہ انکو با اولاد و مال
تو بچائے انکو یارب بال بال
ہون تر و تازہ یہ دونون نونہال

بادشہ اب ختم کر اپنا سخن
خوب لکھی نظم تو نے حسب حال

یہ نظم تہنیت کتخدائی جناب علی محمد صاحب سعید ساکن مینمبور ضلع جنوبی آرکاٹ کیلئے لکھی گئی

بہار گلزار کو مبارک گلون کو ہو رنگ و بو مبارک
نسیم فرحت کی چل رہی ہے کلی ہر یک دل کی کھل گئی ہے
خوشی کی ہے آج دہوم برپا ہر یک کے لب پر ہے ذکر تیرا
مکان کی رفعت ہی خوشنما ہے فلک کی رفعت سے کام کیا ہے
ترے محبت کی مے سے ہر خوش بھرا ہے اس سے دلونکا ساغر
خسر ہین تیرے غلام احمد مکرم و محترم مجید
بزرگ نانا ہین خوب تیرے جنہین محمد تقی ہین کہتے
یہ حسن صورت یہ حسن سیرت یہ زیب و زینت یہ قدر و عزت

علی محمد سعید تجھکو یہ عقد دلخواہ ہو مبارک
زبان پہ سوسن کے بہی یہی ہے یہ جشن ہو چار سو مبارک
تجھے مبارک ہو گل کا سہرا تجھے یہ ملبوس نو مبارک
کہ ہمکو کافی ترا لقا ہے ہو مہر تابان کو ضو مبارک
کوئی یہ رندو نسے جا کے کہدو تمہین کو جام و سبو مبارک
ہے تیری دلجوئی انکو سعید ہوا انکو یہ جستجو مبارک
شفیق و ہمدرد ہین وہ سب کے ہہین تواضع کی خو مبارک
ہمیشہ تجھکو رہے سلامت یہ تجھکو ہو مو بمو مبارک

عروس و نوشہ کو روز و شب رکھا اپنے حفظ و امان مین یارب
صدا یہ آتی ہے **بادشہ** اب تمہاری یہ آرزو مبارک

معروضات رعایا بہ حکام وقت

یہ نظم جلسہ عام اہل اسلام کے لئے لکھی گئی جو بندر جدہ اور سیوع پر اٹالی کی گولہ باری کے دفعیے کے لئے

برطانیۂ کلان کو ایک عرضداشت کرنے احاطۂ مسجد الاجابی ترطلکھڑی مدرسہ مین منعقد ہوا تھا

محبت کے بہت اقسام ہین اس دہر کے اندر | مگر دینی محبت سب مین ہے اعلیٰ و افضل تر
ہے یون دنیاوی الفت روبرو دینی محبت کے | کہ جیسے سامنے خورشید کے یک ذرۂ کمتر
بہم ہین خار و گل لیکن بڑا ہے فرق دونون مین | خذف پارہ بھلا کسطرح ہوگا ہمسر گوہر
محبت دین کی ایسی ہے جسپر ہم کرین قربان | متاع جان و دل فرزند و زن اور سارا مال و زر
نہ ہو جس شخص کے دلمین محبت دین کی کچھ بھی | کبھی اسکو نہین ہے جامۂ انسانیت خوشتر
زبانی دین کا دعویٰ نہین ہے قابل وقعت | عمل خود کر کے دکھلا دین یہی ہے دین کا جوہر
چھڑی ہے جنگ ترپولی مین جو ترک و اٹالی کی | نہین واقف بھلا وہ کونسا مومن ہے دین پرور
مظالم اٹلی والونکے ہمیشہ یون تو سنتے تھے | ہے یک تازہ خبر شگفت اکنون این گل دیگر
ارادہ جدّہ و ینبوع پر ہے گولہ باری کا | ذرا اب ساتوین فیبروری کا دیکھئے پیپر
چڑھائی یثرب و بطحا پہ گویا ہونیوالی ہے | رہین خاموش کیون ہم سے بھلا یہ ہوسکے کیونکر
اسی کے واسطے یہ منعقد ہے آج کا جلسہ | کرین تا دادخواہی دولت برٹش سے سب ملکر
ہم اپنے دولت برٹش سے یہ امید رکھتے ہین | بنیگی کیون نہ ایسے وقت مین وہ حامی و یاور
رعایا کو ہے اسکی خیرخواہی جسطرح منظور | رعایا پر بھی یون رحم و کرم اسکو ہے لازم تر
ہمارا دین سچا ہے ہمارا جوش سچا ہے | خدا سچا ہمارا اور سچا اپنا پیغمبر
ہم ایسے دین کے پیرو رہین لیکن تعجب ہے | رہین اخوان ترپولی سے یون انجان سراسر
مصیبت پائین خون اپنا بہائین وہ رہ حق مین | دریغ ہم کو ادہر تائید مالی سے رہے کیونکر
خوشی سے شوق سے اے مومنو چندہ عطا کیجے | تمھین مد نظر ہے گر رضائے خالق اکبر

دعا ہے **بادشہ** کی فتح دے سلطان کو یارب
رہین پامال و غارت دشمنان دین سراسر

یہ نظم اس جلسۂ عام اہل اسلام مدرسہ مین پڑھی گئی جبکہ میونسپالٹی کی طرف سے شہر کے

قبرستانون کو مسدود کرنے کا حکم نافذ ہوا تھا

آج ہوئی منعقد بزم یہ کیا شاندار — جمع ہین سب اہل دین صاحب عز و وقار

کچھ نہین ذاتی غرض کچھ نہین شخصی مفاد — مذہبی تائید ہے دین کے ہین غمگسار

شکر ہے تابع ہین ہم ایسی گورمنٹ کے — مذہبی آزادیان جس سے ملین بے شمار

مذہب و ملت کا ہے جسکو زیادہ لحاظ — جسکو کسی دین مین دخل نہین زینہار

سارے مذاہب کا حق جسکی نظر مین ہے ایک — عدل ہے جسکا عیان صورت شمس النہار

سچ تو یہ ہے دہر مین ہم ہین بڑے خوش نصیب — امن سے آرام سے سب ہین صغار و کبار

ایسے نکو ذات کے کیون نہون ممنون ہم — ایسی حکومت پہ ہم کیون نکرین افتخار

بہر زمین قبور اور پئے مردگان — چند قواعد ہوے اندنون جو آشکار

اس سے پریشان اب فرقۂ اسلام ہے — طبع کو ہر فرد کے سخت ہے یہ ناگوار

مذہبی احکام مین اس سے بڑا ہرج ہے — فتوۂ علمار کو تم دیکھئے تفصیلوار

ہوتی اگر آگہی پہلے ہی سرکار کو — ایسے قواعد کو وہ لاتی نہ بر روئے کار

مشفقانہ یہی عرض ہماری ہے آج — خدمت سرکار مین باادب و انکسار

مالک و حاکم ہین آپ آپ کے محکوم ہم — آپ جو چاہین کرین آپ کو ہے اختیار

لیک گزارش ہے یہ کیسے ہی احکام ہون — صدمہ نہ مذہب کو ہو خوش رہے ہر دیندار

سچ ہے بغیر از طلب کچھ نہ کسیکو ملا — پائینگے مقصود کیا گر نہ ہون ہم خواستگار

طفل پہ ہر چند ہے مان کی محبت فزون — روئے نہ جبتک کہ وہ شیر نہ دے زینہار

کب کلی غنچہ کی ہے وجہ ورود صبا — تڑپے نہ گر عندلیب آئیگی کیہو نکر بہار

کیجیے مسدود اب آپ ان ابواب کو — خواہش دل ہے یہی ہے یہی مقصود کار

آپکے اقبال کا کسکو نہین اعتراف — کون نہین آپ کا دل سے اطاعت شعار

نظم مین کیا کیجیئے شرح ان ابواب کی — کہہ چکے اصحاب سب ایک سے یک نامدار

مقصد جلسہ حصول کیوں نہ ہو ای بادشاہ
رکھتی ہے وسعت بہت رحمت پروردگار

کلام فارسی

غزلیات

این غزل بجواب غزل شیخ غلام قادر صاحب گرامی شاعر خاص اعلیحضرت نظام دکن نوشتہ بود

جوش موسم گل است زور شادمانیہا است
مژدہ بہر بلبلان وقت نغمہ خوانیہا است

عطر بیز شد دماغ دل شدہ است باغ باغ
اے دہان یار من اینچہ گل فشانیہا است

قاتل است بے خطا خنجر است بیگناہ
باعث خجالتم حیف سخت جانیہا است

چون نظر کند ترا خضر ہم دہد صدا
مردنم بعشق تو بہ ز زندگانیہا است

بین بعہد عارضم بازیہائے طفل شک
پیر از غمت شدم عشق در جوانیہا است

ابر راز گریہ ام تاب ہمسری کجا
برق راز آہ من شوق ہمعنانیہا است

عرض مدعائے وصل پیش تو کنم چسان
بر لبم حجاب را کار پاسبانیہا است

غیر وصف زلف و خال نیست در دلم خیال
اینچہ موشگافیہا است اینچہ نکتہ دانیہا است

این جذبۂ دل است بر درت رسیدہ ام
فرش راہ گشتہ ام فیض تا توانیہا است

خو گر غم و الم شد چنین طبیعتم
آنچہ می کنی ستم عین مہربانیہا است

دیدنی است بادشاہ آب گوہر سخن
بحر طبع موجزن خامہ در روانیہا است

در سرم اکنون ہوائے دیگر است
چشم مشتاق لقائے دیگر است

بارہ شد گر جامۂ جسمم چہ باک
عشقبازان را قبائے دیگر است

تو مرا معذور دار اے چارہ ساز
درد من وقف دوائے دیگر است

نیست کارے از ضیائے مہر و ماہ
آنکہ می جویم ضیائے دیگر است

دلربایان جہان چیزے نیند
در خیالم دلربائے دیگر است

مطربا اورا چہ ساز و سوز و ساز
آنکہ شیدائے نوائے دیگر است

خوش چسان آید گل و گلشن مرا
عندلیب دل فدائے دیگر است

من نمی خواہم صلہ از خاص و عام
بہر اشعارم عطائے دیگر است

دیگر است اے **بادشہ** رنگ سخن
طبع را جوش ولائے دیگر است

این غزل حسب فرمائش جناب یوسف حاجی اللہ رکھا سیٹھ مدراسی نوشتہ بود

مصرع طرح "بقامت خون عالم ریختی پوشیدہ پوشیدہ"

تنم از تیغ جانان گرچہ شد غلطیدہ غلطیدہ
ستاید ہر دہان زخم من خندیدہ خندیدہ

بیائی تو بدست و پا حنا مالیدہ مالیدہ
ز حسرت چشم عشاق است خون باریدہ باریدہ

نوازش بر رقیبم می کنی طلبیدہ طلبیدہ
زہے انصاف او ولشادمن رنجیدہ رنجیدہ

ہمہ موزون طبائع غرق بحر حیرت اند اکنون
چہ یکتا مصرع قد تو شد سنجیدہ سنجیدہ

خمیدہ سوئے گوش تو نہ بے وجہ است این گیسو
کند افشائے راز دل ز تو پوشیدہ پوشیدہ

بذکر رخ دم تحریر رنگین گشت قرطاسم
بوصف زلف ہر مضمون شدہ پیچیدہ پیچیدہ

ہوائے دید می دارم رسائی از کجا یابم
صبا ہم می رود در گلشنت ترسیدہ ترسیدہ

طفیل تست ای عشق ستم کیش و جفا پیشہ
دلم نالیدہ نالیدہ سرم شوریدہ شوریدہ

ندیدم **بادشہ** نظارۂ صبح وصالش را
چہ دانم بخت من تا کے بود خوابیدہ خوابیدہ

زلفہائے تو پریشان روزگارم کردہ اند
آہوان چشم تو اکنون شکارم کردہ اند

مونس و یاور کسے را گر نمی دارم چہ غم
بخت و ارمانم غمت را غمگسارم کردہ اند

تازه و تر چون نه گردد گلشن داغ جگر
غوطه زن دیدند چون در وصف آن دریائے حسن
عالم ناکامیم را حیف دیدم کامیاب

هر مژه گوید رگ ابر بهارم کرده اند
اہل معنی گوہر تحسین نثارم کرده اند
یاس را جوش الم امیدوارم کرده اند

کشتۂ عشق تو هستم این گل دیگر شگفت
گلفشانیها خلائق بر مزارم کرده اند

تضمین شعر سعدی شیرازی

این چه خبط ای عساکر جرمن
چون صدف سیرت قناعت را
کبر و نخوت زوال می خواهد
همه کشور جهان شود مفتوح
تا به کئے قصد مردم آزاری

کشور خویش مستقر گیرید
نزد خود بے بها گهر گیرید
حتی الامکان از و حذر گیرید
اندکے اندکے ظفر گیرید
پند سعدی بگوش در گیرید

کار دنیا کسے تمام نه کرد
هر چه گیرید مختصر گیرید

قطعهٔ تهنیت و خیر مقدم عالیجناب سیاد تلو جعفر بے افندی ٹرکش کانسل جنرل مقیم بمبئی بمکان آنریبل خان بهادر محمد عبد القدوس بادشاه صاحب مدراس در مجلس ضیافت سنه ۱۹۱۰ء

ای سفیر دولت عثمانیه خوش آمدی
ای سیاد تلو افندی نام جعفر بے خوش است
بلدهٔ مدراس می نازد به خوش بختی خویش
گل هر یک خندان و هر غنچه تبسم ریز شد
منتظر بودند چون نرگس همه مدراسیان
نیست خالی هیچ دل از جوش خیر مقدمت

اے معزز نائب سلطان ما خوش آمدی
مرحبا خوش آمدی صد مرحبا خوش آمدی
بارک الله تو بوقت خوشنما خوش آمدی
ای بهار گلشن اسلامیه خوش آمدی
ذی کرم ذی مرتبت ای ذی عطا خوش آمدی
هر دهن در وصف تو گردیده واخوش آمدی

گویا آمد از برائے تشنگان آبحیات	بہر گمراہان چو خضر رہنما خوش آمدی
منتشر اجزائے الفت بود در دلہائے ما	جمعیت تو اندران وادی خوشا خوش آمدی
الله الله این چه اوصاف ست از ذات عیان	خوش مزاج و خوش ادا و خوش لقا خوش آمدی
آن تعلقہا که داریم از خلافت بارگاه	کردی مستحکم بصد شان علا خوش آمدی

جسم و جان می بالد از فرط مسرت بادشاہ
می زند بے ساختہ ہر سو صدا خوش آمدی

نظم برائے سالانہ جلسئہ مدرسئہ عثمانیہ واقع ترملکھڑی مدراس منعقدہ ۱۳ جون سنہ ۱۹۱۵ء روز یکشنبہ

مدرسہ واه واه نیک تر ہست	طرز تعلیم خوب با اثر است
جمع ہستند جملہ خوبیہا	قبح و زشتی مگر از و بدر است
میر عثمان علی نظام دکن	آنکہ چون آفتاب مشتہر است
کیست از بذل و جود او محروم	از فیوضش کدام بے خبر است
لیک از بہر التفات او	مدرسہ صبح و شام منتظر است
مدرسہ شد بنام او ایجاد	بلکہ نامش ہمیشہ تاج سر است
دولتش باد قایم و دائم	تا زمین فرش و آسمان چتر است
جلسئہ مدرسہ کنون دیدیم	بدل ما سرور لا حصر است
بنگر اے بادشاہ مقصودم	ہم برین شعر عمدہ منحصر است

این مراتب که دیدۂ جزو یست
کار کلی ہنوز در قدر است

تاریخات مساجد

قطعہ تاریخ برائے مسجد نئی پیٹہ محلہ گوبند پور واقع وانمباڑی حسب فرمائش جناب مدیکار محمد غوث صاحب نوشتہ بود

زہے خوشنما گشت تعمیر مسجد	بگوید ہر اہل نظر الله الله

چنین گفت تاریخ اتمام ہاتف — عبادت گہ نیک تر اللہ اللہ
۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد پنکنڈہ واقع ضلع اننت پور حسب فرمائش اہل پنکنڈہ نوشتہ بود

گشتہ عبادت خانہ تعمیر بہر مومنان — بے مثل در حسن و صفا از فضل لطف داورست
چون جستجوئے سال او فکر رسائے من نمود — دل گفت از روئے ادب۔ این مسجد نیکوترست
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد محلہ قلعہ واقع وانمباڑی حسب فرمائش جناب حاجی عبدالصمد صاحب نوشتہ بود

خوشا تعمیر این فرخندہ مسجد — بفضل حق گرفتہ حسن اتمام
سن از روئے ادب ہاتف بگفتا — معظم سجدہ گاہ اہل اسلام
۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد تعمیر کردہ وزیر فوج نظام دکن حسب فرمائش مشائخ صاحب ساکن حیدرآباد دکن نوشتہ بود

گرامی قدر ذی ہمت وزیر فوج آصفجاہ — بصد اخلاص چون تعمیر کردہ مسجد نیکو
نمودم فکر از ہاتف ندا ای بادشہ آمد — عبادت گاہ معبود حقیقی ہست۔ سال او
۱۳۱۸ھ

ایضاً

وزیر فوج سرکار ست بانی — چہ خوش اسلوب مرغوب است مسجد
بگوای بادشہ تاریخ اتمام — بحمداللہ زہے خوب است مسجد
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد رائی درگ واقع ضلع بلہاری حسب فرمائش جناب اتیکڈے چندامیاں صاحب ساکن وانمباڑی نوشتہ بود

از بہر مومنین بہ افضال کردگار — تعمیر گشت مسجد فرخندہ باصفا
چون خواستم ز طبع سن اختتام او — آمد ندا ز غیب کہ۔ این خانۂ خدا
۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد پنگنور واقع ضلع چتور حسب فرمائش اہل پنگنور نوشتہ بود

بہ پنگنور تعمیر مسجد شدہ — بفضل خدائے جہان آفرین
بپرسد کسے گر ز سال بنا — بگو۔ خوشنما مسجد المومنین
۱۳۲۱ھ

تاریخات متفرق تعمیرات

قطعہ تاریخ خریدی مکان انجمن خیر خواہ عام گوشند پور واقع وانمباڑی

ای زہے نیک ساعتے ای زہے جوش و جستجے — ہست بحال ما عیان فضل خدائے انس و جان

انجمن از برائے خویش کرد خرید خانہ — گشت چہ قلب مومنان خرم و شاد بیکران

می کند انجمن دعا بہر معاونین مدام — حق بدہد بہ ہر زمان صحت و راحت و امان

بود بفکر سال چون طبع رسائے **بادشاہ**

ہاتف غیب ناگہان گفت - چہ خوب تر مکان ۱۳۲۷ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مکان جناب سید تراب حسین صاحب کنٹراکٹر ساکن ارکونم ضلع شمالی آرکاٹ

ساخت کنون خانۂ خویش تراب حسین — ہست نمایان از حسن و لطافت چہ خوب

بود بفکر سنش طبع من ای **بادشاہ** — پیر فلک ناگہان گفت - عمارت چہ خوب ۱۳۲۷ھ

قطعہ تاریخ انصرام تعمیر "بدر الدین منزل" عمارت مدرسۂ اسلامیہ واقع وانمباڑی

چہ زیبا مدرسہ تعمیر گشتہ — ہزاران شکر رب ذو الجلال است

بگو اے **بادشہ** تاریخ اتمام — زہے چشمۂ علم و کمال است ۱۳۲۸ھ

ایضاً

زبہر مدرسۂ اسلامیہ شد — بصد رفعت چہ خوش اسلوب تعمیر

تلاش سال او چون **بادشہ** کرد — ندا آمد ز ہاتف - خوب تعمیر ۱۳۲۸ھ

قطعہ تاریخ چاہ "باغ اکبری" واقع بیگن پلی تعمیر کردہ جناب خان بہادر خواجہ محمد اکبر حسین صاحب بہادر دیوان ریاست بیگن پلی

آفرین بر اہتمام تست ای محبوب علی — خوشنما چاہے کنون دیدم بہ باغ اکبری

باعث سرسبزی باغ است ہر شام و سحر — کرد کار شیر مادر بہر اطفال شجر

تر زبان در وصف او ہستند جملہ خاص و عام — چون سبا بد نوع انسان فیض از وے بالدوام

هست این چشمه بنای دیوان صاحب نامدار	یادگار عمده تر تا حشر باشد پائدار

از فلک چون بادشه پرسید نیکو فال او
چاه باغ اکبری کندید — گفته سال او

تاریخات شادی

قطعهٔ تاریخ کتخدائی شهیدار عبدالقادر صاحب متوطن ترپاتور با دختر ساهوکار الحاج محمد بادشاه صاحب مرحوم

شد نکاح مشفقم با دخت حاجی بادشاه	هست مثل مهر روشن نام آن صاحب نوال
چون بنا شد از سپاس و شکر هر کس تر زبان	موج زن دیدم کنون دریای فضل ذوالجلال
شاد و خندان هر کسی مثل گل گلزار هست	هر کسی مدحت سرا چون عندلیب خوش مقال
هر در و دیوار از جوش مسرت دمبدم	با زبان حال می گوید منم فرخنده حال
ای خوشا محفل همه اهل کمالات اند جمع	باکمال فخر اینجا خود همی نازد کمال
ای زهی بزمیکه در هر زیب و زینت کر و فر	هم نمی دارد نظیری هم نمی دارد مثال

هاتف غیبی ز روی انبساط ای بادشاه
نیک تر عقد نکاح عبدقادر — گفت سال

قطعهٔ تاریخ کتخدائی حاجی محمد عبیدالله صاحب فرزند جناب ساهوکار حاجی قادر محی الدین صاحب متوطن مدراس

بهار شادی فرزند قادر محی دین صاحب	بعالم جلوه گر از فضل خلاق جز و کل شد
ز وصفش خامه شاخ گل شده قرطاس برگ گل	صریر خامه همرنگ نواسنجی بلبل شد
بدارد طبع رنگین مثل بلبل هر گل رعنا	دل بلبل شگفته تر بگلشن صورت گل شد
شده محو تماشا چشم نرگس غنچه متبسم	چو زلف گلرخان آراسته هر بار سنبل شد
نه چون آید نظر سرو سهی مستانه مستانه	طرب شد صورت مل لاله مثل ساغر مل شد
فلک از دیدهٔ انجم بذوق و شوق می نگرد	چه زیبا تر درینجا جمع اهل تفضل شد
گهی لفظ مبارکباد گاهی آفرین تحسین	هر یکدم از زبان خلق جاری بی تامل شد

نشاط و بہجت و عیش و مسرت شاد بانہا	بلطف حق تعالیٰ ہمہ اسباب حاصل شد
چو خواہی بادشہ تاریخ این جشن طرب افزا	بگو حاجی عبیداللہ نوشہ قابل شد

ایضاً

سعادتمند خلف الصدق ساہوکار من امروز	بصد شوکت بصد حشمت بفضل حق شدہ نوشاہ
زطبع بادشہ این مصرع تاریخ بر آمد	بحمداللہ مبارک ہست شادی عبید اللہ

قطعہ تاریخ کتخدائی حکیم محمد عبدالباسط صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب متوطن مدراس

اے زہے آوان فرحت ہم خوشا جشن طرب	آید آواز مبارکباد از صد ہا قلوب
در تلاش سال بودم ناگہان پیر فلک	زد ندا عقد نکاح عبد باسط شد چہ خوب

قطعہ تاریخ کتخدائی حاجی محمد عبیدالرحمن صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب متوطن مدراس

صد شکر رب یزدان زین جشن عقد نیکو	جوش طرب پدیدست پیش نگاہ امروز
اے بادشہ زطبعم سالش چنین بر آمد	نوشہ شدہ عبیدرحمٰن واہ امروز

قطعہ تاریخ کتخدائی سید عبدالعزیز صاحب بادختر جناب ساہوکار عبدالرزاق میا صاحب ساکن کڑپہ

صد شکر عقد سید عبد العزیز نامی	امروز شد بفضل سبحان و لطف خلاق
مسرور و شاد دلہا محو دعا زبانہا	پر نور زین نظارہ ہم دیدہائے مشتاق
رنگینی نشاط این بزم چون نوشتم	کلکم چو شاخ گل شد گلبرگ گشت اوراق
نوشاہ و ربجوم مردم چنان نشستہ است	جلوہ فزا نگارے گویا میان عشاق
ہستند عروس و نوشہ چون مشتری و زہرہ	ساعت ہمین قران السعدین راست مصداق
آن کیست خسر نوشہ ذی عز و جاہ تاجر	کردیک جہان مسخر از بذل وجود و اخلاق
او نیست گرچہ زندہ اما بہ نیک اوصاف	زندہ ہست نام نیکو صبح و مسا در آفاق
الحال جانشینش قادر محی دین است	ذی فہم ذی فراست یکتا بلطف و اشفاق
سادہ و بے تکلف ہرچند ہست نظم	نازم کہ نیست در وے عیب غلو و اغراق

دائم عروس و نوشه باشند شاد و آباد	محفوظ از حوادث دار و خدا در آفاق

تفتیش سال شادی ای بادشه چه کردم
گفتا دلم - چه فرخ داماد عبد رزاق
۱۳۲۲ ھ

قطعه تاریخ نکاح جناب حکیم محمد عبد العزیز صاحب ستوطن مدراس با دختر آرکاٹ شمس الدین صاحب ساکن ویلور

نشاط این جشن بارک الله	بہر دلے جلوہ ریز خوب است
زبوئے گلہائے فرح و بہجت	مشام ما عطر بیز خوب است
خوشا جلوسے زہے بہارے	ببین کہ نظارہ خیز خوب است
بعلم و فہم است نیک نوشہ	کمال اخلاق نیز خوب است

ز روئے ہاتف سنش بر آمد
نکاح عبد عزیز خوب است
۱۳۲۲ ھ

قطعه تاریخ تهنیت کتخدائی ولیعهد دکن عالیجناب میر عثمان علی خان بهادر فرزند حضور نظام دکن
خلد الله ملکه مطبوعه اخبار مخبر دکن مدراس ۲۵ر اپریل ۱۹۰۶ء

بحمد الله فرزند شاه دکن	چو نوشاه با شوکت و شان شده
دل عالمے گشت خرسند و شاد	خلائق برین مژده نازان شده
گہے بر دل ما طرب شد نثار	فدائے طرب گه دل و جان شده
خجل از دل و چشم ما یان کنون	گلستان شده نرگستان شده
چون این عقد را بے تکلف بدید	تکلف ازین جشن حیران شده
خوشا اتباع رسول کریم	زہے شان سنت نمایان شده
نه پسرے چنین دید چشم فلک	نه پدرے بہ گیتی بدینسان شده
پدر گوئے عظمت بہ شاہان ربود	پسر فخر امثال و اقران شده
پدر آفتاب سپہر کرم	پسر ہم مہ اوج احسان شده

سکوت توای بادشہ خوب نیست — چو نامت بہ تاریخ گویان شدہ

سنِ عیسوی ازلب ابتہاج
بگو۔ عقدِ عثمان علی خان شدہ ۱۹۱۶

قطعہ تاریخ کتخدائی صبیہ برادرم مولوی احمد حسین صاحب یم بے بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن

خلد اللہ ملکہ درمکان برادر موصوف روبروئے حضور نظام دکن خواندہ بود

چون بعالم جلوہ آرا گشت این فرخندہ عقد — باہزاران کروفر باجاہ باصد زیب و زین
مصرع سال سیحی گفت طبع بادشاہ — واہ شد شادی دختِ مولوی احمد حسین ۱۹۱۶

قطعہ تاریخ کتخدائی صبیہ جناب محمد اسحاق سیٹھ برادر جناب محمد اسمٰعیل سیٹھ معصوم متوطن مدراس

ہنگام نشاط و شادمانی اکنون — چون موسم گل بہ باغ آفاق آمد
رنگ گل تر رشک رخ خوبان است — بلبل ہمہ تن نظیر عشاق آمد
ذی علم و ہنر محب من اسمٰعیل — ممتاز زمان بحسن اخلاق آمد
معصوم تخلصش چہ زیبد کہ دلش — معمور زغمخواری و اشفاق آمد
فکرش غامض و ہمت او عالی — طبعش بسخن عجیب مشتاق آمد
عقد بنت برادرش جلوہ کنان — امروز بفضل و لطف خلاق آمد
این جشن بہر تکلف و آرایش — خوب آمد و خوش آمد و ہم طاق آمد
شادان ہمہ دلہا و زبانہا مداح — پرنور ہر یک دیدہ مشتاق آمد
این عقد و این طرب مبارک باشد — ہر بار ہمین صدا ز آفاق آمد

ای خامۂ بادشاہ سالش بنویس
زیبا چہ نکاح دخت اسحاق آمد ۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی خیرالدین حسین صاحب فرزند جناب حکیم حسین محی الدین صاحب ساکن پیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

ای محب من حسین محی دین — کردہ اکنون نکاح نور عین

شد بپا جوش مسرت سو بسو — محفلے دیدم چہ با صد زیب و زین
شادمان باشند نوشاہ و عروس — دائما از فضل رب المشرقین

از پئے تاریخ طبع بادشاہ
گفت - احسن عقد خیرالدین حسین

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب یونس سیٹھ فرزند جناب حاجی اسمٰعیل سیٹھ مالک انگلش ویرہوز متوطن بنگلور حسب فرمائش
جناب مولینا عبدالسبحان صاحب بہادر نوشتہ شد

مسلک چون بسلک عقد شدی — ای مروت مآب یونس سیٹھ
ہست معمور از نشاط و سرور — دل ہر شیخ و شاب یونس سیٹھ
جشن عقد تو می دہد اکنون — چہ خوشا آب و تاب یونس سیٹھ
ہمعنان است شادمانیہا — فضل حق ہمرکاب یونس سیٹھ
والدت است سیٹھ اسمٰعیل — تاجر لاجواب یونس سیٹھ
عمر و اقبال و جاہ افزون باد — تا بہ یوم الحساب یونس سیٹھ

مصرع سال بادشاہ بگفت
شدہ نوشہ جناب یونس سیٹھ

قطعہ تاریخ کتخدائی سید امیر علی صاحب فرزند جناب حکیم میر عارف علی صاحب متوطن ویلور

زہے امروز ابن کرم گسترم — رونق افروز بر مسند نوشہی ست
بہر تاریخ اکنون دل بادشاہ — گفت۔ شادی دلبند عارف علی ست

قطعہ تاریخ کتخدائی صبیہ جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپا تگری متوطن مدراس

بارک اللہ منعقد کردی زہے بزم نکاح — ای برادر ڈاکٹر نیکو شیم عبدالعزیز
مصدر اخلاق ہستی مظہر اوصاف نیک — ہست ذات تو بعالم مغتنم عبدالعزیز
زین طربہائے فراوان زین نشاط بیکران — یافت ہر کس حصہ بے بیش و کم عبدالعزیز

مصرعہ سال مسیحی گفت طبع بادشاہ
شد نکاح دختر والا ہم عبدالعزیز
۱۹۱۱ء

قطعہ تاریخ کتخدائی عبیداللہ صاحب فرزند جناب بے بی عبدالرحمن صاحب شاد سوطن وانمباڑی

عبدرحمن شاد مشفق من — ذی کمال وخلیق خوش منوال
کرد چون عقد نور چشم خود — شادمان گشت وخوب مالامال
ہر کسے محو عشرت و فرحت — می کند شکر ایزد معال
در جہان نام او عبید اللہ — نوجوان نیک طبع نیک خصال
بہر زوجین حق بیفزا ابد — مایۂ عمر ودولت واقبال
بادشہ حق الفت ہست ہمین — قطعۂ سال تا کنم ارسال

از لب انبساط ہاتف غیب
شادی خلف شاد - گفتا سال
۱۳۳۰ھ

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب وی - محمد ابراہیم صاحب ساکن وانمباڑی موسوم بہ محمد اسمٰعیل مدعمرہٗ

حبذا در چمن نسیم بہار — آمد از فضل ولطف رب جلیل
شاہد گل بحسن و زیبائی — برسر شاخ ہست چون اکلیل
ای زہے چشم نرگس شہلا — لطف نظارہ می کند تحصیل
نغمۂ عندلیب در ہر سو — ہست بر جوش انبساط دلیل
مشفق من جناب ابراہیم — نیک دل نیک خو فہیم وعقیل
شد تولد کنون بخانۂ او — پسر مہ لقا حسین وجمیل
ہر کسے از اقارب واحباب — گشت خرسند وشادمان بےقیل
ہر کسے می دہد مبارکباد — بہزاران طرب بصد تبجیل

زد رقم کلک بادشہ سالش
طفل فرخندہ آمد اسمٰعیل ١٣١٤ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولوی سید شاہ محمد زمان صاحب مہر مدرس مدرسۂ جامع العلوم وانمباڑی

جناب مولوی سید زمان شاہ
کہ در علمائے دین فرد وحید ست

عطا فرمود ایزد نیک پسرے
ہزاران شکر لے رب مجید ست

وزد ہر دم نسیم شادمانی
زہے بس شگفتہ گلزار امید ست

زروئے آرزو سال ولادت
بگوای بادشہ خلف سعید است ١٣١٦ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولنا عبد السبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب سفیر روم متوطن مدراس

عبد سبحان خوشا محب من
ذی کرم ذی وقار وذی شانست

گل رعنا بگلشن اخلاق
دُر یکتا بہ بحر احسانست

شد تولد بخانہ اش پسرے
یک جہان زین نوید شادانست

لمعہ ہائے سعادت و اقبال
مثل مہ از رخش درخشانست

از پئے طول عمر وصحت او
ہر کسے یارب از تو خواہانست

بگوائے بادشاہ مصرع سال
راحت جان عبد سبحانست ١٣٢٠ھ

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولنا عبد السبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب سفیر روم متوطن مدراس

زہے ساعت خجستہ آمد ان فرحت
خوشا افضال ولطف رب یزدان

نسیم خرمی ہر سو روان است
بگلزار دل احباب ہر آن

بجشن کامیابیہا بنازند
تمنا آرزو مقصود ارمان

مسرت ہم ببالد از مسرت
طرب گوید کہ ہستم زیر فرمان

جناب عبد سُبحان ذی لیاقت
که لقبش ہست مولنٰنا نمایان

یگانہ ساخت خالق ذات اورا
بعلم وحلم و اخلاق فراوان

شدہ درخانہ اش دختر تولد
چہ دختر دختر فرخندہ عنوان

جبین او ز انوار سعادت
درخشان صورت ماہ درخشان

الٰہی عمر و اقبالش فزون کن
طفیل مصطفٰے سالار اکوان

بدریاے سخن غواص فکرم
برآوردہ در تاریخ زیبان

بگوا بادشہ از روئے اخلاص
ہمایون باد دخت عبد سُبحان
۱۳۲۱ھ

قطعہ تاریخ تولد برخوردار محمد عبدالوحید مدعمرہٗ نور چشم برخوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

شد چہ تولد عبد وحید
نیکو طالع نیک آثار

سال ولادت ہاتف غیب
گفت۔ ہمایون برخوردار
۱۳۲۵ھ

قطعہ تاریخ تولد برخوردار قاسم حسین مدعمرہ فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم۔بے۔بی۔یل۔
معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ

نازم بفضل و لطف خلاق ہر دو عالم
درخانۂ براد رفرزند گشت پیدا

این مژدۂ طرب چون باد صبا روان شد
با فرط شادمانی بشگفت باغ دلہا

عمرت دراز بادای فرزند نیک طالع
ہمنام جد امجد داری چہ نام زیبا

از بہر سال ہجری ای بادشاہ طبعم
امروز شد تولد قاسم حسین۔ گفتا
۱۳۲۷ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب ٹی امین الدین صاحب ساکن و انمباڑی

جانشین مخلصم شکر خدا پیدا شدہ
مجلس این تہنیت ہم خانہ اش آباد گفت

ہاتفم ای بادشہ سالش ز روئے انبساط
قرۃ العین امین الدین مبارکباد گفت
۱۳۲۸ھ

قطعہ تاریخ تولد برخوردار عثمان حسین مدعمرہ فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم۔ یے۔ بی۔ یل۔ سی یس۔ ای معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ

فرزند شد تولد اکنون بساعت نیک	لاریب ای برادر این نور عین نیک است
چون جستجو نمودم بہر سن ولادت	ناگاہ گفت ہاتف عثمان حسین نیک است ۱۳

قطعہ تاریخ تقریب بسم اللہ خوانی برخوردار محمد عبد الوحید مدعمرہ نور چشم برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمہ

خوشا ساعت لب عبد الوحیدم	ز بسم اللہ کردہ دُرفشانی
سنش از روئے بسم اللہ بر آمد	چہ زیبا ہست بسم اللہ خوانی ۱۳

تاریخات وفات

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا مولوی شاہ عبد القادر علی صاحب صوفی نور اللہ مرقدہ متوطن بنگلور

خلف مولوی عبد الحی صوفی و عارف عالم دین	راہنمائے راہ ہدیٰ حامی شرع مصطفوی
بود چو ذاتش مستثنیٰ در ہمہ اہل علم و کمال	ہست کہ این شہر وران نیست فیوض وجاری
حیف شدہ چون واصل حق شور قیامت شد برپا	مضطر و نالان شد ہر دم خاطر ہر یک پیر و صبی

پایۂ دنیا بشکستہ گفتم سال رحلت او
راہی عقبیٰ شد ہے ہے مولوی عبد قادر علی ۱۳

ایضاً

ازین زمانہ چو آن فاضل زمانہ برفت	شدند پیر و جوان مضطرب بہ رنج و ملال
ای **بادشاہ** چو بودہ تخلصش صوفی	وفات صوفی والا تبار۔ گفتم سال ۱۳

قطعہ تاریخ وفات حاجی محمد عبد الرزاق صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب ساکن مدراس

از غم فرزند ساہوکار من	زار و مضطر شد دل پیر و جوان
از لب افسوس ہاتف سال گفت	کرد رحلت عبد رزاق از جہان ۱۳

قطعہ تاریخ وفات جناب سید شاہ یسین پیران صاحب نور اللہ مرقدہٗ پیر و مرشد جناب ابو العرفان

شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی متخلص بہ تسلیم حسب فرمایش صاحب موصوف نوشتہ شد

فوت آن حق شناس پیر ہدا | خلق را مبتلائے حسرت کرد
سال تاریخ بادشہ گفتا | شاہ یسین ہائے رحلت کرد

ایضاً

در دیدۂ عالم است عالم تاریک | پنہان چو شد آن مہر سمائے عرفان
تاریخ ہمین گفت فلک از دل من | ہے ہے شدہ انتقال یسین پیران

قطعہ تاریخ وفات حضرت مولٰنا مولوی محی الدین صاحب فقیہ ویلوری نور اللہ مرقدہ

راہی ملک بقا شد چون محی الدین فقیہ | ہر دل مومن شدہ در حسرت و غم مبتلا
کن تامل اندرین مصرع ببین سال وفات | بے سر و پا گشتہ اند زہد و ریاضت اتقا

قطعہ تاریخ وفات جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب غفر اللہ لہ متوطن مدراس

از ستمہائے توا ین دور زمان | ساعتے ای چرخ دون خالی نماند
سوئے عقبیٰ رفت زین دار فنا | حیف قادر محی دین نامی نماند
از ہجوم درد و غم در ہر دلے | مایۂ صبر و سکون باقی نماند
بود یک عالم ز فیضش بہرہ مند | ذی ہمم فیاض لاثانی نماند
چون نہ گویم قوم ما را بد نصیب | وا دریغا اینچنین حامی نماند
بادشہ صد آرزو یت خاک شد | آنچہ در عالم تو میخواہی نماند

دور کن پائے طرب بشنو سنش
آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

قطعہ تاریخ وفات حضرت داود علی شاہ قدس سرہٗ حسب فرمایش یکے از مشایخین ساکن حیدرآباد دکن

اہل دل صوفی مجذوب حقائق آگاہ | جانب ملک بقا حیف ازینجا رفتہ
گم شد از قلزم ہستی در بے مثل و عدیل | لے بہالعل ازین معدن دنیا رفتہ

شد چنان معتقدان را خلش خار الم | صورت نکہت گل صبر ز دلہا رفتہ

بادشہ گفت ہمین مصرع تاریخ وفات
ہائے داؤد علی شاہ بعقبیٰ رفتہ

ایضاً

عارف حق داؤد علی | شد بجناب حق واصل
ہاتف گفتا تاریخش | رفت ولی پر روشن دل

قطعہ تاریخ وفات عثمان پاشا غازی سپہ سالار افواج سلطان روم مطبوعہ اخبار کرزن گزٹ دہلی مورخہ یکم جون سنہ ۱۹۰۰ء

جان نثار حضرت سلطان روم | غازی و الاحشم عالی گہر
در گلستان ہمہ بے مثل گل | در نیستان شجاعت شیر نر
مستقل در راہ دین مصطفےٰ | مشتغل در طاعت رب بیشتر
سرنگون دشمن بہ پیشش ہمچو تیغ | دوست در غمخوارئیش سینہ سپر
آنکہ در جنگ پلونا پے بہ پے | کرد فوج روس را زبر و زبر
روسیان را ہیبتش تا این زمان | ہست در دل مثل نقش کالحجر
بر وجودش کرد استنبول ناز | فخر از وے داشت ہر ترکی بشر
وا دریغا زین جہان مثل نسیم | جانب ملک بقا کردہ سفر
کیست کو در رفتنش مضطر نہ شد | کیست کو نالان نشد با چشم تر
شد نصیب دوستان زین سانحہ | درد و یاس و حسرت و سوز جگر
یا الہ العالمین بر روح او | رحمت تو باد ہر شام و سحر

عیسوی سالش بگفتا بادشاہ
رحلت عثمان پاشا و نامور

قطعهٔ تاریخ وفات دختر جناب احمد عبدالرحیم سیٹھه متوطن مدراس حسب فرمائش جناب طیب سیٹھه ساکن میسور

واوریغا دختر احمد بن عبد الرحیم ۔ ذی فراست ذی مروت نیکخو نیکو لقا
آنکه هردم اقربا او را عزیز از جان بداشت ۔ آنکه هرکس در رضا جوئی او با صد ولا
حسن خلق او هر یک دم صورت باد سحر ۔ کرد خندان گلشن دلهائے خویش واقربا
از جبینش بود انوار سعادت جلوه گر ۔ خالق عالم چه خوبیها به او کرده عطا
بست وششم از ربیع الثانی چون آمد پدید ۔ روز پنجشنبه بوقت یازده ساعت دلا
ناگهان آن نیک سیرت جان بحق تسلیم کرد ۔ مضطر و بیتاب هر پیر و جوان شد برملا
هر کسے می سفت و رتار مژه دُرهائے اشک ۔ جوش زن گردید دریائے الم در سینه ها
شوهر او آنکه موسوم است ابراهیم سیٹھه ۔ در هزاران حسرت و اندوه و غم شد مبتلا
هیچ کس را نیست جز صبر و تحمل چارهٔ ۔ لازم است انسان بود هر وقت راضی بر رضا
یا الهی رحمت تو باد بر روحش بدام ۔ جا بده او را بجنت از طفیل مصطفی

سال فوت او چو پرسیدم ز دل ای بادشاه
گفت ۔ رفته حور بی بی جانب دارالبقا
۱۳۱۸ھ

قطعهٔ تاریخ وفات جناب منشی امیر احمد صاحب آمیر مینائی لکهنوی غفر الله له مطبوعه اخبار نیر آصفی مدراس

جناب امیر احمد ذی وقار ۔ بهند آنکه استاد نامی شده
بفضل و کمالات مقبول تر ۔ مثال نظامی و جامی شده
بذهن رسایش کرمهائے حق ۔ همیشه مددگار و حامی شده
همه خاطر خلق لاریب ازو ۔ مسخر بشیرین کلامی شده
ستوده خصائل پسندیده وصف ۔ فراهم بذاتش تمامی شده
درین دهر عمده تصانیف او ۔ زهے یادگار دوامی شده
غم رحلتش از پئے خاص و عام ۔ سبے باعث تلخکامی شده

بسان عنادل فغان می کنیم	به باغ عدم چون مقامی شده

بگو مصرع سال ای بادشاه
وفات امیر گرامی شده
۱۳۱۸ھ

ایضا

سحبان دہر فاضل ذی مکرمت امیر	معجز بیان ادیب زمان افصح اللسان
نکتہ شناس نیک نفس قادرالکلام	گنج علوم فخر زمان و زمانیان
آن جامع الکمال روان شد ہزار حیف	زین بوستان دہر سوئے ملک جاودان

تاریخ عیسوی پئے فوتش چو خواستم
گفتا دلم - برفت امیر سخنوران
۱۹۰۰ء

قطعۂ تاریخ وفات جناب مولوی حاجی واعظ شاہ عبدالعزیز صاحب قادری ساکن محلہ قلعہ وانمباڑی

کرد انتقال عالم دین و واعظ شہیر	ہرکس دُرِ سرشک بہ تارِ مژہ بسفت
از بہر سال ہاتف غیبی بہ بادشاہ	رفتہ ازین جہان شہ عبدالعزیز - گفت

۱۳۱۸

قطعۂ تاریخ وفات جناب حاجی مولوی خضر محمود صاحب متوطن وانمباڑی عم زاد برادر والد مصنف

فاضل دہر عم ذی شانم	رہنمائے شریعت غرا
حاجی و مولوی خضر محمود	بود اسمش عیان چو شمس ضحیٰ
سینہ اش بود گنج علم و کمال	ذہن او پر ضیا ز فہم رسا
مظہر حلم و منبع اخلاق	فرد کامل بزہد و ورع و تقا
بود در بہر ذات والایش	مجمع بے شمار خوبیہا
طرفہ تر اینکہ در تجارت ہم	بالیقین داشتہ ید طولیٰ
وادریغا ز شکوۂ ہیضہ	مبتلا شد طبیعت والا
کرد ناگاہ جان بحق تسلیم	داد داغ مفارقت ما را

ہر دلے گشت محو رنج و الم	ہر کسے گفت حسرتا دردا
حیف بینم کجا لقائے او	من کجا فیض و لطف اوست کجا
کن پذیرا ز بہر مغفرتش	می کنم التجا خدا وندا
نزد خاصان تو بخلد برین	یا الٰہی مقام او بادا

بگو ای بادشاہ سال وفات
زجہان رفت عالم یکتا
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ انتقال دختر مصنف نسخۂ ہذا موسوم بہ خدیجہ بی بی غفر اللّٰہ لہا

زین جلوہ گہ دنیا در عین شباب افسوس	عازم سوئے عقبیٰ شد ناگاہ خدیجہ بی
صد پارہ دل و جگرم از درد و غمت گشتہ	بے تابم و بے صبرم واللّٰہ خدیجہ بی
اخلاق نکوئے تو ظاہر چہ کنم اکنون	ہر کس بہ صفاتت شد آگاہ خدیجہ بی
مانند گل لالہ این داغ فراق تو	تا مرگ دلم دارد ہمراہ خدیجہ بی
روح تو جدا از تن با کلمۂ طیب شد	خلد است مقام تو دلخواہ خدیجہ بی
ہموارہ بروح تو افضال خدا بادا	ہر روز و ہر ساعت ہر ماہ خدیجہ بی

ای بادشہ خستہ از بہر سن رحلت
بے ساختہ دل گفتا۔ رفت آہ خدیجہ بی
۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ وفات ملکۂ وکٹوریا فرمانروائے ہند و انگلنڈ مطبوعہ اخبار مخبر دکن مورخہ ۱۳ ؍فروری سنہ ۱۹۰۱ء

ملکۂ ذی عز و شان امپرس وکٹوریہ	فخر شہان زمان امپرس وکٹوریہ
مالک برطانیہ والی کل انڈیا	حشمت و شوکت نشان امپرس وکٹوریہ
مثل تو عمدہ صفات داشتہ طول حیات	شد نہ کسے حکمران امپرس وکٹوریہ
رفتہ سوئے عدم دادۂ صد رنج و غم	کردۂ دلہا طپان امپرس وکٹوریہ
ہند و ہمہ اہل ہند از غم تو گشتہ اند	نوحہ گر و نوحہ خوان امپرس وکٹوریہ

عهد تو شصت و چهار سال درین روزگار | بود چه راحت رسان امپرس وکٹوریه
ای زهے عهد سعید گاه تنزل ندید | داشت نه دیگر چنان امپرس وکٹوریه
زنده نماندی ولیک زنده بود نام نیک | شام و سحر هر زمان امپرس وکٹوریه

سال برآمد چنین از قلم **بادشاه**
رفت ز دار جهان امپرس وکٹوریه ۱۹۰۱ع

قطعه تاریخ وفات جناب نواب فصیح الملک داغ دهلوی استاد حضور نظام دکن مطبوعه اخبار مشیر آصفی مدراس

حضرت داغ عالی جاه | حیف ز دنیا پائے فشرد
بزم سخن را داد فروغ | گوئے فصاحت از همه برد
بے سر لفظ آسائش | خاطر من چون سال شمرد

ناگه گفتا هاتف غیب
هائے جناب داغ بمرد ۱۳۲۲ھ

قطعه تاریخ انتقال والد ماجد مصنف حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب طاب الله ثراه وجعل الجنة مثواه

شد چون وفات والدم بودم به مکه این خبر | ناگاه ابواب الم صد نا بجان من کشود
دامان صبرم چاک شد چشمم بسے نمناک شد | بیتابیم هر بار چون سیماب سبقت می ربود
غمخوار فرزندان چنان کس را ندیدم در جهان | در والدان این زمان او نادر و بے مثل بود
در اهل دانش محترم در راهِ دین ثابت قدم | عالی همم نیکو شیم یکتا به لطف و بذل و جود
زنهار نتواند کسے در امر خالق دم زدن | صبر و تحمل کن دلا زین اضطرابها چه سود
کردم دعائے مغفرت در جمله افضل تر مقام | جا ایش عطا کن در جنان ای حضرت رب الودود

مرقوم کردم بے سر آرام سالش **بادشاه**
حاجی محمد قاسم از دار جهان رحلت نمود ۱۳۲۳ھ

ایضاً

بدر ذی وقار من جان افتخار من
سوئے عالم بقا کرد از جہان سفر

در تلاش سال چون طبع بادشاه بود
آمد از فلک ندا وائے این غم پدر ۱۳۲۴ھ

قطعه تاریخ وفات حضرت سید شاه محمد امین الدین صاحب القادری المعروف به صاحبو صاحب قبله مرحوم ساکن مدم پٹی تریانور

مرشد من ہادئ من قبله وماوائے من
ناگہان زین دار فانی جانب عقبیٰ برفت

زبدۂ آل پیمبر قدوۂ اہل سلوک
مرجع فن تصوف صوفئ یکتا برفت

جامع شرع وحقیقت مثل او بینم کجا
صد ہزاران حیف از ما رہنمائے ما برفت

از که گویم از که شنوم این غم واندوه دل
او برفت اما ز دستم نعمت عظمیٰ برفت

از فیوضش بہرۂ وافی مرا حاصل نشد
عمر من ہیہات از سعی و استدعا برفت

تیره وتار است در چشم مریدانش جہان
راست از جا نہا برفت وصبر از دلہا برفت

ملہم غیبی پے سال وصالش **بادشاه**
گفت سید امین الدین از دنیا برفت ۱۳۲۴ھ

قطعه تاریخ وفات جناب ملنگ حاجی عبد الرحمن صاحب غفر له متوطن وانمباڑی

آه بحکم خالق عالم زین عالم
تاجر یکتا باذل ذیشان فوت شده

دہم جمادی الاخریٰ روز شنبه بود
ساعت شش در صبح نمایان فوت شده

بر لب اہل حاجت جاری این سخن است
از دل ما باک بعد ارمان فوت شده

سال رقم کن **بادشه** اخلاص کش
ملنگ حاجی عبد رحمن فوت شده ۱۳۲۴ھ

قطعه تاریخ وفات جناب بے۔ بی۔ محمد سلیمان صاحب ساکن وانمباڑی

فلک می دہد ہر زمان داغ حسرت
برین زندگانی انسان حیف است

ندانیم ہیہات چون مرگ خود را
بدنیا برین ساز وسامان حیف است

محمد سلیمان از رحلت تو | سہر دل تاسف بہر جان حیف است
تو بودی سراپا لیق و مکرم | بصد حسرت و رنج و ارمان حیف است

جنبید ارلب بادشہ گفت سالش
وفات محمد سلیمان حیف است
۱۳۱۱ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب ابو سعید محمد عبد الرحمن صاحب مبرور منشی فارسی مدرسہ اعظم مدراس

والا جناب عبد الرحمن ذی لیاقت | بے مثل اوستادے درفن شعر یکتا
در فارسی و اردو اعلیٰ مہارتے داشت | ہم در زبان انگلش گوئے سبق ربودہ
بودہ تخلص او مبرور در زمانہ | مبرور فی الحقیقت مبرور بود حقا
صد حیف از بلائے ہیضہ وفات او شد | کردند در مقام مدنات دفن اورا

ای بادشاہ ازمن ناگاہ ہاتف غیب
مبرور وای رحلت کردہ سنش بگفتا
۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب حاجی عبد اللطیف صاحب غفر اللہ لہ برادر معظم جناب مولنا الحاج مولوی
عبد الہادی صاحب مسوطن والمباڑی وظیفہ خوار سرکار نظام دکن خلد اللہ ملکہ

بود اخی اعظم ترا ای عبد ہادی مولوی | ناگہان رفتہ ازین دار المحن سوئے الٰہ
بادشہ این مصرع سال وفات اد بگو | کرد رحلت حاجی عبد اللطیف افسوس آہ
۱۳۲۲ھ

تاریخات متفرق واقعات

قطعہ تاریخ فتح یونان مطبوعہ شمس الاخبار مدراس مورخہ ۷ جون ۱۸۹۷ء

اے امیر المسلمین عبد الحمید | ہست ذاتت نازش شاہان روم
یک جہان را از تو لطف زندگی | روم مثل قالب و تو جان روم
خوان انشت را عجب گستردہ | ہر دل مومن شدہ مہمان روم
حیف در باغ جہان حاسد ورا | می خلد چون خار عز و شان روم

شاہ یونان بود یک روباہ وش	گر د عزم رزم از شیران روم
لشکرش ہر جا شکستے یافتہ	شد فنا از تیغ خون افشان روم
ڈیوک آف اسپارٹا پسرش گریخت	شد چو طاری خوف بے پایان روم
خود سپاہ او سپاہ خویش را	کشتہ اند از ہیبت مردان روم
آنکہ می گفتند سلطان را مریض	بہر او شان خوب شد درمان روم
ہست این عجبے کہ می بینیم کنون	دشمنان را ہم ثنا گویان روم
فکر تاریخش بکن ای بادشاہ	گر تو ہستی از بہی خواہان روم

از لب اسلام طعم زد ندا
فتح شد یونان از سلطان روم ۱۳۱۴

ایضاً مطبوعہ اخبار وکیل امرتسر مورخہ ۲۱ جون ۱۸۹۷ء

شدہ مسخر چو ملک یونان ز شیر مردان فوج سلطان	زمین بصد جوش مرحبا گفت بارک اللہ آسمان گفت
سپاہ یونان ہلاک گشتہ ہزار ہا زیر خاک پنہان	ز تیغ بران فوج رومی نہ ہیچ کس غیر الامان گفت
چنین نذلت چنین شکستے ندید یونان ہیچ وقتے	سزا است اورا لقب بہ یورپ اگر کسے شاہ بزدلان گفت
ببین تو از درۂ پلونا بہ تا ڈموکوز گونہ گونہ	بلاد و قصبات و قلعہ ہایش شدند مفتوح یک جہان گفت

چو ہست این فضل رب بیچون نہ چون کنم فکر سال اکنون
چہ خوب ای بادشہ دل من فتوح عبدالحمید خان گفت ۱۳۱۴

قطعہ تاریخ ورود مرض طاعون در شہر بنگلور

از دست طاعون سر بسر بنگلور شد زیر و زبر	صد گونہ آفات و بلا بہر تباہی آمدہ
در فکر سال عیسوی بودم چو بارنج دلی	زد ہاتف غیبی ندا۔ غضب الہی آمدہ ۱۸۹۸ء

قطعہ تاریخ جشن تاج پوشئی شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم فرمانروائے ہند و انگلینڈ مطبوعہ اخبار مخبر دکن مدراس
مورخہ ۲۰ / آگسٹ ۱۹۰۲ء

اے شہ یڈورڈ ہفتم واہ واہ — نیر بخت تو روشن خوب شد
نغمہ خوان بر شاخ گل ہر عندلیب — گل ہر یک خندان بگلشن خوب شد
چشم نرگس وقف نظارہ شدہ — محو مدح شاہ سوسن خوب شد
با ہزاران کروفر تاج شہی — بر سر تو جلوہ افگن خوب شد
وجہ اعزازت ندانم تاج را — بلکہ تاج از تو مزین خوب شد
اکثر اہل تاج محتاج تو اند — خلق را ذات تو ماہن خوب شد
خوب شد فرحت ز بہر دوستان — از حسد پامال دشمن خوب شد
بست و ششم جون آمدہ چہ خوب — شہرہ اش در ہند و لندن خوب شد
سر شد نداتواپ در ہر یک مقام — سو بسو آواز دن دن خوب شد

بادشہ برسید از ہاتف سنش
گفت - جشن کارونیشن خوب شد
۱۹۰۲ء

قطعہ تاریخ طغیانی پالار سنہ ۱۳۲۰ھ و انمباڑی

شدہ از شامت اعمال مایان — ظہور قہر یزدانی ز پالار
ندیدہ وانمباڑی ز طفلی — چنین سیلاب لاثانی ز پالار
چہ می دانی جفا اے پیر گردون — بیاموز این ستمرانی ز پالار
مکانہا منہدم برباد اموال — عجب شد خانہ ویرانی ز پالار
جدا گشتند با حرمان ز قالب — بسے جانہائے انسانی ز پالار
گلستانہا چو خارستان بدمدم — مزارع ہم ہمہ فانی ز پالار
فراہم تودہ تودہ بر مزارع — ہمہ ریگ بیابانی ز پالار
کسے در فاقہ بے جامہ کسے را — میسر گشت عریانی ز پالار
نصیب ہر بشر شد گونہ گونہ — پریشانی و حیرانی ز پالار

برون از حد تحریر است هیهات	زبان مالی وجانی پالار

چرا ای بادشه خاموش هستی
بگو تاریخ - طغیانی زپالار

قطعه تاریخ جلسهٔ دستاربندی مدرسه باقیات الصالحات ویلور

تعالی الله این بزم همایون	سراسر مورد فضل الهی است
ز روی وجد گفتم مصرع سال	چه زیبا جلسه دستاربندی است

قطعه تاریخ عهدهٔ دیوانی جناب خواجه اکبر حسین صاحب بهادر ریاست بنگن پلی

ای نیک محب من ذیجاه شفیق من	فهم نو سا آمد بخت تو خوشا آمد
ممتاز شدی اکنون از عهدهٔ دیوانی	هنگام طرب افزا از فضل ندا آمد
در دور فلک بنگر آن کیست که شادان نیست	دل مدح سرا آمد لب محو دعا آمد
شایان چنین عزت لاریب وجودت بود	مقصود و مراد ما آمد چه بجا آمد

زد بادشه تاریخ از قطع سر اعدا
این منصب دیوانی فرخنده ترا آمد

قطعه تاریخ عطای خطاب سی-ایس-ای - به جناب مولوی احمد حسین صاحب ایم-اے-بی-ایل-
معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد الله ملکه بمقام دربار دهلی ۱۹۱۱ء

داد احمد حسین را قیصر	تمغه و هم خطاب سی-ایس-ای
از معزز خطاب کرده	عمده تر انتخاب سی-ایس-ای
کرد پیدا مسرت بی حد	در همه شیخ و شاب سی-ایس-ای
موجب اتحاد سرکاری	گشت این لاجواب سی-ایس-ای
واد شهرت ترا بکشور هند	صورت آفتاب سی-ایس-ای
ای برادر بنام تو زیبد	خوب باآب و تاب سی-ایس-ای

زد رقم بادشہ سن ہجری
ہست نامی خطاب سی۔ لیس۔ ا ی
۱۳۲۹

قطعہ تاریخ صحت مصنف نسخۂ ہذا از مرض دنبل

فلک بحال من بادشاہ خستہ جگر
عجیب کرد جفائے ولے بخیر گزشت
نمودہ گشت بدوشم ستم رسان دنبل
گرفتہ بود چہ جائے ولے بخیر گزشت
بنزد ڈاکٹران جز علاج قطع وبرید
نبود ہیچ دوائے ولے بخیر گزشت
مرا طفیل گناہان ناسزا شاید
خدا بداد سزائے ولے بخیر گزشت
سر حسد چو بر بدم سبا غم تاریخ
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت
۱۹۱۱ع

قطعہ تاریخ وعظ جناب سلطان الواعظین مولانا الحاج مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی پھلواری کہ در ٹون ہال مدراس بتاریخ ۲۷ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء منعقد شدہ وبصورت کتاب بنام وعظ دلکش شائع شدہ بود

چون سلیمان واعظ شیرین مقال
گفت وعظے خوش بقصر ٹون ہال
نرم شد دلہائے مومن ہچو موم
شد فزون خوف خدائے ذوالجلال
حق تعالیٰ داد تاثیر عجیب
در بیان وعظ او بے قیل وقال
سال تاریخش بجستم بادشاہ
وعظ دلکش۔ کلک من بنوشت سال
۱۳۳۱

قطعہ تاریخ خطاب خان بہادر عطائے سرکار انگریزی بجناب ڈاکٹر خواجہ محمد حسین صاحب ریاست بیگن پلی

خطاب یافت زسرکار ڈاکٹر خواجہ
مسرت دل احباب روز افزون شد
بگفت بادشہ خیر خواہ مصرع سال
خطاب خان بہادر زہے ہمایون شد
۱۹۱۲ع

تاریخات کتب

قطعہ تاریخ زواجر منظوم مصنفہ جناب منشی عظیم الدین صاحب متخلص بہ عظیم متوطن بیارم پیٹھ ضلع نرشاپور کی آر

جناب منشی والا گہر عظیم الدین
دلم زبہر سن طبع از لب ایمان

بسلک نظم دُر نسخۂ زواجر سفت
نہے زواجر منظوم لاجواب بگفت
۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان گوہر مسمّی بہ گوہر آبدار تصنیف جناب محمد منور خان صاحب گوہر مدراسی

خوشا دیوان گوہر طبع گشتہ
بناز دلفظ بر حسن معانی
درخشان است مضمون مثل گوہر
صدائے آفرین آید زہر سو

کہ ہر ہر لفظ او مرغوب و لہا است
معانی بر کمال لفظ شیدا است
روان طبع مصنف ہمچو دریا است
لوائے شہرتش ہر سمت برپا است

رقم زد بادشہ این مصرع سال
کلام گوہر نامی چہ یکتا است
۱۳۲۰ھ

ایضاً

گرد رقم نسخۂ دیوان عجیب
گفت سن طبع ہمین بادشاہ

شاعر ما گوہر عالی وقار
گوہر اشعار چہ شد آبدار
۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ مثنوی نغمۂ توحید مصنفہ جناب ابو العرفان شاہ محمد عبد الرحمن صاحب فاروقی تسلیم مجدد علوم صوفیہ

چنان زد نغمۂ توحید تسلیم
بطبع بادشہ ہم کرد تاثیر

شدہ بیخود دلِ اہل زمانہ
بگفتم سال - برجستہ ترانہ
۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ مثنوی چندر بدن ماہیار مصنفہ جناب حاجی محمد عبد القادر صاحب شاکر متوطن وانباڑی

رقم زد کنون شاکر خوش بیان
بر آمد ز دریائے طبعش عجیب
ز حالات چندر بدن ماہیار
سن طبع او از لب آفرین

چہ منظور اہل نظر مثنوی
درخشندہ مثل گہر مثنوی
شدہ دلکش و پُر اثر مثنوی
بگو بادشہ عمدہ تر مثنوی
۱۳۲۰ھ

نظم اور قطعات تاریخ جو متفرق واقعات مین لکھی گئین

یہ نظم اثنائے سفر حرمین شریفین سنہ ۱۳۰۰ھ مین لکھی گئی اور عدن سے بذریعہ ڈاک اخبار مخبر دکن مدراس کو روانہ کیئے گئی

سوئے کعبہ اندنون جاتے ہین ہم
حق کے فرمان کو بجا لاتے ہین ہم

ہم کہان یہ نعمت عظمیٰ کہان
اپنی خوش قسمت پہ اتراتے ہین ہم

ہو نہین سکتا ہے لفظون مین ادا
اس سفر مین جو مزا پاتے ہین ہم

شوق ہے مونس تو ہمت ہے رفیق
دیکھیئے کس کس کو لیجاتے ہین ہم

عین راحت ہم کو ہر تکلیف ہے
کون کہتا ہے کہ گھبراتے ہین ہم

عمر سب بے ہے گناہون مین کٹی
ہاتھ اب مل مل کے پچھتاتے ہین ہم

نام نیکی کا نہین اعمال مین
سخت شرماتے ہین شرماتے ہین ہم

اپنے مہمانون پہ کر لطف و کرم
یا الٰہی تیرے گھر آتے ہین ہم

انکساری عذر خواہی بے بسی
نذر یہ در پر ترے لاتے ہین ہم

اپنی آہین بادزن سے کم نہین
عشق کی آتش کو بھڑکاتے ہین ہم

دیکھینگے کعبہ کو دیکھینگے ابھی
دل کو یون کہہ کہہ کے سمجھاتے ہین ہم

رنگ تیرے شاعری کا بادشاہ
اندنون کچھ اور ہی پاتے ہین ہم

یہ نظم بعد مشرف ہونے زیارت مکہ معظمہ موزون کیئے گئی اور اخبار مخبر دکن مدراس مین شایع ہوئی

ہزاران شکر اب ہم منزل مقصود پر پہنچے
الٰہی یہ ترے ناچیز بندے تیرے گھر پہنچے

الٰہی خواب کا عالم ہے ہم پر یا ہے بیداری
کہان تھے کس جگہ تھے یک بیک ہم اب کدھر پہنچے

ترے بحر کرم کے جوش کا بس یہ نتیجہ تہا
ہزارون میل سے طی کر کے راہ بحر و بر پہنچے

زبان پر کلمۂ لبیک تن پر جامۂ احرام	سفر دو ماہ سے دو یار ہم خستہ جگر پہنچے
الٰہی بخشدے ہمکو الٰہی بخشدے ہم کو	ترے در پر نہ سے رحم و کرم کے منتظر پہنچے
مقابل اس خوشی کے ہو نہین سکتی خوشی کوئی	نہ ہرگز اس سفر کو کوئی دنیا کا سفر پہنچے
جو کچھ طاعت ہوئی ہم سے یہان پھر پوچھنا کیا ہے	ہوئی مقبولیت کا بھی شرف اسکے اگر پہنچے

نہ پوچھو **بادشہ** اہل وطن کے جوش وحشت کو
پہنچنے کی ہماری جب وہان انکو خبر پہنچے

یہ نظم بعد مراجعت سفر حرمین الشریفین لکھی گئی

رہگیا بس زبان پہ نام سفر	حیف ہے آج اختتام سفر
شکر خالق ہو کیا ادا ہم سے	ہم ہوے فائز المرام سفر
یاد آتا ہے صبح و شام ہمین	آہ وہ لطف صبح و شام سفر
وہ تمنا کہان وہ جوش کہان	اب کہان ہے وہ اہتمام سفر
کہان وہ دن مدینہ و مکہ	نہی ہے ہمارے لئے مقام سفر
جلد کیجیے سفر اے مشتاقو	ہے اگر دل مین احترام سفر

بادشہ ہے دعا یہی حق سے
پھر دوبارہ ہو انتظام سفر

یہ نظم جلسہ فتح اڈریانوپل واقع موریو پلین پبلس پارک مدراس منعقدہ ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی اور پڑہی گئی

کیا نشان حق ہے روم کی کایا پلٹ گئی	اب اسکے دشمنون کی جو قسمت پلٹ گئی
قابض ہوے ہین ترک ادرنہ کے شہر پر	بلغاری فوج مین جو تہی ضخامت گھٹ گئی
جلسہ اسی خوشی مین ہوا ہے یہ منعقد	دل سے ہمارے فکر تنزل کی گھٹ گئی
بلقانیون کی ہوگئی آپس مین جنگ خوب	ضرب المثل ہے جو تیون مین دال بٹ گئی

کہتا ہے ہم آج مین بالیقین ہو گیا
حاجت نہ اسکو کٹنے کی تھی تیغ ترک سے
حیران ہے دل گرفتہ ہے اب شاہ فرڈیننڈ
ہر جا پہ ہے رسالے کا اور بلا کا ہے غل

کہتا ہے دل کہ مجھسے مسرت چمٹ گئی
انگاری فوج مارے ندامت کے کٹ گئی
فوج اسکی جیسا ہیضہ ہی یون سمٹ گئی
دیکھو ہوا ادھر کی ادھر اب پلٹ گئی

اے بادشاہ نظم کو تم کیجیے مختصر
کوئی نہ یہ کہے کہ طبیعت اوچٹ گئی

ایضاً

عجب ہے فتح سے تیرے مسرت اڈریانوپل
بڑھا دی تو نے پھر دینی محبت اڈریانوپل
کسے امید تھی پھر آئے تو ترکون کے قبضے مین
کروڑون دل مسلمانون کے تیرے عاشق و شیدا
زبان پر یون نہ مجنون کے بھی ہو گا نام لیلیٰ کا
نکلنا ہی پڑا بلغاریہ کو تیرے پہلو سے
رہے چھپے سو برس سے ہم جو تیرے مالک و مختار
غلط ہے یہ گمان ہرگز نہین ہے تجھ سے یہ امید

نہین کہنا ہے اب جوش طبیعت اڈریانوپل
ہوی دہ چند پھر ترکون کی عظمت اڈریانوپل
فقط اللہ کی یہ ہے عنایت اڈریانوپل
ستار کہی تھی کیا کیا تیری فرقت اڈریانوپل
ہمارے لب پہ ہے ہر ایک ساعت اڈریانوپل
ہمارے جذب دل کی دیکھ حالت اڈریانوپل
بھلا دی تو نے کیا دو دن مین الفت اڈریانوپل
تجھے اغیار سے ہے سخت نفرت اڈریانوپل

دُعا ہے بادشہ کی یا الٰہی کیجیے مقبول
نہ چھوٹے ترک سے پھر تا قیامت اڈریانوپل

یہ نظم ساحل مدراس پر جرمنی کروزر ایمڈن کی حملہ آوری کے متعلق لکھی گئی تاریخ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۴ء اعسدی

تو جو مدراس آیا اے ایمڈن
آدمی بیس کر دیتے مجروح
جل اٹھے تیل کے خزانے دو

کیا ستم ہم پہ ڈھایا اے ایمڈن
خوب گولے چلایا اے ایمڈن
خوب چرکا لگایا اے ایمڈن

تو نے مدراسیون کو وہشت سے | شہر سے ہے بھگایا اے یمڈن
پھر رہا آجتک ہے آنکھون مین | ایسا طوفان اوٹھایا اے یمڈن
خواب غفلت مین سو رہے تھے ہم | تو نے ہمکو جگایا اے یمڈن
اب نہین خبر تیری ساحل پر | بار ثانی جو آیا اے یمڈن
کیسے کیسے جہاز کو تو نے | انگلیون پر نچایا اے یمڈن
تجھہ سے غرقاب دس جہاز ہوے | رحم کچھ بھی نہ لایا اے یمڈن
دی نہ اہل جہاز کو ایذا | سب کو تو نے بچایا اے یمڈن
لطف اخلاق سے تو اضع سے | سب کے دل کو لبھایا اے یمڈن
مدح اور ذم کے دونون پہلو مین | تجھکو یکتا جو پایا اے یمڈن
کوئی نفرین آفرین کوئی | کرتے ہین اب رعایا اے یمڈن
مین کہونگا نہ پھر کسی پہ پڑے | تیرا منحوس سایا اے یمڈن

بادشہ نے یہ واقعہ سچا
آج تجھکو سنایا اے یمڈن

ایضاً

تجھپہ تف اے خلیج بنگالہ | کیون نہ یمڈن کو غرق کر ڈالا
جانتا خوب تو ہے یہ یمڈن | سلطنت کا ہماری ہے دشمن
اس سے دو دن کی تیری چاہت ہے | مدتون سے ہماری الفت ہے
دوستی پر تو اسکے بھول گیا | دوستان قدیم بھول گیا
ذات مین تیری گر وفا ہوتی | تیری یمڈن پہ کچھ جفا ہوتی
بگڑے یمڈن کی ایک دن حالت | یا گرفتار ہوگا یا غارت
ہوگا برگشتہ اس پہ یکدن فیر | بکرے کی ماں منائیگی کیا خیر

نام پٹلن جو سب کے لب پر ہے
ایک چھوٹا سا وہ کروز رہے

قطعہ تاریخ دربار دہلی جو اخبار وطن امرتسر مین شائع ہوا تھا

یہ کس جشن طرب کا واقعہ اب پیش مردم ہے
صریر کلک مین بھی میرے آواز ترنم ہے

چمن مین غنچہ و گل نے جمایا رنگ عشرت کا
کوئی مصروف خندہ ہے کوئی محو تبسم ہے

ادائے نرگس شہلا ہے بالکل دید کے قابل
خموشی مین بھی سوسن کے اب انداز تکلم ہے

مبدل کیون نہ ہر زحمت ہو اپنی فرح و بہجت سے
الم کا نام جب مانند عنقا دہر سے گم ہے

تعلق جوش فرحت کا ہر یک دل سے ہے یون گویا
وہ ساقی ہے یہ پیمانہ وہ بادہ ہے تو یہ خم ہے

کہ یعنے جشن اسکے تاجپوشی کا ہے امروز ون
فزون تر جسکا شہرہ از زمین تا چرخ چارم ہے

وہ شاہ ہند و انگلستان کہ جسکی ذات مین مجید
شجاعت ہے عدالت ہے عنایت ہے ترحم ہے

شریک جشن لاکھون میہمان ہین شہر دہلی مین
ہے مثل آسمان دہلی یہ خلقت شکل انجم ہے

یہ حسن انتظام لارڈ کرزن کا نتیجہ ہے
کہ ہر یک جشن پر اس جشن کو حاصل تقدم ہے

نیابت شاہ کی زیبا ہے اسکو طبع مین اسکے
لیاقت ہے فراست ہے تدبر ہے تفہم ہے

لکھین گر آب زر سے واقعہ یہ کچھ نہین بیجا
تکلف اور آرایش کا ہر جا پر تلاطم ہے

بہی خواہان دولت سب مسرت سے ہین مالا مال
دل بدخواہ پر یہ جشن گویا نیش گزدم ہے

لکھو اے بادشہ تاریخ اس دربار دہلی کی
ہمایون تاج پوشی ملک شہ ایڈورڈ ہفتم ہے
١٩٠٢

قطعہ تاریخ در ورود سردار عنایت اللہ خان جو اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء مین شایع ہوا تھا

خلف امیر کابل سردار ذی وجاہت
رونق فزائے شہر کلکتہ ہے بصد جاہ

ہے سولہ سال کا سن بالکل شباب کے دن
ہمراہیون مین ہے یون تارون مین جسطرح ماہ

باقی رہا نہ کوئی تعظیم کا دقیقہ
برٹش کی سلطنت نے کی قدر اسکی دلخواہ

توپون کی وہ سلامی وہ احترام فوجی
وہ شاہی میہمانی وہ الفت اور وہ چاہ

وہ قصر خوشنما وہ آرائش و تکلف
وہ خسروانہ ساز و سامان واہ صد واہ

کیا لاجواب دونون مہمان و میزبان ہین
یک جانشین کابل یک نائب شہنشاہ

مہمان و میزبان مین تھی گفتگو جو باہم
اسرار تھے وہ شاہی ہے کون اس سے آگاہ

تحفے اودہر سے آئے وہ چند ادہر سے پہنچے
پیدا ہوی دلون مین کیا اتحاد کی راہ

تاریخ خیر مقدم اے کلک بادشہ اب
لکھہ۔ جلوہ و رود سپہ دار عنایت اللہ

قطعہ تاریخ۔ روسی بیڑہ بالٹک کی شکست اور شاہ جاپان کی فتحیابی پر جو اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۴ جون ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تہا

تہا روسیون مین عجیب جوش فرحت
جیسدم نکلا ہے بالٹک کا بیڑہ

معلوم یہ کس کو تہا کہ وہی دن ہین
محتاج فنا ہے بالٹک کا بیڑہ

کہتا تہا خوشی سے ہر سپاہ جاپان
خوان یغما ہے بالٹک کا بیڑہ

صد آفرین تو گوگی ہے صیادی پر
کیا صید کیا ہے بالٹک کا بیڑہ

بیڑہ نہ کسی کا پایا ایسا نقصان
جو کچھ پایا ہے بالٹک کا بیڑہ

پشہ سے ہوی ہلاک فوج نمرود
مصداق اسکا ہے بالٹک کا بیڑہ

کیا حرف غلط تہا صفحہ ہستی مین
یک لخت مٹا ہے بالٹک کا بیڑہ

ضائع ہوا محصور ہوا غرق ہوا
کیا رنگ لیا ہے بالٹک کا بیڑہ

لکھد یجے بادشاہ سال ہجری
تاراج ہوا ہے بالٹک کا بیڑہ

ایضاً

جنگ بحری مین تری یہ فتح و نصرت دیکھکر
اے شہ جاپان ہماری عقل اب حیران ہے

بادشہ کو جستجو تھی عیسوی تاریخ کی
غیب سے آئی ندا فتح عظیم الشان ہے
۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ تسخیر پورٹ آرتھر جسکی اشاعت اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۱ر جنوری ۱۹۰۵ء مین ہوی تھی

خدا کی شان ہے اے شاہ جاپان
چمکتا ہے تیرے قسمت کا اختر
ترے لشکر نے با صد جانفشانی
کیا ہے پورٹ آرتھر کو مسخر
شجاعت کہتی ہے لشکر سے تیرے
تو نازان مجھپہ مین نازان ہون تجھپر
اگر کچھ یاس نے صورت دکھائی
کہا ہمت نے بڑھکر مین ہون یاور
طفیل اس جنگ کے جاپانیون نے
جگھہ پائی ہے کیا ہر دل کے اندر
صفائی تیغ جاپان کی جو دیکھی
ہوا ہے رشک سے یورپ مکدر
نہ کیونکر زار کی ہو زار حالت
شکست فاش ہے اسکو میسر
نہین زیبا خموشی شاعرون کو
پئے تاریخ یہ موقع ہے خوشتر

لب جاپان سے طبع بادشہ نے
کہی تاریخ۔ فتح پورٹ آرتھر
۱۹۰۵

قطعہ تاریخ۔ فتح مکڈن جو اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۱۶ر مارچ ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا

کیون نہ جاپان مین ہو خوشی کی دہوم
لطف حق اس پہ سایہ افگن ہے
کل مقصد سے سر بسر معمور
شاہ جاپان کا جیب و دامن ہے
آفرین اسکو اسکے لشکر کو
کہہ رہا سارا ہند و لندن ہے
حالت فتحیابی مکڈن
ایک عالم پہ آج روشن ہے
کبر و نخوت مین سر بلند جو تھا
حق نے اسکی جھکائی گردن ہے
نغمہ ہائے طرب ہین جاپان مین
روسیون مین الم ہے شیون ہے
حیف رنگین ہے خون انسان سے
آج مکڈن بھی رشک گلشن ہے
روسیو! جاؤ سوئے پیٹرسبرگ
بس وہی ایک تمہارا مامن ہے

لطف اب جنگ مین نہین زنہار
بے مزا سارا حیلہ و فن ہے
سال ہجری کی ہے ضرورت کیا
یہان مطلوب عیسوی سن ہے

بادشہ روئے انبساط سے تم
کہدو۔ تسخیر شہر پکڈن ہے

قطعہ تاریخ صلح جاپان اور روس پر جو اخبار مخبر دکن مدراس بابت ستمبر ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا۔

صلح و امان کی کس کو خواہش نہین جہان مین
جنگ و جدل سے ہے کسکو بھلا خوشی آج
مدت سے تھی جو جاری جاپان و روس مین جنگ
باہم مصالحت کی ہم کو خبر ملی آج
صد آفرین ہے تجہپر اے امریکہ کے والی
تونے ادا کیا ہے کیا حق دوستی آج
گر بزم صلح کی تو کرتا نہ سر پرستی
یون جلد تر نہوتی یہ صلح و آشتی آج
کیا ایک روس و جاپان دنیا ہے تیری ممنون
گردن ہر ایک کی بارمنت سے ہے جھکی آج
کرتے ہین تہنیت کے تارین تجھے لگاتار
شاہوں مین قدر تیری کسدرجہ بڑہگئی آج
ہر گوشہ جہان مین اس صلح کا ہے چرچا
ہر ہر بشر کے لب پر بس ذکر ہے یہی آج
مسرور و شادمان ہین سب اہل روس و جاپان
انکے ہر ایک مکان مین ہے عید واقعی آج
تاوان جنگ اپنے مفتوح سے نہ لیکر
جاپان نے دکہائی کیا عالی ہمتی آج
ملجاؤ تم گلے اے وکلای صلح باہم
کہتے ہین جنگ کسکو ہے کیسی دشمنی آج

ای بادشاہ تم یہ تاریخ صلح لکھدو
خونریزی خلایق موقوف ہو چکی آج

قطعہ تاریخ جو خلیفۃ المسلمین امیر المومنین اعلحضرت عبد الحمید خان غازی سلطان روم خلد اللہ ملکہ صدمۂ ڈینامیٹ سے بال بال بچ جانیکی اظہار خوشی مین لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲۳ اگست ۱۹۰۵ء مین شایع ہوا

بفضل خدا ای شہنشاہ روم
مصیبت ترے سر سے کیا ٹل گئی

کیا بم کے گولے کا دشمن نے وار
نہ پہنچا کہن کا یہ صدمہ سبھی
بچایا ہے خالق نے گلزار کو
خوشی کا ہوا ہر طرف غلغلہ
ملا مصرع سال جب دم مجھے

ہے صد شکر اسکی جفا ٹل گئی
نہ اے مہر تیری ضیا ٹل گئی
خزان کی جو آئی ہوا ٹل گئی
غم و درد کی اب صدا ٹل گئی
مری فکر طبع رسا ٹل گئی

اور اکر سر جو رکھہ **بادشاہ**
شہ روم پر سے بلا ٹل گئی

قطعہ تاریخ جو زوجۂ پیر صاحب اپنا مکان محلۂ محفوظ خان باغ واقع مدراس وقف کرنے پر لکھا گیا

نہ کیون پائے جزائے نیک حق سے
لکھی تاریخ اسکی **بادشہ** نے

مکان یہ وقف ہے جسنے کیا آج
مبارک ہو یہ خیر جاریہ آج

قطعہ تاریخ رفع فساد مقدونیہ

یہہ قطعہ جلسہ عام اہل مدراس مین پڑہا گیا جلسہ مذکور کے انعقاد کی وجہ اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ اور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کو شکریہ ادا کرنے کی تہی۔

کس خوشی کا جوش ہے اب جا بجا
وجہ کیا یون مطمئن ہین خاص و عام
شادمان دل ہے ہر ایک کا آج کیون
کسلئے جلسہ ہوا یہ منعقد
حضرت سلطان امیر المومنین
مذہبی جتنے ہین اعلیٰ تر مقام
سارے دنیا کے مسلمانون کا وہ
اسکی نصرت نصرت دین ہے یقین

کیون ہر یک کے لب پہ ہے شکر خدا
کسلئے اوٹھتے ہین یون دست دعا
ہو گیا مفقود تھا وہ رنج کیا
ہے مسرت عام اسکی وجہ کیا
خادم الحرمین ذی مجد و علا
سب پہ قابض اسکو خالق نے کیا
بالیقین ہے مذہبی فرمانروا
اسکی ذلت ذلت دین ہے بجا

آفتاب آمد دلیل آفتاب ۔۔۔ وصف خود شاہد ہے اسکے وصف کا
کسطرح مانینگے دعوی اوسکا ہم ۔۔۔ جو نہین اسکو خلیفہ مانتا
اسکی ہمت اسکی عمدہ پالسی ۔۔۔ اسکا استقلال اور فہم رسا
آج تک پایا ہے کس سلطان نے ۔۔۔ مدح خوان دشمن بہی ہین بے ساختہ
جسطرح سے حاکم دینی ہے وہ ۔۔۔ حاکم دنیا شہ برطانیہ
دین و دنیا دونون ہمکو چاہئے ۔۔۔ ہمکو دونون سے تعلق ہے لگا
استفادہ ہمکو دونون سے ضرور ۔۔۔ ترک کر سکتے ہین ہم کسکو بہلا
اے زہے قسمت شہ ایڈورڈ بہی ۔۔۔ بادشاہ مہربان ہمکو ملا
ان دنون جب ملک پر سلطان کے ۔۔۔ بحری بیڑہ دول یورپ کا گیا
جنگ کے آثار تھے بالکل عیان ۔۔۔ پیش تہا مقدونیہ کا مسئلہ
مضطرب سارے مسلمان ہو گئے ۔۔۔ تہا پریشانی مین ہر یک مبتلا
دل ہر یک کا آشنا تہا رنج سے ۔۔۔ کون تہا جو اس سے متاثر نہ تہا
ہم نے خدمت مین شہ ایڈورڈ کے ۔۔۔ تار سے یہ مدعا ظاہر کیا
آپ شاہانہ عنایت سے کرین ۔۔۔ دول اور سلطان مین باہم تصفیہ
ہم رعایا کی ضروری عرض کو ۔۔۔ شاہ نے منظور فوراً کر لیا
ہو گیا ہر طرح اب صلح و امان ۔۔۔ بیڑہ جو آیا تہا واپس ہو گیا
معترف احسان کے گر ہم نہ ہون ۔۔۔ اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی خطا
اے شہ ایڈورڈ ہفتم ذی وقار ۔۔۔ اے ہمارے ایمپرر آف انڈیا
آج یہ جلسہ بصد جوش طرب ۔۔۔ کر رہا ہے شکریہ تیرا ادا
اور کرتا ہے ادا اسے تہنیت ۔۔۔ خدمت سلطان مین باشوق و ولا
مخمصے سے جنگ کے از فضل حق ۔۔۔ رہ گیا محفوظ جو ملک آپ کا

ہم تو کیا روئے زمین کے دیندار / اس خوشی مین سب نے ہے حصہ لیا
التجا ہے ای الہ العالمین / ملک سلطان کو تو رکھہ یون ہی بجا
شوکت و اقبال سلطان ہو فزون / ہر زمان ہر وقت تا روز جزا
اسکے اعدا کو شکست فاش ہو / فتح و فیروزی ہو اسکو جا بجا
ترک و برٹش مین ہو باہم اتحاد / منقطع یارب نہ ہو یہ سلسلہ
یہ رہین باہمدگر شیر و شکر / انکی الفت کو تو دے ہر دم بڑھا
ساری دنیا مین رہے صلح و امان / روسیہ ہو جنگ کا صبح و مسا
یہ جو دو جلسے ہوے مدراس مین / اندنون در بارۂ مقدونیہ
متحد دونون کے ہین اغراض سب / یہ خبر ہے اسکی وہ ہے مبتدا
وہ شجر ہے تو یہ اسکا ہے ثمر / وہ ثمر ہے تو یہ اسکا ہے مزا
رنج گر کہئے اسے رحمت ہے یہ / درد گر کہئے اسے یہ ہے دوا
ای قلم کر داستان کو مختصر / بادشہ طول سخن ہو تا کجا
چونکہ ہے یہ واقعہ بھی یادگار / گر لکھون تاریخ تو بیجا ہے کیا

لو سنو یہ مصرع تاریخ سب
آج خوف جنگ ہے دل سے ہٹا

قطعہ تاریخ ورود عالیجناب پرنس آف ویلز مع بیگم

جسوقت مدراس مین حضور ممدوح کی تشریف آوری ہوی یہ قطعہ بذریعہ ڈاک پیش کیا گیا حضور ممدوح نے اپنے مراحم خسروانہ سے اسکی قبولیت اور شکریہ کا خط روانہ کیا بعد وصول خط شکریہ حضور ممدوح تمام حکام والا مقام اور رئیسان ذی احتشام کی خدمات مین بطریق تحفہ اسکے نقول روانہ کئیے گئیے سب کے پاس سے شکریہ کے خطوط آکر باعث افتخار و اعزاز مصنف ہوے وہو ہذا

آمد آمد کی تھی جسکے ایک مدت سے خبر / یک جہان کی آنکھ جسکے دید کی تھی منتظر

جسکے استقبال کی تھی دہوم سارے ہند مین — جسکے مہمانی کی ہہین تیاریان شام و سحر
جسکے خاطر ہو رہی ہہین جابجا آرائشین — جسکے خاطر صرف کرتے تھے خوشی سے مال و زر
جسکے ہاتہون سے ہاہر کام کی ہے فال نیک — افتتاحی سیکڑون رسمین تہین جس پر منحصر
تخت انگلستان کا کہتے ہین جسکو جانشین — ہے لقب جسکا پرنس آف ویلز ہر جا مشتہر
ایکدن چمکیگا جسکے سر پہ تاج کوہ نور — ایکدن ہوگا جو ملک انڈیا کا امپرر
بلدۂ مدراس مین وہ آج ہے رونق فزا — اور ہے ہمراہ اسکی بیگم والا گہر
یہ وہ بیگم ہین کہ پہلے ہند مین آئین یہی — کس نے خاتونان شاہی مین کیا ایسا سفر
کیا مبارک تو ہے ای سب و چہارم جنوری — رشک کرتے ہین تری قسمت پہ ایام دگر
جسقدر ہو ناز ای مدراس تجھکو ہے بجا — دیکھنے آیا مع بیگم ترے شہ کا پسر
ہر زمان لازم ہے تجھپر اسکی آمد کی خوشی — اسکی دلجوئی کا یہ موقع ہے تجھکو خوب تر
ہم نے مانا ای فلک پیر جہاندیدہ ہے تو — بے سبب ہرگز نہین خم ہین ترے پشت و کمر
سچ بتا تو نے کبھی دیکھا ہے اپنی عمر مین — یہ طرب یہ جوش یہ جلسہ یہ شاہی کر و فر
صفحۂ دل سے ہمارے محو ہونگے کس طرح — خوشنما اوقات یہ نظارہ ہائے پر اثر

تحفۂ تاریخ تم یہ پیش کردو **بادشاہ**
ہند مین آیا ~~شہ~~ انگلنڈ کا لخت جگر ۵

قطعۂ تاریخ مراجعت لارڈ کرزن ویسرائے ہند طرف انگلستان کے مطبوعۂ اخبار مخبر دکن مدراس مورخۂ ۲۹ نومبر ۱۹۰۵ عیسوی

نہین یکحال پر حال زمانہ — دورنگی اسکی ہے عالم پہ روشن
جناب ویسرائے ہند کی ذات — عجب فہم و فراست کی تھی معدن
حکومت ہند مین کی جسنے چھ سال — چلا ہے وہ بسوئے شہر لندن
اسی کے عہد مین دربار دہلی — بصد شوکت ہوا ہے جلوہ افگن

اسی کے عہد مین تشریف لایا
پرنس آف ویلز ابن شاہ لنڈن
بسوئے کابل و ایران اس نے
مشن بھیجا ہے بروقت معین
سفارت جب گئی ہے سوئے تبت
جھکالی والی تبت نے گردن
پئے اصلاح تعلیمات و پولس
اسی نے سعقد کی ہے کمیشن
بڑا اڑا اسکے ہی زور پالسی سے
اجارہ پر ملا فرحت کا مسکن
عرب کے بھی سواحل پر گیا وہ
محبت کا عجب پھیلا کے دامن
اسی کے عہد مین بنگالیون نے
مچایا بے نہایت شور و شیون
ادھر تھا جوش تحریک سدیشی
ادھر بنگال کا تھا پارٹیشن
غرض طرز عمل اس حکمران کا
بنایا خوب ہر یک دل مین مسکن
ہے اسکے وصف مین یون ہند گویا
دل من داند و داند دل من

لکھوائے بادشہ تاریخ رخصت
ہوا رخصت وطن کو لارڈ کرزن
۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ جشن جوبلی حضور نظام دکن دام اقبالہ جو اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲۰ ڈسمبر ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا

کیا شان حق ہے آتی کس انداز سے بہار
رنگت کچھ آج اور ہی صحن چمن کی ہے
ہر یک شجر نہال ہے ہر گل ہے باغ باغ
کیا دھوم ای صبا ترے دلکش چلن کی ہے
نرگس کی کور آنکھ بھی بینا ہے اندنون
سوسن سی بے زبان کو تمنا سخن کی ہے
گل مین کسی کے عارض رنگین کا رنگ ہے
سنبل مین وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے
دولہ ہے عندلیب براتی ہین سب شجر
ناز و ادا گلو نمین سراسر دلہن کی ہے
غنچون کی بو سے کرتی ہے ان روزون ہمسری
سنبل مین وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے
پوڈر لگایا گل نے زر گل کا رخ پہ آج
رغبت اسے بھی اندنون انگلش فیشن کی ہے
یعنے شہ دکن کے ہے یہ جوبلی کا دن
فرحت عجیب آج ہر یک مرد و زن کی ہے

ہر یک خوشی بجا ہے ای اہل دکن تمہین
قسمت بلند آج تمہارے وطن کی ہے

نظارہ ایسے جشن کا ہمکو عطا ہوا
منت یہ کیسی بارگہ ذوالمنن کی ہے

نازان رعایا شاہ پہ شہ ان پہ شادمان
نسبت یہ گویا دونون مین اب روح وتن کی ہے

کس طرح مجھسے حضرت آصف کا وصف ہو
طاقت قلم کی ہے نہ زبان و دہن کی ہے

اللہ رے خوشی شہ آصف کے عہد کی
باقی نہ ایک شکل بھی رنج و محن کی ہے

اس عہد شہ مین جہل ہے بیقدر کسقدر
جو کچھ یہان ہے قدر فقط علم و فن کی ہے

اقبال وجاہ شہ کا فزون تر ہو دمبدم
جبتک بقا الہی زمین و زمن کی ہے

تاریخ جشن تم یہ سنا دو ای بادشاہ
اب جوبلی جہان مین نظام دکن کی ہے

قطعہ تاریخ جو جلسہ دستار بندی مدرسہ باقیات الصالحات ویلور کیلیے لکھا گیا

خوب ہے مجمع مسرت خوب ہے
علم کا ہے آج عز و جاہ خوب

سال اس جلسہ کا لکھو بادشاہ
جلسہ تعلیم طلبہ واہ خوب

قطعہ تاریخ جو حیدرآباد دکن مین لارڈ منٹو ویسرائے ہند کی تشریف آوری پر لکھا گیا

ہوے ہین رونق افزا ویسرائے ہند بلدہ مین
نہ تھی کسکو تمنا اس مسرت خیز قابو کی

ہوا آراستہ پیراستہ یون ہر گلی کوچہ
بنی ہے آج شکل شہر یک معشوق دلجو کی

نہ کیون مسرور ہو محظوظ ہو ہر دم دل مہمان
مچی ہے دہوم ہر جا میزبان کے خلق نیکو کی

عجب دانش وفراستین میزبان مہمان کی تقریرین
ہے انکے آگے کیا وقعت فلاطون کی ارسطو کی

لب بہجت سے سال عیسوی اسے بادشہ فوراً
کہو۔ اب ہے خوشا آمد دکن مین لارڈ منٹو کی

قطعہ تاریخ جو آنربل جسٹس عبدالرحیم صاحب بہادر عہدہ ججی ہائی کورٹ مدراس پر مامور ہونیکے متعلق لکھا گیا

سرکار مین معزز عہدے تو یون بہت ہین — رکھتا ہے سب مین لیکن شان عظیم جسٹس

صد شکر اندنون ہین رونق فزائے ہی کورٹ — ذی جاہ پاک مسلمان مرد سلیم جسٹس

مدراسیو تمھاری قسمت کی یاوری ہے — ہمدرد قوم آتے کیسے فہیم جسٹس

تاریخ عیسوی یہ اے **بادشاہ** لکھدو
فرخ نہاد ہین یہ عبدالرحیم جسٹس
۱۹۰۸ ع

قطعہ تاریخ جو افتتاح حجازی ریلوے پر لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۸ء مین شائع ہوا

مچی ہے کس نوید جانفزا کی دہوم عالم مین — زبان پر کیون ہر یک کے آج شکر رب باری ہے

نظر آتا ہے یہ کس شاہد مقصود کا جلوہ — بہرا ہے جوش کیون دل مین یہ فرحت آج کیسی ہے

سبب کیا ہر طرف آثار عشرت یون ہویدا ہین — سبب کیا جا بجا یہ اتفاق وحب قومی ہے

سنو یہ وجہ اسکی ریل آپہنچی مدینہ کو — بصد شوکت وہان اب اسکا جشن افتتاحی ہے

خوشی ہم بہی منائین گر یہان ہرگز نہین بیجا — ہمارے واسطے یہ بلکہ لازم ہے ضروری ہے

مبارک شہر کو پہنچی مبارک ریل ہے بیشک — مبارکباد کے قابل مسرت یہ ہماری ہے

سہولت اب سفر کی حاجیو تم کو مبارک ہو — تم اچھے ہو تمھاری اندنون تقدیر اچھی ہے

وہ دن بھی آئیگا سنلوگے پہنچی ریل مکہ کو — زیادہ کچھ نہین عرصہ جو مدت ہے وہ تھوڑی ہے

یہ سب کسکے بدولت کون ہے اس ریل کا بانی — وہی یعنے امیر المومنین سلطان غازی ہے

ہے خاقان ابن خاقان اور سلطان ابن سلطان وہ — ادب سے سارا یورپ جسکو کہتا ہز مجسٹی ہے

یہ وہ سلطان ہے جسکو خادم الحرمین کہتے ہین — یہ وہ سلطان کہ جو شرع نبی کا دل سے حامی ہے

یہ وہ سلطان خلافت کا ہے جسکے یک جہان قائل — یہ وہ سلطان کہ جسپر سلطنت خود ناز کرتی ہے

یہ وہ سلطان ہے جس سے کل مسلمانان دنیا کو — شرف ہے فخر ہے اعزاز ہے اور سرخروئی ہے

تدبر مین تحمل مین فراست مین لیاقت مین — بھلا تاریخ مین بتلاؤ ہمسر اس کا کوئی ہے

محبت اوسکی مثل می ہمارا دل ہے پیمانہ — زمانہ بنگیا ساقی ہمیشہ دور جاری ہے

یہی ہے آرزو دل کی یہی ہے التجا حق سے ۔ جہان مین وہ رہے باقی جہان جب تک کہ باقی ہے
شہ ایڈورڈ ہفتم کا بھی ہم پر شکریہ لازم ۔ کہ جس نے مذہبی کامونین آزادی ہمین دی ہے
تعلق ہمکو دونون شاہ سے ہے فرق ہے اتنا ۔ وہ دینی ہے یہ دنیاوی وہ روحی ہے یہ جسمی ہے

تلاش اے بادشہ تھی بہر سال افتتاح ریل
کہا ہاتف نے۔ یثرب کو مبارک ریل پہنچی ہے
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ جو طغیانی موسیٰ ندی واقع حیدرآباد دکن کے متعلق لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ نومبر ۱۹۰۸ء مین شائع ہوا

حادثہ سنکر ترا ای حیدرآباد دکن ۔ آہ ادل کس کا نہین ہے خنجر غم سے دو نیم
موسیٰ ندی کا ہے یون سیلاب آیا ناگہان ۔ جسطرح کرتی ہے دہاوا ملک پر فوج غنیم
کوئی تو دب کر موا کوئی ہوا ہے غرق آب ۔ کھلگئی تہی خلق پر کبارہ عین و دال و میم
کردیا بے استقامت اسکو بھی سیلاب نے ۔ تہا سن تعمیر جس پل کا صراط مستقیم
گر گئے صدہا مکان بیحد ہوا نقصان مال ۔ سیکڑون بیوہ ہوئین عورات اور بچے یتیم
لالہ و گل تھے جہان اب ہے وہان سب خار و خس ۔ ہے روان باد خزان جس جا پہ چلتی تہی نسیم
سجگئے صدمہ سے جو اونکی تہی کیا حالت زبون ۔ ہائے انکی بے بسی وہ رنج و غم وہ خوف و بیم
آفرین صد آفرین ہے تو نے اے شاہ دکن ۔ کسقدر ان خستہ حالونپر کیا لطف عمیم
کھانا بھوکون کو کھلایا کپڑے ننگون کو دئے ۔ اور اپنے خاص ایوان مین کیا انکو مقیم
اللہ اللہ یہ نوازش یہ رعایا پروری ۔ حشر مین دیگا جزا کیا کیا تجھے رب کریم
تجھ سا حاکم آج تک تخت دکن پر کب ہوا ۔ واقعی ہے ذات تیری فخر شاہان قدیم
کیون نہ تاریکی شب غم کی دکن سے دور ہو ۔ ماہ تابان تو ہے اور انجم ہین سب تیرے ندیم

ہاتف غیبی نے بہر سال مجھ سے بادشاہ
کہدیا۔ آیا دکن مین وائے سیلاب عظیم
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ جو مسند نشینی ہز ہائنس نواب سید غلام علیخان بہادر والی ریاست بنگن پلی کے متعلق لکھا گیا۔

ہوی آج یہ کسکی مسند نشینی	ریاست کا گلشن ہے سرسبز و شاداب
درخشان ہے تقدیر بنگن پلی کی	کشادہ ہین کیا کیا مسرت کے ابواب
نہین کچھ یہ بیجا اگر آب زر سے	لکھین تذکرہ اسکا ذی فہم اصحاب
عجب چشمۂ فیض ہے یہ ریاست	شب و روز خلق خدا جس سے سیراب

لکھو بادشہ تم یہ سال مسیحی
غلام علیخان ہوا آج نواب
۱۹۱۰ء

قطعہ تاریخ جو لارڈ منٹو بہادر ویسرائے ہند کی تشریف آوری مدراس پر لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ڈسمبر ۱۹۰۹ء مین شائع ہوا

کیا مبارک ہے تو اے ماہ ڈسمبر کی نہم	تیرا آنا گویا ہمکو فال نیکو ہے یہ آج
گلشن مدراس مین کیا لائی ہے تونے بہار	جانفزا ہر یک گل و غنچے کی خوشبو ہے یہ آج
نائب ایڈورڈ ہفتم رونق افزا ہین یہان	شادمانی و طرب کی دہوم ہر سو ہے یہ آج
چل رہا ہے دور انکے بادۂ دیدار کا	ساغر چشم خلائق خوب مملو ہے یہ آج
خیر مقدم کے منانے کا ہے بس موقع یہی	ہمکو اظہار وفاداری کا قابو ہے یہ آج
بلدۂ مدراس ہے آراستہ پیراستہ	ہر گلی دلکش ہے ہر یک راہ دلجو ہے یہ آج
آپ لاثانی فراست مین ہو یکتا فہم مین	کون مانند آپ کے خوش خلق خوشخو ہے یہ آج
آپکی کوشش کا ثمرہ ہے یہ اسکیم جدید	آپ کے احسان کا انکار کسکو ہے یہ آج

جستجو ہے گر تجھے تاریخ کی ای بادشاہ
لکھہ۔ خوشا زیبا ورود لارڈ منٹو ہے یہ آج
۱۹۰۹ء

قطعہ تاریخ جو جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب کے انتخاب لیجسلیٹو کونسل مدراس کی ممبری پر لکھا گیا

تاجر والا ہمم نیکو شیم	عبد ہین قدوس کے عالی جناب

مجمع اوصاف جنکی ذات ہے ۔ جن کا شہرہ ہے مثال آفتاب
ذی وجاہت ذی فراست ذی کمال ۔ مدح خوان جنکے ہین سارے شیخ و شاب
جنکے گہر سے فیض یک عالم کو ہے ۔ قوم ہے ممنون جن سے بے حساب
کونسل کے آج وہ ممبر ہوے ۔ کردیا انکو خدا نے کامیاب
دل ہر یک کا ہے خوشی سے باغ باغ ۔ واقعی ہے یہ مسرت لاجواب
دہوم ہے ہر سو مبارک باد کی ۔ ذکر ہے ہر جا یہی با آب و تاب
سرخرو یارب رہین یہ قوم مین ۔ قوم ہو انسے ہمیشہ بہرہ یاب

مین نے سال کامیابی **بادشاہ**
لکہدیا- اچھا **مبارک انتخاب**

قطعہ تاریخ جو ہز مجسٹی کنگ جارج پنجم شاہ انگلنڈ و قیصر ہندوستان کے تخت نشینی کے متعلق لکہا گیا

ہے اب رونق فزاے تخت انگلنڈ ۔ ہزاران آفرین ہے جارج پنجم
مبارکباد کی ہر سو صدا ہے ۔ خوشی اب ہر کہین ہے جارج پنجم
رعایا پرور و عادل و باذل ۔ کوئی تجھ سا نہین ہے جارج پنجم
ترے ہی خرمن فیض و کرم کی ۔ رعایا خوشہ چین ہے جارج پنجم
سپہر دولت و اقبال کا تو ۔ عجب ماہ مبین ہے جارج پنجم
سراسر مورد **فضل** الٰہی ۔ ترا تاج و نگین ہے جارج پنجم
چلیگا باپ کے نقش قدم پر ۔ یہی ہمکو یقین ہے جارج پنجم
سنادین مصرع سال جلوس آج ۔ تمنا یہ ہمین ہے جارج پنجم

سر اعدا کو کردو دور سُنلو
خوشا اورنگ نشین ہے جارج پنجم
۱۹۱۰

قطعہ تاریخ جو صحت یابی شمس العلما خان بہادر نواب عزیز جنگ بہادر متخلص بہ ولا ساکن حیدرآباد دکن پر

لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲۳ رمی سنہ ۱۹۱۱ء مین شایع ہوا

عزیز جنگ بہادر ولائے والاشان
وجود تیرا جہان مین بسا غنیمت ہے
ترے فیوض سے اب ستفید کون نہین
شہیر خلق ہے تو باہزار زیبائی
ترے ہی دم سے ہے ہر فن کی قدر افزائی
تمام ملک دکن دل سے تیرا شیدائی
خبر جو تیری علالت کی اندنون پھیلی
ہر ایک زبان پہ تھی تیری سلامتی کی دعا
پئے علاج اطبا ادہر ہوے مصروف
ہزار شکر ملی تجھکو دولت صحت
تو دوستونکی طبیعت بہت ہی گھبرائی
ہر ایک دل تری صحت کا تھا تمنائی
ادہر عنایت خلاق جوش پر آئی
ہزار شکر خدا نے امید بر لائی

سنائی ہم نے لب بادشاہ سے تاریخ
عزیز جنگ نے نام خدا شفا پائی
۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ جو جلسۂ ابتدائے رسالۂ المضمون مدراس کے لئے لکھا گیا

شکر صد شکر منعقد ہے آج
جلسۂ ابتدائے المضمون
بادشہ اسکی تم لکھو تاریخ
طرب افزا ابتدائے المضمون
۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ جو جلوس ہز ہائنس میر عثمان علیخان بہادر جی سی ایس آئی نظام ہفتم حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ پر لکھا گیا

ہو گیا تخت دکن پر جلوہ گر
میر عثمان علی والا مقام
بادشہ نے لکھدیا سال جلوس
اب ہوا شاہ دکن ہفتم نظام
۱۹۱۱ء

قطعہ تاریخ جو دول یوروپ مین جنگ عظیم چھڑ جانیکے متعلق لکھا گیا اور اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس مطبوعہ ۱۲ ر آگسٹ سنہ ۱۹۱۴ء مین شائع ہوا

یوروپ کی دولتون مین کیا جنگ چھڑ گئی ہے
کس نے نظیر اسکی تاریخ مین ہے دیکھی
سال اسکا بادشہ سے کیو چھتے ہو سنلو
جنگ عظیم یوروپ ہے۔ اسکا سال ہجری
۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ وعظ جناب مولوی حاجی غلام محمد صاحب شملوی زاد مجدہ جو مسجد میمنان کوچۂ آنڈرسن مدراس مین پڑھا گیا

میمنو! آپ کی مسجد مین آج
وہی پائیگا جزا خالق سے
دین کے واسطے ہے یہ دنیا
مولوی شملوی صاحب کا بیان
ایسے واعظ کی اگر قدر نہو
ہین یہی ندوۃ العلما کے وکیل

شملوی وعظ کا کیا چرچا ہے
دین کی باتون کا جو شیدا ہے
گر نہو دین تو دنیا کیا ہے
پوچھنا کیا ہے بہت عمدہ ہے
قدر کا لفظ ہی پھر بیجا ہے
ہند مین انکا بڑا شہرا ہے

بادشہ وعظ کی تاریخ لکھو
واعظ سحر بیان اچھا ہے
۱۳ ۲۳

تاریخات مساجد و عیدگاہ

قطعہ تاریخ جو مسجد پنکنڈہ واقع ضلع انت پور کیلئے حسب فرمایش اہل پنکنڈہ لکھا گیا

خوب تیار یہ ہوی مسجد
کہدیا سال اسکا ہاتف نے

دل ہوا مومنون کا فرحت ناک
کہ زہے خانۂ خدا سے پاک
۱۳ ۱۶

قطعہ تاریخ جو مسجد پنگنور واقع ضلع چیتور کیلئے حسب فرمایش اہل پنگنور لکھا گیا

فضل سے اللہ کے پنگنور مین
کہدیا ہاتف نے سال اختتام

ہو گئی تعمیر مسجد باصفا
مومنین کا سجدہ گاہ بیت خدا
۱۳۲۳ء

قطعہ تاریخ جو تعمیر عیدگاہ آمبور کیلئے حسب فرمائش بانگی قادر بادشاہ صاحب کمپنی لکھا گیا

شکر ہے یہ عیدگہ طاعت حق کیلئے
فکر تھی تاریخ کی دل نے کہا بادشاہ

ہو گیا تیار از فضل خدا سے جہان
لکھدو ہے یہ خوشنما عیدگہ مومنان
۱۳

تاریخات شادی

قطعہ تاریخ نکاح احمد حسین صاحب فرزند جناب لطہر ماشمس الدین صاحب ساکن وانمباڑی جو محفل نکاح مین پڑہا گیا اور دوسرے شعرا کی تاریخون کے ہمراہ طبع کرکے تقسیم کیا گیا۔

گلشن مین فصل گل کی کیا دہوم ہے مچی آج — نغمہ سرا ہے بلبل ہر ایک بصد خوشی آج

ابر بہار کا کیا جاری ہے فیض ہر سو — ہر نخل تازہ تر ہے ہر شاخ ہے ہری آج

سبزہ کی سبز مخملی ہے قابل نظارہ — گویا بچھا ہے ہر جا فرش زمردی آج

غنچون کا مسکرانا پہولون کا پہول جانا — دکہلا رہا ہے کیا کیا انداز خرمی آج

بے انتہا زر گل تقسیم کر رہا ہے — دیکھو تو باغبان بہی کسقدر ہے سخی آج

مصروف ناز ہے گل محو نیاز بلبل — دونون کی دل لگی یہ ہر دل کو ہے لگی آج

ثابت قدم ہے راہ عیش و طرب مین یکجا — سرو سہی کو حق نے کیا دی ہے راستی آج

دل ہے کہین لبہاتی آنکھین کہین جراتی — نرگس کی شوخیان ہین واللہ دیدنی آج

رنگ چمن سے ای دل حیران کیون ہوا ہے — کیا یہ نوید فرحت تو نے نہین سنی آج

لطہر ماشمس دین کا فرزند نیک طینت — پایا ہے بارک اللہ اعزاز نوشہی آج

چرچا ہے تہنیت کا ہر ایک کی زبان پر — محو طرب ہین یکسر کیا پیر کیا صبی آج

علما و عمدگان سب ہین جمع باتجمل — اس جشن کی عیان ہے رونق کچھ اور ہی آج

کس کس کا نام لون مین کسکی صفت لکھون مین — عاجز قلم ہوا ہے قاصر زبان ہوی آج

یارب عروس و نوشہ ہر دم رہین سلامت — باصدق دل یہی مین ہون تجھ سے ملتجی آج

یہ لطف زندگی بس قایم رہے ہمیشہ — جسطرح انکو حاصل ہے لطف زندگی آج

تاریخ کا یہ مصرع سن لیجے **بادشہ** سے

ہے بزم کتخدائی احمد حسین کی آج

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب عبدالوہاب صاحب ویلوری جو جناب حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم متوطن ویلور کی لڑکی سے کیگئی

مرحبا اے نہسوین ماہ رجب — تو ہے کیا جلوہ نما با آب وتاب
تیرے آنیسے ہوے مسرور ہم — تیرے آنیسے ہوے ہم کامیاب
نیک ہے مسعود ہے محمود ہے — تجھکو زیبا ہے ہر یک زیبا خطاب
تو نے دکھلائی ہمین صبح امید — تجھ سے اب مقصد کا چمکا آفتاب
یعنے فضل حق سے اب نوشہ ہوا — دوست یک میر لیاقت انتساب
ذی مروت مظہر خلق و کرم — ہر صفت مین ہے وہ فرد لاجواب
دہوم ہے ہر جا مبارکباد کی — خرمی بجد ہے فرحت بے حساب
یون شگفتہ ہے دل پیر و جوان — تازہ تر گلشن مین ہو جیسے گلاب
واسطے تاریخ کے ای بادشاہ — فکر میری ہوگئی وقف حساب

یکبیک ہاتف سے یون آئی ندا
ہے یہ فرخ شادی عبد وہاب ۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب عبد القادر صاحب برادر جناب شیخ احمد صاحب ویلوری جو جناب حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم متوطن ویلور کی لڑکی سے کیگئی تھی۔

بارک اللہ یہ کیا محفل ہے — ہر طرف جوش طرب ہے ظاہر
شوق کہتا ہے کہ کچھ لکھ مضمون — طبع کہتی ہے کہ مین ہون حاضر
شکل غنچہ ہے کوئی متبسم — مثل گل کوئی شگفتہ خاطر
مدح خوان صورت بلبل کوئی — کوئی نرگس سا ہمہ تن ناظر
جا بجا یون ہے اثر فرحت کا — جیسے گلشن مین صبا ہے سایر
میرے یک دوست ہین شیخ احمد نام — صاحب خلق ہین ذی شان تاجر
ہوا اب انکے برادر کا نکاح — اسلیئے ہے یہ مسرت وافر
ذی وجاہت ہے سراسر نوشاہ — طرہ ہے اسپہ لباس فاخر

جمع کیا کیا ہین یہان اہل کمال
رونق اس بزم کی کچھ اور ہی ہے
سب کے لب پر ہے مبارکبادی
چونکہ بے لطف ہے اب طول کلام
شاد و خرم رہین دولہ دلہن
بادشہ داد سخن کی دینگے

عالم و فاضل و منشی شاعر
اہتمام اسکا ہے بالکل نادر
کون ہے کسکی زبان ہے قاصر
بس یہی میری دُعا ہے آخر
فضل حق انکا ہو ہر دم ناصر
وہ جو ہین فن سخن کے ماہر

لب ارمان سے سنا دو تاریخ
خوب ہے شادیٔ عبد نادر
۱۳ ۲۰

مادۂ تاریخ نکاح خطیب محمد عبد الرشید صاحب فرزند مصنف

نکاح خطیب عبد الرشید
۱۳ ۲۱

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب خطیب مولوی محمد عبید اللہ صاحب فرزند جناب خطیب عبد الرحمن صاحب ساکن وطن وانمباڑی

شکر للہ آج ہے گلشن مین کیا فصل بہار
نغمۂ بلبل ہے پستی ثنا ہر گل اسطرح
شاخہائے گل بہم کرتے ہین یون سرگوشیان
طفل غنچہ کا دہن وا ہے جو بسم اللہ سے
ہر شجر فیض زر گل سے تو نگر بنگیا
سربسر حیران کہین گلچین کہین صیاد ہے
یعنے یک میرے مکرم دوست ذی لطف و کرم
انکا نور العین ہے جو صاحب علم و کمال
شاد ہے مسرور ہے خرسند ہے ہر یک بشر
علم و اخلاق و تواضع نیکخوئی خوشدلی

خندہ زن گل ہین شگفتہ طبع سارے عندلیب
جسطرح دربار شاہی مین ہو آواز نقیب
راز دل جیسا کسی سے کوئی کہتا ہے حبیب
آئی ہے باد سحر اب بنکے استاد ادیب
کون ہے اہل چمن مین آج محتاج و غریب
ناز ہے یہ بلبل و گل کو ہے کون اپنا رقیب
جسکا ہے اسم گرامی عبد رحمن خطیب
آج وہ نوشہ ہوا از فضل خلاق مجیب
آج آتی ہے نظر مجھکو خوشی بھی خوش نصیب
ذات نوشہ مین یہ سب ہین جمع باشان عجیب

بزم یہ مثل فلک ہے شکل انجم جمع ہین — عمدگان شہر سارے اور علما تے لبیب
مولوی حاجی حضرت محمود جن کا نام تہا — عقد نو سنہ مین جو آئی انکی ہے دخت نجیب
گو نہین زندہ ہین وہ زندہ مگر ہے انکا نام — رہبر دین پیمبر تہے وہ روحانی طبیب
دولہ و دلہن کو یارب شاد رکہہ آباد رکہہ — تیرے افضال و کرم ہر دم رہین انکے قریب

مصرع تاریخ یون لکہا ہے مین نے **بادشاہ**
ہے مبارک عقد نیکو یہ عبید اللہ خطیب

قطعہ تاریخ کتخدائی حکیم محمد عبدالواحد صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب ساکن مدراس

عبد واحد کا ہوا بیاہ جو آج — دہوم ہر جا ہے خوشی کی زاید
بادشہ تم یہ سنا دو تاریخ — شادی فرخ عبد الواحد

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب داود الغنی محمد ابراہیم صاحب سکرٹری محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی وانباڑی

کس زبان سے ہو ترا شکر و سپاس — فضل کیا ہم پر ہے اے اللہ آج
شاہد مقصود کو تو نے کیا — جلوہ گر مانند مہر و ماہ آج
جیسے گلشن مین روان باد نسیم — یون خوشی کی ہے دلونمین راہ آج
دل سے ہر یک کے یہ کہتی ہے خوشی — خادمہ تیری ہون بے تنخواہ آج
کون ہے ایسا جو باغ دہر مین — اس مسرت سے نہین آگاہ آج
یعنے یک میرے مکرم دوست نے — عقد دختر کا کیا دلخواہ آج
واہ کیا محفل ہے جس پر ہے فدا — شان و شوکت اور عز و جاہ آج
اہل محفل صورت پروانہ ہین — اور شمع بزم ہے نوشاہ آج
ہر دہن وقف مبارکباد ہے — ہر زبان پر ہے صدائے واہ آج
دل مین مہمانون کے مدت تک رہے — میزبان تیری یہ لطف و چاہ آج
مصرع تاریخ کی تہی جستجو — آئی ہاتف سے ندا ناگاہ آج

کہدو از روئے بشاشت **بادشاہ**
دختِ ابراہیم کا ہے بیاہ آج ۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ شادی دختر مولوی احمد حسین صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایل معتمد پیشی حضور نظام دکن جو برادر موصوف کے مکان مین روبروئے حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ پڑ ہا گیا

محفل ہے عقد کی یہ کیا خوب بارک اللہ
سب دوستون کے دل کو فرحت ہے چین ہے آج
اے کلک **بادشہ** تو لکھدے یہ سال ہجری
نوشاہ نیک خواجہ الطاف حسین ہے آج ۱۳۲۵

قطعہ تاریخ کتخدائی ملبالم عبد الرحیم صاحب فرزند جناب ملبالم امین الدین صاحب ساکن وانمباڑی

شکر تیرا کیا ادا ہو ہم سے اے رب کریم
ہم ہین بندے تو ہے مالک ہم ہین حادث تو قدیم
تیری صنعت کے ہین شیدا جملہ عقلائے زمان
تیری حکمت سے ہین حیران سارے دنیا کے حکیم
شان ارفع ہے تری اور تیری قدرت ہے بڑی
تیری رحمت ہے کشادہ تیرا احسان ہے عظیم
سب سے اعلیٰ سب سے برتر تیرا احسان ہے یہی
تو نے رکہا دین احمد پر جو ہمکو مستقیم
تو نے وہ بزم مسرت ہمکو دکھلائی ہے آج
سایہ افگن جسپہ ہے ہر دم ترا فضل عمیم
یعنے ملیالم امین الدین صاحب ذی وقار
مظہر لطف و عنایت دوست ہین میرے صمیم
آج نور العین کا انکے ہوا عقد نکاح
فرحت و بہجت ہین کیا کیا دلمین ہر یک کے مقیم
پورا پورا گر لکھون اس بزم کا مین کر و فر
صفحہ کاغذ پہ میرے ہون فدا اوراق سیم
اس مسرت کی خبر پہیلی ہے ہر سو شہر مین
جسطرح گلشن کے اندر ہو روان باد نسیم
واہ کیا رونق ہے کیا زینت ہے اس محفل کی آج
جمع ہین تجار کیسے کیسے علمائے فخیم
وصف کے قابل ہے نوشہ نیکخو نیکو نہاد
ذی مروت ذی وجاہت طبع ہے اسکی فہیم
فارسی اردو و انگلش کا نہین ماہر فقط
بلکہ عربی قابلیت بہی ہے اسکی مستقیم
اب دعا کرتا ہون حق سے بہر نوشاہ و عروس
خوش رہین خرم رہین یہ دہر مین بے خوف و بیم
سارے آفات و حوادث سے انہین محفوظ رکہہ
کر کرم ان پر الہٰی نام ہے تیرا کریم

فکر تھی تاریخ کی دل نے کہا ای بادشاہ
لکھہ کہ۔ زیبا خوب ہے اب شادی عبدالرحیم
۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی احمد بادشاہ صاحب ولد جناب ثانی سید صاحب متوطن گونڈپور واقع وانمباڑی جو حسب فرمایش اراکین انجمن خیرخواہ عام گونڈپور وانمباڑی لکھا گیا

شکر تیرا کیا کرین ای خالق جل و علا
آج تو نے کیا خوشی کا دن ہمین دکھلا دیا

یون کیا خندان دلونکو آج تیرے فضل نے
جیسے غنچون کو شگفتہ کرتی ہے باد صبا

یعنے یک مخلص ہمارے دی لیاقت ذی کمال
معدن اخلاق خوش خو صاحب فہم رسا

نام احمد بادشہ ہے عرف ہے باشا میان
بارک اللہ اب مبارک عقد انکا ہو گیا

کسکے چہرے پہ نہین آثار فرحت کے عیان
کسکے لب سے اب نہین آتی صدا تے مرحبا

ہے ہماری انجمن جو خیرخواہ عام نام
ہین یہ نوشہ اسکے یک پرجوش ممبر باصفا

انجمن اپنی طرف سے آج باصد ذوق و شوق
پیش کرتی ہے یہ ہدیہ قطعہ تاریخ کا

از رہ الطاف اس ہدیہ کو ہو شرف قبول
ہے یہی مقصد یہی ارمان یہی ہے مدعا

التجا ہم سب کی ہے یارب کہ نوشاہ و عروس
خوش رہین خرم رہین دنیا مین ہر صبح و مسا

الفت و اخلاص ان مین دمبدم ہو ازدیاد
یا الٰہی انکو تو ہر یک مصیبت سے بچا

آگیا ای بادشہ تاریخ کا مجھکو خیال
شادی دلخواہ احمد بادشہ۔ دل نے کہا
۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب محمد اسحٰق سیٹھہ برادر جناب محمد اسمٰعیل سیٹھہ المتخلص بہ مغموم ساکن مدراس

ہنگام شادمانی عالم مین جلوہ گر ہے
اللہ کا کرم ہے کیا آج اللہ اللہ

یک دوست نیک طینت اسحٰق سیٹھہ نامی
باشان با تجمل اب بنگئے ہین نوشاہ

مغموم سیٹھہ انکے ہین محترم برادر
خوش خلق خوش طبیعت شاعر دقائق آگاہ

ہین دونون یہ سرا در سب خوبیونکے جامع
اوج کرم کے گویا یک مہر ہین تو یک ماہ

دل نے سرور پایا آنکھوں نے نور پایا	محفل ہے کیا یہ عمدہ مجمع ہے کیسا دلخواہ
ہر سمت سے صدا اب آتی ہے تہنیت کی	ہر لب پہ مرحبا ہے ہر یک زبان پہ ہے واہ
بدر عروس عالی ہمت ہین سیٹھ یونس	ذی فہم ذی فراست ذی قدر اور ذی جاہ
کہتے ہین ہم مبارک طرفین کو مبارک	یہ جشن یہ مسرت یہ ساعت اور یہ بیاہ
یارب عروس و نوشہ دایم رہین سلامت	تیری عنایتین ہون ہر وقت انکے ہمراہ

تاریخ بادشہ تم کہدو ز روئے اخلاص
اسحاق سیٹھ کی کیا شادی ہے بارک اللہ

قطعہ تاریخ عقد ثانی مولوی احمد حسین صاحب ایم ۔ اے ۔ بی ۔ ایل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ

مرے برادر نے عقد ثانی کیا ہے ابنا الفضل یزدان	بر آئے ہین آج دوستونکے مقاصد و مدعا و ارمان
حضور عالی شہ دکن کے ہین اعلیٰ درجہ کے معتمد وہ	ہر ایک شام و سحر ہے انپر نوازش خسروی فراوان
یہ وہ ہے تقریب بے تکلف یہ ایسی محفل ہی سادہ سادہ	ہزار ون آرائشین تصدق ہزار ون زینت ہین اسپہ قربان
یہی ہے پابندی شریعت یہی ہے تعمیل حکم سنت	یہی ہے مرغوب اہل دانش یہی خداوندی کا فرمان
خوشی کی ہے آج دہوم ہر جا ہر ایک کے لب پر خوشی کا چرچا	کسی کا دل محو حوش الفت کوئی ہے شادان کوئی ہے خندان
یہ دولہ دولہن رہین سلامت فزون ہو اقبال و جاہ و حشمت	الٰہی انپر ہر آن و ہر دم تری عنایت رہے نگہبان

تلاش تاریخ کی مجہو ہوی ہے جب طبع بادشہ کو
کہا یہ ہاتف نے اپنے منھہ سے نکاح احمد حسین ذی شان

قطعہ تاریخ کتخدائی عبد الباسط میان صاحب فرزند جناب ساہوکار عبد الرزاق میان صاحب مرحوم ساکن کڑپہ جو ساہوکار سید میر حسین صاحب بہادر ساکن چیتور کی دختر نیک اختر سے ہوگئی

آمد فصل بہاری کیا طرب افزا ہے آج	باغ عالم کا عجب عالم نظر آتا ہے آج
چل رہا ہے ہر طرف سے دور صہبائے نشاط	گل ہر یک ساغر ہے غنچہ صورت مینا ہے آج
لڑکھڑاتا ہے نشہ سے سرو رعنا کا قدم	دیدۂ نرگس بجا مخمور و دل افزا ہے آج

بلبلو نغمہ پہ لیے ناز کیا کرنے ہو تم / بے زبان سوسن زبان حال سے گویا ہے آج
صفحۂ گلشن سے گم یون ہوگیا نام الم / صورت حرف غلط داغ دل لالہ ہے آج
اللہ اللہ کسقدر رنگ چمن کا ہے اثر / غیرت رنگہائے گل تار نظر میرا ہے آج
چھینٹے دے دیکر جگانے کو لگا ابر بہار / سبزۂ خوابیدہ اپنے خواب سے چونکا ہے آج
کیون نہو باد صبا دل سے ہوا خواہ چمن / ہر لب غنچہ صدائے مرحبا سے وا ہے آج
بے سبب ہرگز نہین گلشن کی یہ دلچسپیان / کر و فر ساز کسی کے جشن شادی کا ہے آج
ذی فراست ذی محبت عبد باسط جسکا نام / جسکے چہرہ سے سعادت کا اثر پیدا ہے آج
فضل سے اللہ کے اسکا ہوا عقد نکاح / نوشہی اعزاز اس نے واہ کیا پایا ہے آج
عبد رزاق گرامی قدر تھا اسکا پدر / وہ نہین زندہ ہے لیکن نام تو زندہ ہے آج
جمع اسکی ذات والا مین تھین کیا کیا خوبیان / فخر کنبہ پہ تہا وہ بیشک ہر کوئی کہتا ہے آج
آرزو بر آئی یک عالم کی اب شکر خدا / بعد مدت کے خدا نے دن یہ دکھلایا ہے آج
ہین خسر نوشاہ کے عالی ہمم سبز حسین / نام نامی آپ کا مشہور تر ہر جا ہے آج
دید کے لائق نہ کیونکر ہو یہ سارا اہتمام / وصف کے قابل یہ حسن انتظام انکا ہے آج
خویش اور احباب سارے جمع ہین نوشاہ کے / ملدۂ چتور مین کیا جلوہ گستر یہ ہے آج
اے فلک محفل یہ ایسی ایسا مجمع یہ خوشی / سچ بتا تو نے کبھی دیکھا تہا جو دیکھا ہے آج
دولہ دلہن کو الہی شاد رکھہ آباد رکھہ / التجا تجھہ سے یہی ای خالق یکتا ہے آج
طبع کہتی ہے کہ اب بے لطف ہے طول سخن / شوق کہتا ہے کرون کیا جوش کب تھمتا ہے آج

بادشہ اس جشن کی تاریخ گر لکھتے ہو تم / لکھیے۔ عقد عبدباسط کیا ہی فرخندہ ہے آج
(۱۲ ... ۲ ۶)

قطعہ تاریخ کتخدائی سید عبدالحکیم صاحب فرزند جناب حکیم سید عقیل علی صاحب متوطن وانمباڑی

آج کیا تقریب ہے کیون شادمان ہین خاص و عام / جوش پر ہے آج کیون فضل خداوند کریم

یوں شگفتہ کس لئے ہے گلشن و بلور آج ۔ ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہے کس مسرت سے نسیم

آرہی ہے کیوں صدا ہر سو مبارکباد کی ۔ محو شکر ایزدی ہے ہر مسافر ہر مقیم

یعنے یک میرے کرمفرما ہیں جو سید عقیل ۔ معدن فن طبابت دوست ہیں میرے قدیم

آج فرزند سعادتمند کا اُن کے نکاح ۔ ہوگیا باکر و فر باجاہ باشان عظیم

ہیں خسر نوشاہ کے سید حکیم عارف علی ۔ خلق میں مشہور تر ہیں جنکے اوصاف عمیم

یوں کہا دل نے مسرت سے نہیں تجھ سا رفیق ۔ دل سے کہتی ہے مسرت آپکی ہوں میں ندیم

عمر و دولت دولہ و دولہن کی ہو یارب فزون ۔ الفت و اخلاص میں باہم رہیں یہ مستقیم

مصرع تاریخ تم سبکو سنا دو بادشاہ
فرحت افزا ہے یہ زیبا شادی عبدالحکیم

قطعہ تاریخ کتخدائی محمد سعد اللہ بادشاہ صاحب فرزند جناب الحاج محمد عبدالسلام بادشاہ صاحب مرحوم ساکن مدراس

شعبان کی مبارک انیسویں ہے آئی ۔ مسند پہ نوشہی کے جلوہ کناں ہے نوشہ

آرائشیں نئی ہیں زیبائشیں نئی ہیں ۔ ہر کر و فر نیا ہے اور نوجوان ہے نوشہ

ہیں جمع کیسے کیسے ذی علم و ذی وجاہت ۔ والا ہے شان مجلس عالی نشان ہے نوشہ

پدر عروس عبدالقدوس بادشہ ہیں ۔ لاریب افتخار کل نوشہان ہے نوشہ

عبدالسلام باشا تیرا پدر مکرم ۔ مداح آج تیرا سب خاندان ہے نوشہ

عم بزرگ تیرا عبدالعزیز پاشا ۔ باصدق دل وہ تجھ پر کیا مہربان ہے نوشہ

زیب بدن جو تیرے پھولونکے ہار ہیں آج ۔ کہتا ہے بلبل دل صد گلستان ہے نوشہ

یارب عروس و نوشہ دائم رہیں سلامت ۔ یہ التجا ہر یک کی ورد زبان ہے نوشہ

ای بادشاہ سال تاریخ تم سنا دو
سعد اللہ بادشہ اب باعز و شان ہے نوشہ

قطعہ تاریخ کتخدائی حاجی عبدالرحیم صاحب فرزند جناب حاجی عبدالصمد صاحب مرحوم متوطن وانمباڑی

عقد کی کس کے یہ آج دہوم مچی خوب ہے
وقف سماعت ہے گوش محو نظارہ ہے چشم
محفل انجم فلک تجھکو مبارک رہے
جمع ہین علمائے دین دین کے رکن رکین
ای مہ شعبان کی نوزدہم مرحبا
تونے دکہایا ہمین آج وہ جشن نکاح
نوشہ فرخ نہاد نام ہے عبد الرحیم
منبع لطف و عطا صاحب فہم رسا
والد نوشاہ تھے عبد صمد ذی ہمم
شاد رہین خوش رہین دولہ دولہن مدام

رنگ طرب خوب ہے، جوش دلی خوب ہے
شکر ہے لب پر روان دلمین خوشی خوب ہے
ہمکو یہی محفل پیر وصبی خوب ہے
انکے قدم سے یہان زیب دہی خوب ہے
نیک ہے ساعت تری شان تری خوب ہے
جسکا سجا اہتمام حسب دلی خوب ہے
جسکی یہ باکرو فر جلوہ گری خوب ہے
نیک خصائل سخی ابن سخی خوب ہے
خلق وکرم مین جنھین ناموری خوب ہے
درگہ حق مین دعا اپنی یہی خوب ہے

مصرع تاریخ تم کیجیے رقم بادشاہ
شادی عبد الرحیم آج ہوی خوب ہے
۱۳

قطعہ تاریخ کتخدائی شیخ امام صاحب ساکن تاڑپتری جو جناب ساہوکار عبد الرزاق میانصاحب مرحوم ساکن کڑپہ کی دختر نیک اختر سے ہوی تھی۔

یہ کیا خوب تقریب شادی کی ہے
مبارک سلامت کا ہے غلغلہ
تھے جو ساکن کڑپہ یک ساہوکار
ہوا عقد یہ انکی دختر کا آج
اودہر تاڑپتری ہے کڑپہ ادہر
اودہر عمدہ تر ہے ہر یک کاروبار
اودہر جوش اخلاص والفت ہے خوب

مسرت کی ہے ہر طرف دہوم دہام
شگفتہ ہین کیا کیا دل خاص وعام
جناب عبد رزاق والامقام
ہے داماد نیکو سیر نیک نام
یہ دونون کا فرخندہ ہے انضمام
ادہر اعلی تر ہے ہر یک انتظام
وفور تمنا ادہر لا کلام

عروس اور نوشہ کو رکھیو ای خدا	بصحت بشوکت بہ راحت مدام

اگر خواہش سال ہے بادشاہ
سنادو۔ ہوئی شادی شیخ امام
۱۳ ۲ ۸

قطعہ تاریخ جو جناب قادر محی الدین صاحب برادرزادہ جناب ساہوکار عبدالرزاق میاں صاحب مرحوم ساکن کڑپہ کی لڑکی کے عقد کیلیئے لکھا گیا۔ جو عبدالصمد صاحب فرزند جناب عبدالواحد میاں صاحب مرحوم ساکن کڑپہ سے منسوب ہوی تھی

چلی کس مسرت سے باد صبا	چمن آج ہے لہلہاتا ہوا
نہال آج ہر یک ہوا ہے نہال	ہر یک برگ سے ہے خوشی کا پتا
مسرت سے پھولا ہے ہر پھول یون	سماتا نہین پیرہن مین ذرا
کہین چشم نرگس ہے نظارہ باز	کہین لب ہین سوسن کے فرحت سے وا
کسی جا ہین غنچے تبسم کنان	کسی جا عنادل ہین نغمہ سرا
یہ رنگ آج گلزار کا دیکھکر	سبب دل سے پوچھا تو کہنے لگا
مرے دوست یکتا کہ ہے جنکی ذات	سراپا محبت سراپا عطا
بلند انکی کڑپہ مین ہے عز و شان	بلند انکی ہمت بلند حوصلہ
جو نام انکا قادر ہے اور محی دین	ہین بحر کرم کے دُر بے بہا
ہوا آج دختر کا انکی نکاح	یہ جلسہ یہ مجمع ہے اس عقد کا
نہین دل ہے کسکا مسرت پذیر	زبان پر نہین کس کے ہے مرحبا
ہے نوشاہ کا نام عبدالصمد	زہے نوجوان خوش ادا خوش لقا
نہ لکھون اگر سال تاریخ مین	مری نظم ہوجائیگی بے مزا

لب وجد سے طبع نے بادشاہ
خوشا عقد عبدالصمد۔ کہدیا
۱۳ ۵ ۲۸

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب شیخ احمد صاحب ساکن ویلور

مکرم دوست میرے شیخ احمد	محبت مین ہین جو یکتائے افراد
سراپا مظہر اخلاص و الفت	ہین اخلاق و کرم ان مین خدا داد
سحاب فیض سے انکے ہمیشہ	دل احباب کا گلشن ہے آباد
ہزارون شکر ہے دختر کا انکی	ہوا ہے آج عقد نیک بنیاد
نمایان ہر طرف جوش طرب ہے	کوئی ہے جو نہین مسرور و دلشاد
مبارک باشد و باشد مبارک	خداوندا بحق نون و الصاد
رہین آباد یارب دولہ دولہن	بصحت عافیت باآل و اولاد
زمانے کے حوادث سے رہین دور	انہین محفوظ رکھہ از چشم حساد

لکھا ہے سال ہجری بادشہ نے
مبارک ہوئے شیخ احمد کو داماد
۱۲ ۹ ۲

ایضاً

آج میرے دوست کی دختر کا ہے عقد نکاح	جوش پر ہے کسقدر فضل خدا وند کریم
مصرع سال مسیحی تم سنا دو بادشاہ	عقد بنت شیخ احمد صاحب طبع سلیم
	۱۱ ۱۹

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب عبد العزیز احمد صاحب اپاتگری متوطن مدراس

ہوگیا عقد نکاح صبیہ عبد العزیز	کیون نہ ہم لائین بجا شکر و سپاس ایزدی
سال ہجری بادشہ کہدو زروے انبساط	واہ کیا فرخندہ یہ داماد ہے یوسف علی
	۲ ۹ ۱۲

قطعہ تاریخ کتخدائی پٹیل احمد حسین صاحب خلف جناب پٹیل حاجی عبد الرحمن صاحب مرحوم متوطن پلیکنڈہ ضلع شمالی آرکاٹ

فضل سے حق کے ہوا نوشاہ آج	مظہر لطف و عطا احمد حسین
سال ہجری کیلئے اے بادشاہ	لکھہ معزز کتخدا احمد حسین
	۲ ۱۲

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب آنریبل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر ساکن ترچنا پلی

ہوی ہے آج میرے یک معزز دوست کی شادی
مبارک باد کی آواز ہے ہر سو ہر یک جانب

زروے انبساط ای بادشہ سال سجی اب
کہا دل نے۔ ہمایون عقد سید مرتضیٰ صاحب
۱۲ ۱۹

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب احمد عبدالرحمن سیٹھ ساکن مدراس

دہوم مبارکبادی کی آج ہر یک سے خوب مچی
یعنے جلوہ آرا ہے شادی بنت احمد سیٹھ

یارب تیرا افضل ہے کیا دلہن ہے فرحت حد سے سوا
خوب مسرت افزا ہے شادی بنت احمد سیٹھ

سال کا اسکے تھا جویان بادشہ خلاص نشان
کہدیا دل نے۔ زیبا ہے شادی بنت احمد سیٹھ
۱۳۰۱

قطعہ تاریخ کتخدائی سید قادر محی الدین صاحب تاجر پارچہ ساکن پدوتور ضلع کڑپہ

باغ پدوتور مین آئی بہار
شاہدان گل کی نیرنگی ہے خوب

شاخ گل پر مس اداسے بار بار
آج بلبل کی نواسنجی ہے خوب

چل رہا ہے بادۂ عشرت کا دور
چشم نرگس مین سیہ مستی ہے خوب

گوش گل ہو جائے متوجہ نہ کیون
بے زبان سوسن بھی اب کہتی ہے خوب

آج پدوتور ہے دارالسرور
منعقد یہ محفل شادی ہے خوب

صرف فرحت ہی نہین ہر دلمین آج
ساتھ اسکے جوش الفت بھی ہے خوب

بنگیا نوشاہ قادر محی دین
طبع مین جسکے ہر یک خوبی ہے خوب

بامروت بامتانت نوجوان
صورت وسیرت مین لاثانی ہے خوب

جسکے مامون پھولے فخرالدین ہین
نیکخوئی جن مین حق نے دی ہے خوب

دہوم ہے ہر جا مبارکباد کی
خوشنما ساعت یہ کیا آئی ہے خوب

دولہا دلہن شادمان یارب رہین
خوشنما ساعت بھی یہ کیسی ہے خوب

مصرع تاریخ سننے کے لئے
آرزو پیرو جوان نے کی ہے خوب

تم سنادو بادشہ از روے واہ
عقد قادر محی دین نامی ہے خوب

۱۳۱۳

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب مولینا مولوی الحاج حکیم سید شاہ محمد فخر الدین صاحب فخری نقوی میلاپوری مدراس

چشم بد دور یہ کیا محفل ہے — یہ طرب کسلیے پھیلی ہے آج
جسطرف دیکھو ادہر عالم مین — بارک اللہ کی منادی ہے آج
خلق کیون جمع ہے مثل انجم — قدر کس ماہ نے پائی ہے آج
جا بجا دور می عشرت ہے — کون اس بزم کا ساقی ہے آج
کشور دل سے طرب کہتی ہے — خوب تجہپر مری شاہی ہے آج
مٹگیا حرف غلط بن کے الم — خوشنما صفحہ ہستی ہے آج
میرا ممدوح ہے جو آل نبی — مولوی فخری نامی ہے آج
صاحب علم ہے اور صاحب فضل — مایہ فخر و مباہی ہے آج
جامع جملہ کمالات ہے وہ — معترف ساری خدائی ہے آج
اسکی دختر کا ہوا آج نکاح — فضل حق لامتناہی ہے آج
فخر شادی کو ہے جس شادی پر — کیسی دلچسپ یہ شادی ہے آج
خوف ہے چاک نہ ہو جائے تن — تن مین فرحت یہ سمائی ہے آج
رخ نوشہ پہ سعادت کی ضیا — مثل خورشید چمکتی ہے آج
عقد کا طرز یہ ماشاء اللہ — رہبر سنت نبوی ہے آج
گل وبلبل کے لوازم سے بھری — خوب یہ نظم انوکھی ہے آج
خوش وخرم رہین دولہ دلہن — یہ دعا تجہسے الٰہی ہے آج
ہمکو مقصود ہمیشہ اسکی — عمر و دولت کی ترقی ہے آج

بادشہ تم یہ سنادو تاریخ

شادی صبیہ فخری ہے آج
۱۳۱۳ھ

ایضاً

بادشہ خوب ہے یہ عقد نکاح — کون ہے وہ جو نہیں ہے دلشاد
کہدو تاریخ زروئے اخلاص — فخری صاحب کو مبارک داماد
۱۳۱۳ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب عبدالعظیم احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن متوطن مدراس

میرے محب کے دختر کا ہے عقد نکاح — جوش پہ ہے اب فضل و لطف رب کریم
سال لکھو اے بادشہ اخلاص نشان — ہے یہ زیبا شادی بنت عبدعظیم
۱۳۱۳ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی محمد خلیل الرحمٰن صاحب خلف جناب ابو العرفان شاہ محمد عبدالرحمٰن صاحب فاروقی تسلیم

للہ الحمد بفضل یزدان — آج بر آیا ہے دل کا ارمان
آج شاداب ہے باغ امید — آج ہے رحمت حق کا باران
آج بشاش ہیں سارے احباب — آج مسرور ہیں سب پیر و جوان
آج موجود ہیں سب اہل کمال — آج سب جمع ہیں ذی عزت و شان
زیب و زینت ہے فدا محفل پر — اور طرب کہتی ہے میں ہوں قربان
میرے یک دوست جناب تسلیم — عبد رحمٰن معارف عنوان
مصدر خلق و ادب اہل ذکا — اور ہیں مظہر علم عرفان
سب کمالات کے جامع ہیں وہ — وصف انکا نہیں محتاج بیان
انکے فرزند کی شادی ہے آج — سب اسی کا ہے یہ ساز و سامان
کیا جوان بخت جوان سال ہے وہ — نوشہی نام پہ جسکے نازان
جسکے چہرے سے ہیں ما شاء اللہ — ارجمندی کے سب آثار عیان
جوہر اسکے ہیں خورشید اللہ — فاضل دین ہیں یکتائے زمان
دولہ دلہن کو الٰہی دیجیے — صحت و عافیت و حفظ و امان

ان مین اخلاص و محبت ہو فزون
روز و شب شام و سحر ہر ہر آن

جیسے یوسف کے زلیخا تھے انیس
جیسے موسیٰ سے صفورہ شادان

بادشہ نے یہی لکھی تاریخ
محفل عقد خلیل الرحمان
۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب عبد العزیز احمد صاحب داپانگری متوطن مدراس

آج آئی ہے مسرت کی بہار
خوب شاداب ہے صحن گلزار

گل ہین خندان تبسم سے غنچے
بلبلین کیون نہون سوجان سے نثار

شاخ سے شاخ گلے ملتی ہے
جیسے میخوار سے باہم میخوار

رنگ نرگس ہے وہ چشم بد دور
ہمہ تن آج ہے وقف دیدار

تحفۂ نگہت گل کی تقسیم
کرتی ہے آج صبا ہر یک بار

پاسبان کیون نہو ہر جا نرگس
منعقد ہے شہ گل کا دربار

وصف گل مین ہے یہانتک مصروف
لال بلبل کی ہوی ہے منقار

دیکھکر سرو کی ثابت قدمی
دل قمری ہے تصدق ہر بار

وصف گل ایک بھی پورا نہوا
رکھی سوسن نے زبان گرچہ ہزار

نسترن اور نسرین کی مہک
مشک و عنبر کو بنا دی بیکار

تہا تعجب مرے دل کو ناگاہ
باغبان نے یہ کہی وجہ بہار

عبد ستار کا اب عقد ہوا
ہے اسی کے یہ خوشی کی بہمار

رخ نوشہ سے نمایان بالکل
نیک بختی کے ہین عمدہ آثار

تہا پدر ساکن کہتیم اسکا
تاجرون مین تہا معزز بسیار

نام جسکا ہے محمد جعفر
بہائی نوشہ کا ہے عظمت آثار

وصف نوشہ کے حسن کا کیا ہو
جسکا شہرہ ہے ہر یک شہر دیار

نامور ہے وہ اسسٹنٹ سرجن
نام ہے عبد عزیز احمد
نیک دل عبد رحیم عبد عظیم
یک وکیل ایک اسسٹنٹ سرجن
الغرض آج شریک محفل
ان سے محفل کو ملی عزت وشان
ہو مبارک یہ مبارک تقریب
رہیں دلشاد عروس ونوشاہ
آل واولاد سے آباد رہیں
بادشہ خواہش تاریخ میں اب

جسکے مالوف صغار اور کبار
مظہر خلق ہے ذی عز ووقار
بھائی نوشہ کے خسر کے ہیں شمار
دونوں ذی رتبہ ہیں نزد سرکار
اور موجود ہیں سب خویش وتبار
ان سے محفل بھی ہوی زینت دار
ہردم ولحظہ ہر یک لیل ونہار
رہیں باہم وہ انیس وغمخوار
یہ دعا حق سے ہے سبکی ہر بار
تا کجا اپنے سخن کا طومار

سال یہ بے سر اندیشہ لکھو
مرحبا شادی عبد الستار

یہ نظم اور قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب حاجی محمد یعقوب صاحب متوطن وانمباڑی کیلئے حسب فرمائش ارا کین انجمن خیر خواہ عام گوئنڈ پور لکھے گئے

آیا ہے موسم گل گلشن میں با مسرت
پہولونکا پہولنا غنچوں کا مسکرانا
شاخیں ہر یک شجر کے مستانہ جہومتے ہیں
باد صبا خراماں ہے آج کس ادا سے
گلشن میں باغبان سے پوچھی جو وجہ اسکی
حاجی ملنگ عبد الرحمن جو با وقر ہیں
داماد حاجی صاحب یعنے حیات پاشا

نغمے ہیں بلبلوں کے دلچسپ بے نہایت
کرتا ہے کیا دو بالا گلشن کی زیب وزینت
کیا چل رہا ہے دور صہبائے فرح وبہجت
سوسن ہے مدح گو اور نرگس ہے محو حیرت
اس جشن کی ہوی ہے یوں منکشف حقیقت
نسبی کا عقد انکے ہے جسکی یہ بشاشت
ہمزلف کی ہے انکے دختر یہ نیک طینت

داماد اور خسر کی توصیف کیا کرین ہم	مشہور خلق ہر جا دونون کی ہے تجارت
خلق وکرم مین دونون عالم مین ہین یگانہ	منظور اونکو ہر دم ہے قوم کی حمایت
تعلیم کیلئے وہ روپئے دئے ہزارون	والا ہے بذل انکا عالی ہے انکی ہمت
اہل وطن ہین انکے مالوف جان و دل سے	ہے نقش انکے دل مین اپنے وطن کی الفت
یہہ انجمن ہماری ہے خیر خواہ اونکی	محسن ہین وہ ہمارے ہم پر ہے انکی منت
تعریف محسنون کی ہے فرض انجمن پر	انکے ہر یک خوشی مین لازم ہے اپنی شرکت
ہم اہل انجمن اب ازراہ جوش اخلاص	اس نظم تہنیت کو کرتے ہین پیش خدمت
کس کروفر کی ہے یہہ تقریب اللہ اللہ	ہین جمع کیسے کیسے ذیجاہ ذی وجاہت
ہے انتظام عمدہ اور اہتمام اچھا	ہر کام باسلیقہ ہر امر با متانت
دلہن کے جو پدر ہین یعقوب صاحب جاہ	ذیجاہ ذی مروت خوش خلق خوش طبیعت
یارب رہین ہمیشہ دلشاد دولہ دلہن	حفظ و امان مین اپنے رکھہ انکو تو سلامت

مقصود بس یہی ہے ہم اہل انجمن کا
اس نظم کو عطا ہو مقبولیت کی خلعت

قطعہ تاریخ

دختر یعقوب صاحب کا ہوا عقد نکاح	شادمان خندان نظر آتے ہین خویش و اقربا
بادشہ کو جب ہوا تاریخ شادی کا خیال	کیا مبارک کتخدائے - آسمان نے کہدیا

۱۳ ھ ۲۰ ۳

نظم تاریخی کتخدائی دختر جناب الحاج محمد عثمان صاحب مرحوم ساکن دہوبی پیٹھہ واقع مدراس

شکر خالق نہ کیون کرین ہر دم	ہم پہ کیا کیا ہین اسکے فضل و کرم
اور نعت رسول ہر دو جہان	رحمت دل ہے اور سرور جان
بنت حاجی محمد عثمان کی	آج کس دہوم سے ہوی شادی
جتنے ممدوح کے ہین فرزندان	سب ہین سرگرم اہتمام یہان

کوششون کا ہے انکی خوب اثر
عبدحی ہے جو نام نوشہ کا
طالب العلم ہے وہ یف یے کا
پائے بی یے کا کیون نہ وہ اعزاز
نیک اوصاف سے منور ہے
ہے خدا سے دعا یہ شام و پگاہ
ان پہ رکھہ یا خدا کرم کی نظر
ان مین اخلاص دے محبت دے
شوق تاریخ جبکے دلمین ہو

کیون نہ خوش ہوگی انسے روح پدر
اس سے آتی ہے زندگی کی ضیا
نیک خو نیک دل ہے نیک ادا
خلق مین کیون نہوگا وہ ممتاز
اور وطن اسکا مچھلی بندر ہے
دولہ دلہن ہون شادمان دلخواہ
تا خوشی مین ہو انکی عمر بسر
تندرستی کی انکو نعمت دے
بادشہ ان سے تم یہی کہدو

مصرع سال ہے ای نیک مزاج
واہ یہ خوبتر نکاح ہے آج
۱۳۳۴ھ

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب متوطن مدراس موسوم بہ رقیہ بی بی مدعمرہا

بفضل خدا میرے داماد کے گہر
ہوی فکر تاریخ جب بادشہ کو

تولد ہوی دختر نیک اختر
کہا دل نے پیدا ہوی نیک دختر
۱۳۲۲

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولوی خطیب محمد عبیداللہ صاحب ساکن محلہ گوبندپور وانمباڑی

جوش پر کیا فضل حق کی ہے بہار
شاہد گل کو ہے رنگینی عطا
بوئے گل لاتی ہے گل سے یون صبا
کیون نہ ہر یک گوش گل محفوظ ہو
دختر اب پیدا ہوی اسکے مکان

آج شادابی ہے گلشن مین عجیب
چشم نرگس کو ہے نظارہ نصیب
جیسے نائب لائے پیغام منیب
شاخ گل منبر ہے ہر بلبل خطیب
ذی لیاقت ہے جو یک میرا حبیب

دل پہ ہے احباب کے فرحت فزون / اور لب پر شکر خلاق مجیب

کوئی مصروف مبارک باد ہے / کوئی دیتا ہے دعا آکر قریب

کوئی کہتا ہے یہی باذوق وشوق / مین گل تاریخ کا ہون عندلیب

بادشہ کہدو ز روئے انبساط

بنت نیکوئے عبید اللہ خطیب ۱۳۲۳ھ

ایضاً

عبید اللہ خطیب ذی وجاہت کے مکان مین آج / ہوی پیدا جو دختر ہر طرف جوش مسرت ہے

تلاش سال تہی ای بادشہ آئی صدا دل سے / صفیہ بی بی عالی بخت یہ سال ولادت ہے ۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب وی محمد ابراہیم صاحب ساکن محلہ گوبندپور واقع ویمباڑی

کرم فرما ہین میرے دوست میرے ہموطن میرے / ہے جنکا نام ابراہیم صاحب نیکخو ذی جاہ

نہ کیون پیدا ہو جوش شادمانی دل مین ہریک کے / ہوا پیدا مکان مین انکے اب فرزند رشک ماہ

خلیل اللہ رکہا نام اسکا سب لگے کہنے / پسر جز و پدر ہے ہو گیا ثابت یہان واللہ

الہی چتر سر پر اسکے ہو مان باپ کا قائم / ترقی عمر مین صحت مین اسکے دیجئے دلخواہ

لکھوای بادشہ یہ مصرع سال ولادت اب

بحمد اللہ پسر نیک طالع ہے خلیل اللہ ۱۳۲۳ھ

ایضاً

ترے فضل کی آبیاری سے یارب / ہر یک نخل امید پھولا پھلا ہے

ہین میرے محب ایک اخلاص مظہر / کیا انکو فرزند تو نے عطا ہے

مسرت کی ہے دہوم فرحت کا سامان / مبارک سلامت کی ہر سو صدا ہے

محمد خلیل اللہ نام اسکا زیبا / پسندیدہ و دلکش و دلربا ہے

کہا مصرع سال یون بادشہ نے

خلیل خدا آج پیدا ہوا ہے

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید شاہ محمد صاحب قادری متخلص بہ تسلیم نسبتی برادر جناب ساہوکار عبدالرزاق میانصاحب مرحوم ساکن کڑپہ

مبارک مبارک ہو ای شہ محمد / پسر یہ نکو فال سلطان محمود

تو اوج لیاقت کا ہے مہر تابان / ہے یہ ماہ تمثال سلطان محمود

تری ذات والا ہے مدلول اسکی / شرف پر ترے دال سلطان محمود

شجر کو ثمر گل کو بو حق نے تجھکو / دیا ہے بہ افضال سلطان محمود

نہ محتاج ہے میری مدح وصفت کا / ہے محمود ہر حال سلطان محمود

مخاطب ادہر ہو کے کہتا ہون اب / ای فرخندہ منوال سلطان محمود

ولادت سے ہے تیری کسدرجہ فرحت / ہے ہر فکر پامال سلطان محمود

فدا نقد جان تجھپہ مادر پدر کا / زر و مال کیا مال سلطان محمود

بصحت بہ حشمت رہے شاد و خرم / الٰہی مہ و سال سلطان محمود

پدر اور مادر کے سایہ مین دائم / رہے باصد اجلال سلطان محمود

لکھو بادشہ تم یہ سال ولادت
ہے زیبا خوش اقبال سلطان محمود

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید حسین صاحب عرف مولنا ساکن وانمباڑی

محب ہین میرے جو سید حسین مولنا / ہین بحر خلق و مروت کے بے بہا گوہر

ہر یک ہے لطف وعنایت کا انکے گرویدہ / وطن مین اپنے وہ ہر دلعزیز ہین یکسر

خدا کا شکر بصد آرزو بصد ارمان / ہوا ہے آج تولد مکان مین انکے پسر

الٰہی جیسا مبارک ہو یہ پسر انکو / پسر کو آج مبارک ہون یہ پدر مادر

خبر خوشی کی یہ سنتے ہی بادشہ مین نے

لکھا ہے سال ولادت۔ نوید لخت جگر ١٣٤٣

قطعہ تاریخ تولد ضیہ بی بی مدعمرہا بنسبی برادرم مولوی احمد حسین صاحب یم یے بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

خواجہ الطاف حسین نامی کو	ہوی پیدا جو دخت نیک اوصاف
بادشہ نے لب بشاشت سے	کہدیا سال۔ دختر الطاف ١٣٤٢

قطعہ تاریخ تولد محمد عبد القدیر مدعمرہ فرزند برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

اللہ نے افضال سے اپنے دیا پوتا مجھے	سب خویش اور احباب کو ہے آج کیا فرحت مزید
تاریخ کی ہے جستجو تمکو اگر ای بادشاہ	کہدیجے۔ اب پیدا ہوا ابن خطیب عبد الرشید ١٣٤٢

قطعہ تاریخ تولد فرزند دلبند برادرم مولوی احمد حسین صاحب یم۔ یے بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

حق نے دیا ہے میرے برادر کو نور عین	کیا کیا سرور بخش دل دوستان ہے یہ
فی الفور بادشاہ نے سال اسکا لکھدیا	حیدر حسین واہ سعادت نشان ہے یہ ١٣٤٨

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب حاجی محمد موسیٰ سیٹھ ولد جناب حاجی عیسیٰ سیٹھ متوطن بنگلور

مبارک ہوای موسیٰ سیٹھ تمکو	دیا حق نے سعادت مند لڑکا
بہت دن سے پسر کی تہی تمنا	ہزاران شکر اب مقصد بر آیا
فراست اسکے رخ سے جلوہ گر ہے	جبین سے ارجمندی ہے ہویدا
ترقی پر نہ کیون ہو مال و دولت	ہے وہ ہمنام عثمان غنی کا
طفیل جامع القرآن یقین ہے	وہ لڑکا جامع اوصاف ہوگا
عزیز و اقربا مسرور ہیں آج	شگفتہ ترہین دلہائے احبا
عطا نعمت ہے حق سے شکر ہم سے	وہ شایان اسکو ہے یہ ہمکو زیبا
یہی ہر دم دعا ہے اس پسر کو	سلامت رکھہ سلامت رکھہ خدایا

ہمیشہ یہ نہال باغ امید — رہے آب کرم سے تیرے تازہ
رہیں مادر پدر دلشاد اس سے — فدا ہوں اسپہ وہ یہ انکا شیدا

پے سال ولادت بادشہ سے
کہا ہاتف نے۔ برخوردار موسیٰ ۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ تولد رحیم النسا۔ بی بی دختر برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

اب رحیم النسا ہوئی پیدا — کیوں نہ ہوں خویش واقربا شاداں
بادشہ نے لکھا یہ مصرع سال — بنت عبد الرشید نیک عنوان ۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب ملیالم عبد الرحیم صاحب متوطن وانمباڑی مسمّی بہ عبد الحمید مدعمرہ

کیا تشکر ہو تیرا ادا ہم بندگوں سے اے خدا — تیرا کرم بے انتہا احسان ہے تیرا عمیم
ہر ذرہ تیرے فضل سے عالم میں گلشن بنگیا — ہر قطرہ تیرے لطف سے دریا میں ہے در یتیم
یک دوست میرا نامور عبد الرحیم نیکخو — ملیالم اسکے گھر کا ہے مشہور تر اسم قدیم
عربی و اردو فارسی ٹامل میں اور انگلش میں بھی — خاصی لیاقت اسکو ہے رکھتا ہے وہ طبع سلیم
اس کا معظم ہے پدر جو ہے۔ امین الدین نام — ذی تجربہ تاجر ہے وہ خوش خلق ہے مرد فہیم
خوش قسمتی سے اندنوں اوسکو ملا فرزند نیک — چہرہ سے جسکے ہے عیاں نور سعادت مستقیم
ماہ ربیع الآخر میں تاریخ تھی چھبیسویں ۲۶ — اور روز شنبہ کا تھا نعمت یہ پائی ہے عظیم
خویش و اقارب ہوگئے یکسر خوشی سے باغ باغ — پھیلا ہے مثل بوئے گل یہ مژدۂ فرحت شمیم
نام اس پسر کا جسطرح رکھا گیا عبد الحمید — وصف حمیدہ اسطرح دے اسمیں ای رب کریم
مسرور رکھ صبح و مسا آفات سے اسکو بچا — یارب یہ کرتے ہیں دعا ہم تجھ سے باقلب صمیم

ای بادشاہ خیر خواہ کہدو لب اخلاص سے
سال ولادت ہے یہی۔ زیبا گل باغ رحیم ۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ تولد کریم النسا بی بی دختر برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

کریم النسا آج پیدا ہوی ہے | یہی کہتے ہین اقربا سب مبارک
کہا بادشہ نے سن معجمہ یون | زہے دختِ عبدالرشید اب مبارک ۱۳۰۳

تاریخات بسم اللہ خوانی و ختان

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی محمد صالح بادشاہ نور چشم جناب مولنا عبد السبحان صاحب متوطن مدراس

جناب عبد سبحان ذی لیاقت مجمع اوصاف | سفیر روم کے داماد میر دوست لاثانی
ہوی بسم اللہ خوانی آج نورالعین کی انکے | نشاط و بہجت و فرحت کی ہے کیا کیا فراوانی
زہے تقریب جس پر خود مسرت آج ہے نازان | تکلف وہ کہ جس سے خود تکلف کو ہے حیرانی
نہ کیونکر جوش پر دریا ہو فضل و رحمت حق کا | زبان خلق سے بہر دعا ہے گوہر افشانی

ہوی تاریخ کی ای بادشہ جب جستجو مجھکو
صدا ہاتف نے دی۔ ہے یہ ہمایون تسمیہ خوانی ۱۳۰۴

قطعہ تاریخ ختان برخوردار ممدوح

رسم ختان کی ہے پسر کی ادا | آج مرے دوست نے باعز و شان
طبع مین کسکے نہین جوشِ نشاط | کون ہے جو آج نہین شادمان
لب پہ نہین کس کے ہے شکر خدا | محو دعا اب نہین کس کی زبان

تحفۂ تاریخ تم ای بادشاہ
پیش کرو۔ واہ مبارک ختان ۱۳۰۶

ایضاً

ہے آج ختان ابن عبد السبحان | آثار مسرت ہین ہر یک جا واضح
تاریخ لکھی ہے بادشہ نے فی الفور | زیبا ہے یہ ختنۂ محمد صالح ۱۳۰۶

قطعہ تاریخ گلپوشی ختان فرزند جناب پٹیل عبد الرزاق صاحب متخلص بہ اخسر متوطن وانمباڑی

موئنس من عبد رزاق وشیل
مرحبا تقریب گلپوشی یہ آج
کیا سعادتمند ہے تیرا پسر
خوب ہے محفل کا حسن انتظام
چل رہی ہے فرح وبہجت کی نسیم
فکر بہر سال ہے لازم ہمین

آج تیرے گھر یہ جلسہ خوب ہے
بہجت افزا جلوہ آرا خوب ہے
اختر طالع چمکتا خوب ہے
مجمع احباب کیسا خوب ہے
غنچہ خاطر شگفتہ خوب ہے
طبع مین جوش تمنا خوب ہے

بادشہ کہدو ز روئے انبساط
رسم گلپوشی یہ زیبا خوب ہے
۱۳۴۲

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی برخوردار محمد عبد الودود عرف امیر جان مدعمرہ فرزند جناب حاجی حکیم محمد عبد الباسط صاحب متوطن مدراس

فضل سے حق کے اندنون دہوم طرب کی ہے مچی
حاجی حکیم خوش صفات نیک نہاد نیک ذات
انکے ہے نورعین کی تسمیہ خوانی کی خوشی
دیجیئے اس پسر کو اے خالق ذو الجلال تو

آتی ہے تہنیت کی اب دیکھیئے ہر طرف صدا
وہ جو ہین عبد باسط اب مظہر الفت و وفا
لب پہ کسی کے آفرین کہتا ہے کوئی مرحبا
عمر دراز وصحت وفہم وفراست وذکا

سال کی تھی تلاش جب خامہ بادشاہ نے
عبد ودود کی ہے آج تسمیہ خوانی ۔ لکھدیا
۱۳۴۸

نظم وتاریخات وفات

یہ نظم درد انگیز جناب مولینا مولوی محی الدین صاحب فقیہ ویلوری مرحوم کے حالات مین لکھی گئی حضرت مرحوم کی وفات کے اظہار تاسف پر مسجد محلہ قلعہ واقع وانمباڑی مین مجلس جو منعقد کیگئی تھی اس مین پڑھی گئی اور اسکو جناب سیٹھ ہوکار حاجی عبد الصمد صاحب متوطن وانمباڑی نے چھپواکر تقسیم فرمایا

آئی ہے کیسی غم کی خزان وامصیبتا
مرجھا گیا ہے باغ جہان وامصیبتا

غنچون سے بیکلی ہے عیان وامصیبتا
ہر گل ہے چاک سینہ یہان وامصیبتا

نرگس ہے آج چونک پڑی اپنے خواب سے
سنبل تنگ آہی گیا پیچ و تاب سے

حالت یہ عندلیب کی ہے اضطراب سے
نغمے کے بدلے نوحہ کنان وامصیبتا

سوسن کو جوش غم نے کیا بے زبان ہے آج
رو رو کے خون سرخ رخ ارغوان ہے آج

نخل الم کا سروسہی پر گمان ہے آج
ہے قمریون کے ورد زبان وامصیبتا

ویلور مین تہا یعنے جو ایک شیخ نامدار
چہرہ سے جسکے شان ولایت تہی آشکار

تہا محی دین فقیہ سے موسوم ذیوقار
دنیا سے ہوگیا وہ روان وامصیبتا

علم و کمال مین تہا وہ علامہ شہیر
تہا زہد و اتقا مین وہ یک فرد بےنظیر

کسدرجہ فیضیاب تہے اس سے جوان و پیر
ہے اب کہان وہ فیض رسان وامصیبتا

ماہر فقط نہ علم شریعت سے ہی وہ تہا
تہا بلکہ سارے اہل حقایق کا مقتدا

سینہ تہا اسکا مخزن اسرار کبریا
کیا پر اثر تہا اسکا بیان وامصیبتا

ہردم کہلا تہا وعظ و نصائح کا اسکے باب
اعمال بد سے سب کو دلاتا تہا اجتناب

صد حیف ایسا اوج ہدایت کا آفتاب
زیر زمین ہوا ہے نہان وامصیبتا

تہا وہ خلیفہ حضرت شہ محی دین کا
شہ رکن دین ہی کا ہے تلمیذ باصفا

غم اسکے انتقال کا کسکو نہین ہوا
مضطر ہین سارے خرد و کلان وامصیبتا

پابند ذکر حق تہا عجب اسکا حال و قال
مصروف تہا اسی مین وہی اسکو تہا خیال

نفرت ہر یک تکلف دنیا سے تہی کمال
تہا کیسا متقی زمان وامصیبتا

چرچا تہا اسکے زہد کا ہر ملک مین مزید
آتے تہے دور دور سے عالم بشوق دید

شبلی کہون مین اسکو یا شیخ بایزید
تہا فخر عابدان جہان وامصیبتا

تہا وہ مسافرون کا خبرگیر صبح و شام
ہر وقت انکو آپ ہی پہنچاتا تہا طعام

بیمار ہون تو انکی دوا کا بھی اہتمام — کرتا تھا خود وہ بادل و جان واصیبتا
قارورہ لیکے آہ مسافر مریض کا — نزد طبیب جاتا تھا لاتا تھا خود دوا
ہمدردی اس سے کرتا تھا بے حد و انتہا — تھا کام یہ نہ اسکو گران واصیبتا
مرغوب اسکے طبع کو اچھی غذا نتھی — پہنا نہ تھا کبھی کوئی عمدہ لباس بھی
سچ بات یہ ہے اسکو نہ منظور تھی کبھی — دنیا کی کوئی عزت و شان واصیبتا
آتا تھا مالدار اگر کوئی اسکے پاس — ہر عیب اسکا اسکو جتاتا وہ حق شناس
حق بات کہنے مین تہا کسی سے نہ کچھ ہراس — حق گو پھر ایسا ہوگا کہان واصیبتا
وہ بے ریائی نفس کی وہ عجز و انکسار — رونا وہ اسکا خوف الہی سے زار زار
وہ حلم وہ وقار وہ اخلاق بیشمار — کس کس صفت کو کیجیے عیان واصیبتا
تیرہ سو سولہ تہا سن ہجری ای نیکنام — تہا آشکار غرۂ ذوالحجہ یہ احترام
روز چہارشنبہ قریب نماز شام — نکلی ہے اسکے جسم سے جان واصیبتا
دیکھین کہان پھر ایسے ولی خدا کو ہم — پائین کب ایسے فاضل دین ہدا کو ہم
ڈھونڈین کہان یہ متقی و پارسا کو ہم — کیونکر کرین نہ آہ و فغان واصیبتا
بے نفس و بے ریا کوئی ایسا بشر کہان — یون خوف حق کا دلین کسی کے اثر کہان
ناصح کہان پھر ایسا ملے راہبر کہان — پائین کہان ہم اسکا نشان واصیبتا
افسوس کیسے نعمت عظمی کو کہو دئے — افسوس قدر اسکی نہ زنہار ہم سکے
افسوس کیسے عالم غفلت مین ہم رہے — خجلت نہ وہ یہ دل ہے طپان واصیبتا
ہم سے ہوی نہ اسکے خصائل کی پیروی — ہمکو ہوی نہ اسکی نصائح سے آگہی
ہم منہمک ہین حیف بہ لذات دنیوی — عقبی ہین کیون ہو ہمکو امان واصیبتا
حرمت سے اس بزرگ کے ای رب دو سرا — تو بخشدے گناہ ہمارے بصد عطا

کیا لکھے بادشاہ یہ پر درد ماجرا

خامہ ہوا ہے اشک فشان وا مصیبتا

قطعہ تاریخ وفات جناب محمد فخرالدین صاحب ویلوری غفرلہ الباری

مجمع اوصاف استاد وادیب
عالم باقی کو جب راہی ہوے
یون لب افسوس سے نکلا ہے سال
فخر دین صد حیف دنیا سے چلے ۱۳۱۵

قطعہ تاریخ انتقال نواب فصیح الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ جو اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۹ مارچ ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا

دار فانی سے سوے دار بقا
حضرت داغ نے کیا ہے سفر
تک دکن کیا ہے سارا ہندوستان
نظر آتا ہے رنج کا منظر
پھر کہان پائین ایسا اہل کمال
دیکھین کب ایسا ہم سخن گستر
اسکی تربت پہ ہو نزول مدام
رحمت خاص خالق اکبر

بادشہ نے لکھا یہ سال وفات
آہ کیا داغ دے گئے دل پر ۱۳۲۲

ایضاً جو اخبار مخبر دکن مدراس مین شائع ہوا تھا

مین نے پوچھا ای شب عید الضحیٰ
رنج و غم سے کیون ہے تو مانوس آج
کس کا یہ ماتم یہ کیا ہے واقعہ
تو نے کیون پہنا سیہ ملبوس آج
ہے مبدل غم سے کیون تیری خوشی
طرفہ ہے یہ حالت معکوس آج
یون کہا اسنے کہ مین کیا چیز ہون
تک جہان کو رنج ہے محسوس آج
کون اس غم سے نہین ہے داغدار
بنگیا ہر دل پر طاؤس آج

کیا نہین تجھکو خبر ای بادشاہ
داغ کی رحلت ہوی افسوس آج ۱۹۰۵

قطعہ تاریخ وفات نواب سید فتح علی خان بہادر سی ایس-ای-نواب بنگن پلی غفرلہ جو اخبار

مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳؍ مئی سنہ ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا اور بوساطت ڈاکٹر حاجی خواجہ حسین صاحب ولیعہد بہادر نواب بنگن پلی کی خدمت مین بھیجا گیا تھا۔

کیا کہئے ای ریاست بنگن پلی تجھے
صد حیف آج کیون تری حالت خراب ہے

والی ترا رئیس ترا حکمران ترا
اب اوٹھ گیا جہان سے یہ کیا انقلاب ہے

سینتیس (۳۷) سال تجھ پہ جو فرمان روا رہا
افسوس آج زیر زمین محو خواب ہے

کس درجہ دوست دولت برطانیہ کا تھا
جسپر دلیل سی ایس۔ وآی کا خطاب ہے

بذل وکرم کی اسکے نہ تھی کوئی انتہا
اسکی عنایتون کا نہ کوئی حساب ہے

مانند ابر کون نہین آج اشکبار
سیماب وار کسکو نہین اضطراب ہے

معمور آج دلین ہر یک خاص وعام کے
حسرت ہے درد و یاس سے اور پیچ وتاب ہے

یارب ہو اسکا خلد مین اعلیٰ ترین مقام
یہ التجا یہ آرزوئے شیخ وشاب ہے

ای کلک بادشاہ پئے سال عیسوی
لکھ - انتقال فتح علی خان نواب ہے
۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم محمد اعظم صاحب مہکری ساکن چینور جو حسب ایمائے جناب مولوی حکیم سید شاہ محمد فخرالدین صاحب فخری نقوی میلاپوری مدراس لکھا گیا اور اخبار جریدۂ روزگار مدراس مین شائع ہوا

حکیم ذیشان لئیق دوران محمد اعظم تھا نام جسکا
وطن مین ہر دلعزیز ایسا بہلا ہمین کوئی اب بتا دو

ہوی ہے اسکی وفات جبدم فلک سے ای بادشاہ مجھکو
صدا یہ آئی ہے - این جہان سے محمد اعظم گئے - سنا دو
۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی قاضی قادر محی الدین صاحب المتخلص بہ اظہر ساکن پیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

چل بسے دنیا سے ہے ہے شاعر شیرین کلام
ابر رحمت سائبان ہو قبر پر شام و پگاہ

جستجو تاریخ کی تھی دل نے بولا فی البدیہہ
رحلت قادر محی الدین ہے افسوس آہ
۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ وفات حضرت شمس العلما مولنا مولوی شاہ محمد رکن الدین صاحب قادری ویلوری

نور اللہ مرقدہ جو اخبار مخبر دکن مدراس مین شائع ہوا تہا

حسرتا ای بستم ماہ صیام
تونے دکہلایا وہ غمگین واقعہ
کون اس غم سے نہین ہے اشکبار
چاک سینہ ہے کسیکا مثل گل
کوئی ملتا ہے کف افسوس و غم
یعنی یک شیخ زمن راہی ہوا
مہر کے مانند روشن جسکا نام
سید السادات عالی منزلت
مولوی حاجی و مرشد رہنما
مثل جود مرتضی تہا جسکا جود
تہا مجسم وہ سراپا خلق سا
جابجا اسکے مرید و معتقد
جمع تہے اسکے جنازہ پر جو لوگ
جلسہ ہائے تعزیت ہر شہر مین
موت ایسے شیخ دین کی ناگہان
یاالہی اسکی روح پاک پر
جنت الفردوس ہو اسکا مقام

صبح محشر تیسری گویا صبح تہی
دہوم جسکی سارے عالم مین مچی
کسکو اب حاصل نہین رنج دلی
شکل غنچہ ہے کسیکو بیکلی
کوئی حیران ہے پریشان ہے کوئی
جانب عقبی بحکم ایزدی
شاہ رکن الدین محمد قادری
جان زہرا و علی آل نبی
مجمع اوصاف صوری معنوی
خلق جسکا مثل خلق احمدی
یک جہان گرویدہ اسکا واقعی
ہین ہزارون سیکڑون پیر و صبی
کم سے کم جیسے الف کی تعداد تہی
ہو رہے ہین ہونگے اسپر اور بہی
ہے ہماری قوم کی بد قسمتی
اب ہو نازل دمبدم رحمت تری
التجا ہم بندگون کی ہے یہی

مصرع تاریخ لکہدو بادشاہ
وائے رحلت شاہ رکن دین کی

قطعہ تاریخ وفات جناب پاک ملکی محمد عثمان صاحب متوطن وانمباڑی جو انکی شرکاء کی فرمائش پر لکہا گیا

تھا ایک حامی دین تاجر خلیق بے مثل ذی وجاہت
بلند طالع بلند ہمت فہیم و دانا سخی دوران

کشادہ دست کرم تھا جسکا کیا نہ محروم جو کسیکو
تمام خویش و اقربا برادر ہین جسکے مرہون لطف و احسان

رجب کی بائیسوین تھی تاریخ روز یکشنبہ ای محبوب
ظہور وقت سحر تھا نکلی بحکم حق اسکے جسم سے جان

کیا ہے وہ انتقال جسدم بپا تھا سارے وطن مین ماتم
کوئی تھا جانسوز آہ بھرتا کوئی تھا مضطر کوئی تھا نالان

الٰہی کر سرفراز اسکو تو اپنی رحمت سے مغفرت سے
عجب نہین فضل سے ہے تیرے ملے جو جنت کا اسکو ایوان

تلاش سال وفات کی تھی کہا ز روئے الم فلک نے
کیا بملک بقا ہے افسوس پا کملگی محمد عثمان
۱۳۲۵ھ

قطعہ تاریخ انتقال جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ہدایت بھی ضلالت بھی ہے یارب تیرے قبضہ مین
ہمین معلوم کیا ہے تجھکو ہے زیبا تری حکمت

تماشا یک نہ یک نادر نظر آتا ہے دنیا مین
عجب جلوہ دکھاتی ہے تری نیرنگی قدرت

مسیحیت کے تھے جو مدعی مرزا غلام احمد
ہر یک جا ہند مین برپا تھی جنکے نام کی شہرت

مرید و معتقد موجود ہین اب سیکڑون انکے
یہ سچ ہے جو نئی ہو بات ہے اسمین بڑی لذت

کیا کرتے تھے پیشین گوئیان غیرون کے مرنیکی
نہ تھی معلوم انکو حیف اپنی مرگ کی ساعت

برا ہو یا بھلا ہو نام تو چمکا دیا اپنا
رہیگی مدتون تک صفحہ تاریخ کو زینت

کچھ اس مین شک نہین تھی یادگار خلق ذات انکی
لکھون تاریخ رحلت یہ مری بیجا نہین جرأت

لب اخبار سے آئی صدا ای بادشہ مجھکو
مسیح قادیانی کی ہوی لاہور مین رحلت
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب خطیب عبدالرحمن صاحب المتخلص بہ خطیب متوطن وانمباری

کر گئے رحلت جہان سے حیف آج
متقی دیندار تھے کیسے ادیب

مجمع اوصاف انکی ذات تھی
تھے سراپا خلق وہ مرد لبیب

قرأت قرآن سنکر ان سے ہم
قلب مین پاتے تھے کیفیت عجیب

اللہ اللہ اب وہ روز حشر تک
لٹ گئی انکی بہار زندگی
التجا ہے بادشہ کی روز و شب

ہو گئے ہم سے جدا حق سے قریب
نوحہ خوان ہم ہین مثال عندلیب
بخشدیجے انکو ای رب مجیب

لوح مرقد کے لیئے لکھا ہون سال
ہے یہ قبر عبد رحمن خطیب
۱۳۰ ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم سید حسین صاحب متوطن کڑپہ جو مراسلہ تعزیت کے ساتھ جناب خان بہادر حکیم سید عبد المجید عرف منجو میان صاحب فرزند مرحوم کو روانہ کیا گیا اور اخبار شمس الاخبار مدراس مین شائع ہوا

حیف سید حسین عالی شان
چھوڑ کر اس سرائے فانی کو
اسکے اوصاف یاد آتے ہین
دیجیئے خلد مین جگہ اسکو

یک جہان پر تہا جسکا فیض عمیم
ہوا دار البقا مین آج مقیم
تیغ غم سے ہمارا دل ہے دو نیم
رحم کر اس پر ای خدائے رحیم

بادشہ نے لکھا یہ سال وفات
گم ہوا آج بے نظیر حکیم
۱۳ ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم سید عقیل علی صاحب المعروف بہ حکیم سید صاحب غفر اللہ لہ متوطن وانمباڑی

طبیب نامور دنیا سے گزرا
خلیق و بامروت تجربہ کار
کمال اوسکو تہا تشخیص مرض مین
تہا سید صاحب اوسکا نام مشہور
برس پچیس سے افزود گزرے
نہ رنجیدہ ہوا مجہہ سے کسی دن

خلائق کو ہوا صدمہ یہ جانکاہ
کہان پہر پائین ایسا اللہ اللہ
کہ جسکے ڈاکٹر قائل تھے ہر گاہ
ہر یک واقف تھے ہس سے اور آگاہ
محبت مجہسے وہ رکہتا تہا دلخواہ
نہ مین نے لی تجاہل کی کوئی راہ

کرم سے اپنے یارب بخش اسکو
محبون کی دعا ہے یا الہی
تری رحمت نہین زنہار کوتاہ
کہ دایم خلد ہو اسکی گزرگاہ

جو پوچھا بادشہ نے سال رحلت
کہا دل نے۔ غم سید عقیل آہ

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب ساہوکار حاجی محمد بادشاہ صاحب مرحوم ساکن مدراس

ای زوجۂ حاجی بادشاہ نامی
ہاتف نے کہا یہ بادشہ سے فی الغور
دنیا کا چلے چھوڑ کے تم معمورہ
تاریخ وفات ہے یہی۔ مغفورہ

قطعہ تاریخ وفات جناب بی بی۔ عبد الرحمن صنا المتخلص بہ شاد متوطن وانمباڑی

ہے بے ثبات دنیا دنیا مین کوئی انسان
ہرگز نہین رہیگا ہرگز نہین رہا ہے
دور ونہ زندگی پر ہے کیا گھمنڈ ہمکو
اعمال نیک کا کچھ ہم مین نہین پتہ ہے
یک دوست تھا ہمارا ذی خلق ذی مروت
رحلت سے اپنی سب کو کیا داغ دیگیا ہے
فہم و فراست اسکی علم و لیاقت اسکی
اور اسکی دینداری مشہور جا بجا ہے
صبر و شکیب دیجے سب دوستون کو یارب
تیری رضا پہ راضی رکھ بس یہی دعا ہے

ای بادشاہ لکھدو تاریخ رحلت اسکی
اب انتقال عبد الرحمن شاد کا ہے

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی حسن میان صاحب مرحوم ابن جناب مولنا شاہ سلیمان صاحب پھلواری

شہ سلیمان کا پسر افسوس
گیا دنیا سے وائے ناکامی
زاہد و متقی تھا عالم تھا
اور سچا تھا قوم کا حامی
پختگی اسکے ہر سخن مین تھی
اسکی تحریر مین نہ تھی خامی
حب دین سے دل اسکا تھا معمور
تھا رگ و پے مین جوش اسلامی
رہین راضی رضائے حق پہ ہم
ہے عبث ذکر رنج و آلامی

خلد میں اسکو دے جگہ یارب	التجا ہے بدرگہ سامی

بادشہ نے لکھا ہے سال وفات
آہ داغ حسن میاں نامی

قطعہ تاریخ وفات نواب خورشید النسا بیگم صاحبہ مرحومہ جدۂ نواب سر غلام محمد علی خان بہادر جی سی ای - ای - پرنس آف آرکاٹ

دار دنیا سے گئیں دار البقا	بیگم والا گہر عالی صفات
بذل وجود و لطف و احسان میں تھے	گویا وہ مصدر یہ سارے مشتقات
یک قیامت ہے بپا مدراس میں	محو رنج و غم ہیں سب دن اور رات
جنت الفردوس میں ہو انکا مقام	احد ابرے کرم سے دے نجات

بادشہ نے معمہ میں ان کا سال
لکھ دیا - خورشید بیگم کی ممات

ایضاً

ہو گئیں فوت بیگم خورشید	باعث رنجش قلوب ہے یہ
بادشہ معمہ میں لکھدو سال	آہ کیا شمس کا غروب ہے یہ

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا الحاج مولوی محمد بشیر صاحب غفر اللہ لہ ساکن وانمباڑی

واقف تھا کون کسکو تھا معلوم جز خدا	ناگہ ہوی ممات محمد بشیر کی
یکتا تھا علم و فضل میں اور بذل و جود میں	کیا مغتنم تھی ذات محمد بشیر کی
کسکو نہیں ہے اسکی لیاقت کا اعتراف	شہرت تھی شش جہات محمد بشیر کی
تھا وہ قبیلہ پرور و ذی خلق ذی ہمم	نقی بات بھی نبات محمد بشیر کی
پینسٹھ سال سے متجاوز نہو گا سن	ہے ہے تھی کم حیات محمد بشیر کی
تھا حالت مرض میں عجب مستقل مزاج	اللہ رے ثبات محمد بشیر کی

سب دوستون کو کیون نہ رلائیگی مدتون
عالم تہا اور حاجی و عابد خدا شناس

فرقت دن اور رات محمد بشیر کی
کیونکر نہو نجات محمد بشیر کی

لکھدیجئے یہ مصرع تاریخ **بادشاہ**
افسوس اب وفات محمد بشیر کی

قطعہ تاریخ وفات جناب ڈکو حاجی بہاء الدین صاحب مرحوم متوطن وانمباڑی

نیک باطن نیک طینت دین کے عاشق تھے حیف
بے سر اندیشہ ہاتف نے کہا سال وفات

اندنون دنیا سے ملک آخرت کی لی ہے راہ
رحلت جنت مکان حاجی بہاء الدین آہ

ایضا

وا دریغا حاجی الحزین مرد متقی
سال اسکا ہاتف غیبی نے مجھہ سے ناگہان

دار دنیا سے گیا اب جانب دار البقا
رحلت ڈکو بہاء الدین دانشور کہا

قطعہ تاریخ وفات ہز مجسٹی کنگ ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلنڈ و قیصر ہندوستان آنجہانی

اے شہ ایڈورڈ ہفتم بادشاہ مہربان
مضطر و مغموم تیری مرگ سے ہے یک جہان

تار برقی آئی کیا لندن سے تیری موت کی
خرمن دلہائے عالم پر گرادین بجلیان

موت کی صرصر نے دم بھر مین اسے ویران کیا
کیا تر و تازہ تہا تیری زندگی کا گلستان

کسکا دل کسکا جگر اس غم سے متاثر نہین
کلمہ افسوس سے خالی ہے اب کسکی زبان

صفحہ ہستی سے ہے ہے گم ہوا تیرا وجود
اب کہان ڈہونڈین کدہر دیکھین تجھے پائین کہان

دونون حصے لیتے ہین تیرے غم و اندوہ مین
یکطرف سے ملک انگلنڈ یکطرف ہندوستان

گو نہ اپنے عہد مین تو ہند مین آیا مگر
تیری شفقت کی نظر پھرتی تہی ہر جا دوان

تار تیری تعزیت کے کیا لگا تار اندنون
ہر طرف سے لارڈ منٹو کی خدمت مین روان

سارے امرا سارے وزرا ہین مقر اس مرگ کے
فہم و دانش مین تہی تیری ذات یکتائے زمان

تجھکو بھی یک خاص انسیت اہل ہندوستان سے
چاہتا تہا ہر طرح سے انکی تو بہبودیان

تو نے اسکیم ریفارم ہند مین جاری جو کی
ممبری کونسل کا تو نے حق انتخاب
یکزی کیٹو کونسل کی ممبری بہی تو نے دی
شورش بنگالہ تیرے عہد مین پیدا ہوی
انکا پورا انتقام سوقت پر تو نے لیا
جنگ و خونریزی سے تیری طبع کو نفرت رہی
نقش دلپر مدتون تیرے رہین اوصاف نیک
با ادب ہم اب بجا لاتے ہین رسم تعزیت
جارج پنجم تیرا جو فرزند عالی جاہ ہے
ہے یقین ہمکو رہے بیشک وہ تیرا ہمصفت

ہم رعایا کو بنایا ہے نہایت شادمان
ہم مسلمانون کو بخشا ہے لطف بیکران
پائی اہل ہندنے ابتک کہان یہ عزو شان
ایک مدت تک رہا انجان تو بیگمان
حد سے متجاوز ہوین جب باغیونکی شوخیان
پس میکر تجہکو سب کہتے ہین عقلائے زمان
عہد والا کی تری کسطرح بہولین خوبیان
ہمکو تیرے خاندان سے ہین دلی ہمدردیان
جانشینی سے ہے اسکی ہمکو حاصل عزو شان
تیرے الطاف و نوازش کا ملے اس سے نشان

بادشہ تم یہ سناد و مصرع سال وفات
رحلت ایڈورڈ ہفتم شاہ عالی دودمان
۱۹ ۱۰ ع

نظم تاریخی جو جناب حاجی حکیم محمد عبد الباسط صاحب غفراللہ لہ ابن جناب حاجی حکیم محمد عبد العزیز صاحب موطن مدراس کی وفات پر لکھی گئی۔

اللہ اللہ قادر مطلق ہے اسکی پاک ذات
وہ جو کچھ چاہے کرے اسکا مزاحم کون ہے
عاجز و ناچار ہم اسکے ہین سارے بندگان
اسکی قدرت اسکی عظمت سب سے ہے اعلیٰ ترین
کون ہین کیا ہین ہمارا کچھ بہی ہے نام و نمود
ہم امانت دار سب چیز و نکا مالک ہے وہی
ہمکو ہے لازم رہین ہر وقت راضی برضا

اسکے ہی قبضہ مین ہے عالم کی سب موت و حیات
دو جہان محکوم اوسکے اسپہ حاکم کون ہے
دخل اسکے کام مین دین ہمکو یہ طاقت کہان
اسکا ہمسر ہو منو کوئی نہین کوئی نہین
اسکی ہستی کے مقابل کیا ہمارا ہے وجود
لے جو مالک ملک اپنی اسکا شکوہ احمقی
صابر و شاکر رہین رنج و خوشی مین برملا

بندگی ہی یہی اسکی اطاعت ہے یہی   دین و دنیا مین سعادت کی علامت ہے یہی
واقعہ پر درد یک مدراس مین گزرا ہے آہ   جسپہ کرتا ہے ہر یک افسوس و حسرت کی نگاہ
مسمیٰ باسط نام تہا ایک صاحب فہم و تمیز   نامور جسکا پدر حاجی حکیم عبدالعزیز
تہا پدر کو ناز یہ ہے سر بسر لائق پسر   تہا پسر کو فخر یہ اپنا معزز ہے پدر
حاجی اسحٰق تہا وہ اور مرد متقی   دینداری اس مین تھی پرہیزگاری اسمین تھی
عمر سی سالہ تھی جسکی نوجوان نیکو خصال   جسکی خوش خلقی تہی سب مین بے نظیر و بے مثال
جسکو تھا اپنے بزرگونکا بڑا پاس ادب   جسکو تھی مدنظر تعظیم انکی روز و شب
طبع مین اسکے متانت اور تھی سنجیدگی   باوجود اپنے تمول کے تہی یکسر عاجزی
صحبت بد سے برے افعال سے رہتا تہا دور   نیک کامون کی طرف جسکو تہی رغبت بالضرور
فارسی اردو مین کامل ہین مہارت جسکو تہی   اور انگریزی مین بھی خاصی لیاقت جسکو تہی
ہے مقرر وہ جو انگریزی کمرشل کی کلاس   امتحان اس مین دیا اسنے کیا تہا اسکو پاس
اسکی محتاج و مساکین پر تھی شفقت کی نظر   تا بمقدور انکی کرتا تہا اعانت سر بسر
پارچہ کے تہا تجارت پر وہ مائل بالدوام   اور کوچہ مین گرہنک کے تہا تجارت کا مقام
تیرہوین شوال کی تہی یکبیک آئی بلا   شکوہ ہیضہ مین یعنے ہوگیا وہ مبتلا
نوبجے شب کے کیا ہے آہ اسنے انتقال   دل پہ سارے اقربا کے دے گیا رنج و ملال
ماہ ذیقعدہ کی پہلی روز دوشنبہ کا تہا   دفن سب نے آہ کیسے گنج خوبی کو کیا
آہ و زاری مین ہوے مصروف سب خورد و کلان   درد و رنج و غم کا ہر چہرہ سے ظاہر تہا نشان
تہا جگر خستہ پدر اسکا بحال دلفگار   چہٹ گیا تہا بہائیون سے دامن صبر و قرار
خاصکر زوجہ کی اسکے غم سے تہی حالت عجیب   کہتی تہی مجہ سا نہین دنیا مین کوئی بدنصیب
پہر کہان دیکھون مین اسکو ای مرے پروردگار   دل مرا سوزان ہے اور میرا کلیجہ داغدار
کوہ غم سر پر گرا ہے مین سنبہالون کسطرح   زندگی کے اپنے یہ ایام کاٹون کسطرح

الغرض تھا جو ارادہ مین خدا کے وہ ہوا
گریہ و زاری سے بے صبری سے ہے کیا فائدہ

کچھ نہین چارہ یہان ہمکو بجز صبر و سکون
انا للہ کہتے اور انا الیہ راجعون

روح پر مرحوم کے فضل تو یارب مدام
دیجیے خلد برین مین اسکو اعلیٰ تر مقام

خواہش تاریخ رکھتا ہے اگر کوئی بشر
ہے (قیل ہیضہ) یہ تاریخ رحلت مختصر
۱۳۴۵ھ

ختم کردے بادشہ یہ داستاں پر الم
غم سے بھر آتا ہے سینہ چل نہین سکتا قلم

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا مولوی عبد القادر بادشاہ صاحب غفرلہ مدرس اوّل مدرسہ باقیات الصالحات ویلور

فاضل یکتا ادیب باقیات الصالحات
ناگہان دنیا سے اس نے آخرت کی لی ہے راہ

کیا فن تدریس مین حق نے دیا اسکو کمال
سارے علمائے زمان کرتے تھے ہمکا عز و جاہ

اسکے شمع وعظ پر پروانے سب پیر و جوان
قوم تھی اسپر فدا وہ قوم کا تھا خیر خواہ

ملک مین پھیلے ہوئے تھے اسکے انوار فیوض
تھا سما پر وہ جنوبی ہند کے رخشندہ ماہ

عالم حید پھر ایسا کب نظر آتے ہمین
کم نصیبی کی ہماری اسکی رحلت ہے گواہ

اسکے اولاد و اقارب کا نہ پوچھو درد و غم
روز روشن ہو گیا انکی نگاہون مین سیاہ

ہے جدا وہ مدرسہ سے جیسے گلشن سے بہار
باغ گلون سے بو کے گل زائل ہوی بے اشتباہ

یا الٰہی صالحون مین اسکو تو محشور کر
جنت الفردوس ہو اسکے لیے آرامگاہ

بادشہ یہ مصرع تاریخ تم لکھدو سلیس
ہو گیا ہے انتقال عبد قادر بادشاہ
۱۳۴۵ھ

قطعہ تاریخ وفات دختر جناب خطیب رکن الدین صاحب متوطن ترپاتور ضلع شمالی آرکاٹ

ہائے افسوس گئی دنیا سے
رکن دین شمع ہدیٰ کی لڑکی

بادشہ نے سن رحلت یہ کہا
داخل خلد زبیدہ ہے ہوی
۱۳۴۵ھ

تاریخات کتب

قطعہ تاریخ دیوان شاکر تصنیف جناب حاجی محمد عبد القادر صاحب شاکر متوطن وانمباڑی

صد مرحبا یک سر محب نے
ہین پیارے پیارے اشعار اسکے
لفظ او معنی آپس مین ہین یون
دیکھیں پڑہین اور داد اسکی دین سب

لکھا ہے دیوان کیسا خوش اسلوب
طرز بیان ہے ہر دلکو مرغوب
وہ اسکا مفتون یہ اسکا محبوب
لطف سخن ہے جن جن کو مطلوب

ای بادشہ تم تاریخ لکھدو
دیوان شاکر دلچسپ ہے خوب
۱۳ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ مثنوی نالۂ شاکر تصنیف صاحب موصوف

لکھی کیا مثنوی تونے اے شاکر
دل عاشق نہ کیون حیرت زدہ ہو
لکھون گر اسکو بام حسن خوبان

ہوا ظاہر غم دیرینۂ عشق
سکندر تو ہے یہ آئینۂ عشق
ہے ہر یک شعر اسکا زینۂ عشق

لکھو ای بادشہ تاریخ اسکی
ہے نیکو مثنوی گنجینۂ عشق
۱۳ ھ ۵

ایضاً

عمدہ ترین مثنوی طبع ہوی اندنون
اہل سخن ہین فدا اسکے مضامین پر
حسن بیان دیکھکر جی ہے یہی چاہتا
ہے یہ خدا سے دعا اسکی ہو شہرت درون

کیون نہ یہ مرغوب دل خلق مین ہو بالعموم
شمع پہ پروانون کا رہتا ہے جیسے ہجوم
لیجئے بڑہکر ابھی دست مصنف کو چوم
ہند کی سرحد سے تا مصر و عرب شام و روم

فکر سن طبع جب مجھکو ہوی بادشاہ
دل نے کہا خوب ہے نالہ شاکر کی دہوم
۱۳ ھ ۵

قطعہ تاریخ زواجر منظوم تصنیف جناب منشی عظیم الدین صاحب متخلص بہ عظیم متوطن ہیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

کہدن ایسا اٹھایا بار عظیم	کسنے لکھا زواجر منظوم
مثل شاہد بہ جلہ گاہِ نظم	جلوہ آرا زواجر منظوم
آفرین مرحبا لگا کہنے	جس نے دیکھا زواجر منظوم
گلشن امر و نہی خالق مین	گل نکہتا زواجر منظوم
یادگار مصنف ذی جاہ	ہے یہ اعلےٰ زواجر منظوم
تا قیامت نہ کیون رہے باقی	تیرا چرچا زواجر منظوم

بادشہ سال طبع نم لکھدو
کیا ہے زیبا زواجر منظوم

قطعہ تاریخ مثنوی نغمۂ توحید تصنیف جناب ابو العرفان شاہ محمد عبد الرحمن صاحب فاروقی تسلیم مجدد علوم صوفیہ

لکھی مثنوی خوب تسلیم نے	ہزار آفرین اور صد مرحبا
مرے طبع نے بادشہ بہر سال	تصوف کا پاکیزہ دفتر کہا

قطعہ تاریخ رسالہ ہدایۃ الاخوان تصنیف جناب مولٰنا الحاج مولوی عبد الہادی صاحب متوطن وانمباڑی

جناب مولوی الحاج عبد ہادی نام	یگانہ منتخب عالمان دین ہے یہہ
رسالہ فن تجوید اس نے خوب لکھا	مدام قابل تحسین و آفرین ہے یہہ
ملیگا حشر مین خالق سے اسکا اجر عظیم	ذرا بھی شک نہین واللہ ہمین یقین ہے یہہ
بیان ہو ہم سے کہان وصف اس رسالہ کا	پسند اہل نظر حرز نا یقین ہے یہہ
نہین فقط طلبا ہونگے مستفید اس سے	فروغ بخش کمال معلمین ہے یہہ
یہہ کہہ رہا ہے ہر یک شائق فن تجوید	مکان دل کیلیئے واہ کیا مکین ہے یہہ

رقم کیا قلم بادشہ نے مصرع سال
زہے ہدایت اخوان مومنین ہے یہہ

قطعہ تاریخ کتاب السکینہ فی اخبار المدینہ تصنیف جناب الحاج محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر متوطن مدراس

الله الله یہ رسالہ — مطبوع ہو الطرز مرغوب
ہر حرف حسین ہے مثل یوسف — ہر دائرہ گویا چشم یعقوب
مسجد کا یہ اسکے تذکرہ ہے — جسکی ہمت سے ہم ہین منسوب
خواہان نہین اسکا کون مومن — کس کے دل کو نہین یہ مطلوب
محبوب خدا کے شہر کا حال — کیونکر نہو یک جہان کو محبوب
یک فاضل دہر کی ہے تالیف — انداز بیان ہے کیا خوش اسلوب
اعمال مین تیرے ای مولف — بیحد ہو ثواب اسکا محسوب

تاریخ لکھی ہے بادشہ نے
یہہ تحفۂ مومنین ہے خوب

قطعۂ تاریخ رسالہ النسب معروف بہ تحقیقات فخری تصنیف جناب مولٰنا الحاج مولوی حکیم شاہ سید محمد فخر الدین صاحب نقوی فخری سیلاپوری مدراس

مسلمانو! یہ سب مین عمدہ تر ہے — بہت ہین یون تو تصنیفات فخری
دکھاے خوب فرق حق و باطل — یہ توضیحات و تفہیمات فخری
عجب کیا ہے نصاری کے دلون پر — موثر ہون جو تصدیقات فخری

زروے آفرین ای بادشہ تم
لکھو تاریخ تحقیقات فخری

قطعۂ تاریخ رسالہ البشارت تصنیف مولانائے موصوف

مقابل ہو توحید تثلیث سے کب — وہ مہر منور ہے ظلمات سے یہہ
بھلا ایک ہو تین اور تین ہون ایک — ای نصرانیو کیا خرافات ہے یہہ
منزہ فقط ایک ذات خدا ہے — نہین ہے شریک اسکا حق بات ہے یہہ
محمد نبی خاتم المرسلین ہے — ہے افضل ترین سب مین کیا ذات ہے یہہ

بشارت جتنے ہین اگلے کتب مین
بمصداق جملہ بشارات ہے یہہ
چھپا اندنون نسخۃ البشارۃ
مدلل بہ انجیل و تورات ہے یہہ
مولف جو اسکا ہے مولنا فخری
سزاوار فخر و مباہات ہے یہہ
یہہ فاضل ہے سید ہے عالی مراتب
زہے منبع فیض و برکات ہے یہہ
مباحث ہے اعلیٰ مناظر ہے یکتا
مہ اوج علم وکمالات ہے یہہ
ہزار آفرین ای مؤلف ہو تجہہ پر
نصاریٰ پہ بازی تری مات ہے یہہ
موثر ہے طرز بیان باسلاست
دکہایا ہے دن یہ ہے اور رات ہے یہہ
جو دیکھے یہ تالیف وہ کہہ اٹھیگا
بلاشک اہم مہمات ہے یہہ
اسی کو ہین تبلیغ اسلام کہتے
یگانہ بہ جملہ مثوبات ہے یہہ
خدا و نبی تجہہ سے راضی نہ کیون ہو
کہ اعظم ترین ہدایات ہے یہہ

لکہو بادشہ سال طبع رسالہ
بشارات احمد کا اثبات ہے یہہ
۱۳۱۹

نظم

جو جلسہ عام انجمن خیرخواہ عام گوبندپور واقع و انبارٹی کیلئے لکہی گئی تھی

مرحبا ساکنان گوبندپور
حبذا مومنان گوبندپور
انجمن آپ نے جو کی قایم
بڑہگئی عز و شان گوبندپور
فیض پاتے ہین جس سے صبح و مسا
سارے پیر و جوان گوبندپور
مدرسہ ایک از پئے نسوان
کیا جاری میان گوبندپور
انجمن اور مدرسہ دونون
گویا تن اور جان گوبندپور
زیور علم سے مزین اب
ہونگے سب دختران گوبندپور
نام تاحشر کیون نہ ہو باقی
زہے زندہ دلان گوبندپور

چندہ دس روپے ماہوار دیئے	ایک عالی نشان گوبندپور
نام اسکا ہے ٹی امین آلدین	زبدۂ تاجران گوبندپور
اور بھی حسب حوصلہ چندہ	دیتے سب عمدگان گوبندپور
اور دیگر محلے والے بھی	ہوگئے مہربان گوبندپور
رقم چندہ سے جو کیئے تائید	سب ہین یہ قدردان گوبندپور
شکر سب معطیون کا ہے لازم	آفرین حامیان گوبندپور
یا الہی ہو تیرا فضل و کرم	دمبدم پاسبان گوبندپور
تب بہے ابر کرم سے ہوا فزون	رونق گلستان گوبندپور

مین بھی ہون **بادشاہ** انروزون
شاعر خوش بیان گوبندپور

رباعیات

مندرجہ ذیل رباعیات مولانا حالی کے مصرعہ پر لکھی گیئن اور رسالہ تعلیم و ہنباڑی بابت رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ ہجری مین شایع ہوین

جو کام شریعت کے صریحا ہو خلاف	ہو گا نہ ضرورت سے زمانے کے معاف
ہے شرع پہ اب ضرورت زمانہ فائق	انصاف انصاف آہ انصاف انصاف

ولہ

کہتا ہے کوئی پردۂ نسوان ہے معاف	ترمیم فرایض مین کسیکو ہے لاف
پابند نہین دین کے دعوی دین کا	انصاف انصاف آہ انصاف انصاف

ولہ

اسلاف کے ہم مین نہین گرچہ اوصاف	کہلاتے ہین آخر تو ہین کے اخلاف

کچھہ قدر نہین ہم کو ہے اس نسبت کی ۔ انصاف انصاف آہ انصاف انصاف

مندرجہ ذیل رباعیات اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس مین شائع ہوی تھین

عید آئی ہے تہین ای اہل نظر مبارک ۔ اس بہجت و طرب کا سب پر اثر مبارک
ہر سمت سے صدا یہ کانون مین آ رہی ہے ۔ عید الفطر مبارک عید الفطر مبارک

ایضاً

بلبل کو گل مبارک گل کو چمن مبارک ۔ جان کو بدن مبارک لب کو سخن مبارک
عید الفطر مبارک ہے جیسے مومنون کو ۔ قومی رپورٹ تمکو اہل زمن مبارک

ایضاً

ادہر ہم سب کو فرحت عید کی ہے ۔ ادہر یورپ مین تیغ اب چل رہی ہے
خوشی اور غم ہین دونون طفل توام ۔ خوشی ہے غم مین اور غم مین خوشی ہے

ایضاً

شاعری کی آرزو رکہتے ہین ہم دل مین کثیر ۔ کہنہ طرز شاعری کے ہین مقلد بے نظیر
یہ نہین معلوم آزادی ہو کب حاصل ہمین ۔ فرضی معشوقون کے ہم ہین زلف پیچان مین اسیر

ایضاً

متبدل کیون کر نہو دنیا مین حال شاعری ۔ عشق فرضی کو سمجھتے ہین کمال شاعری
ہند مین پوچھے کوئی قومی تنزل کا سبب ۔ بے تحاشا مین یہ کہدونگا وبال شاعری

ایضاً

امر معروف سے جدا ہین ہم ۔ نہین منکر مین مبتلا ہین ہم
حشر مین کسطرح سے ہو گی نجات ۔ پارسائی سے پارسا ہین ہم

ایضاً

دین پر دنیا کبھی غالب نہین ۔ اسکا شائق ہکا کچھ طالب نہین

لیک ہے یون دین دنیا کے بغیر — روح یک موجود ہے قالب نہین

ایضاً

ہم رہو دنیا کے ہر یک کام مین — پر نہ آؤ دین کے الزام مین
دین و دنیا دونون ہم کو چاہیے — ہے کہان رہبانیت اسلام مین

ایضاً

قومی خدمت مایۂ بہبود دین — قوم کے محسن پہ صدہا آفرین
کسطرح بھولین یہ فرمان خدا — لا یضیع اللہ اجر المحسنین

ایضاً

جائز کوئی می کو ہے بتاتا گمراہ — بے پردہ ہون نسوان کسی کو ہے چاہ
بازیچۂ اطفال بنا ہے مذہب — لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ایضاً

بے پدری عیسیٰ کا ہے قرآن گواہ — منکر اسکا ہو کون غیر از گمراہ
کہتے ہین یہ ہے خلاف عقل و فطرت — لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ایضاً

رہبر راہِ خدا ہے روزہ — دین و ایمان کی جلا ہے روزہ
حال کیا اسکا ہو عمدا جس نے — ترک خواہش سے کیا ہے روزہ

ایضاً

گر لاکھ بھی جہان مین کمائین تو کیا ہوا — جو کچھ ہوا حصول وہ یک دن فنا ہوا
عبرت کیواسطے یہ سخن بس ہے بادشاہ — اقبال کو جو اولٹے تو وہ لا بقا ہوا

ایضاً

کوئی نعمت نہین دنیا مین مقابل اسکی — ملی خالق سے جو عزت تو سخن کو ہی ملی

بے خبر ہیں جو سخن سے میں نہیں کہتا ہوں	ذوق این می نشناسی بخدا تا نہ چشی

ایضاً

لیگ اور کانگرس پہ کرو غور کی نظر	دختر یہ دونوں ایک ہی ماں کے ہیں ہمسر
ہر چند اب بچاؤ کریں ممبران لیگ	چھپتی نہیں ہے بات بناوٹ کی بال بھر

ایضاً

ای لیگ خلق میں ہے تو مورد عتاب کی	خود غرضیوں نے کیا تری حالت خرابکی
تیرے طمع کاریاں پوشیدہ کیوں رہیں	کھل جاتی ہے اخیر کو رنگت خضاب کی

مضامین نثر

انسان کیلئے مذہبی ضرورت

دنیا میں انسان کی زندگی سے بحد بیشمار ضرورتیں وابستہ ہیں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس سے انسان کو ہم مستثنیٰ کرسکیں از انجملہ جاہل کو علم کی ضرورت عالم کو خلائق کو مستفیض بنانے کی ضرورت شاعر کو عمدہ خیالات کی ضرورت بدن کو صحت کی ضرورت گرسنہ کو طعام کی ضرورت پیاسے کو پانی کی ضرورت مفلس کو مال وزر کی ضرورت تاجر کو سرمایہ کی ضرورت دہقان کو آلات کشتکاری کی ضرورت وغیرہ وغیرہ ہم جہاں تک غور کریں جسقدر خیال کو بلند کریں ہماری گردوپیش طرح طرح کی ضرورتیں ہی نظر آرہی ہیں اگر ایک ضرورت حاصل ہوگئی تو پھر دوسری ضرورت حاصل کرنے کی جستجو رہتی ہے کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں ملتا جو تمام ضرورتوں سے فارغ ہوگیا ہو مہد سے لحد تک ہر انسان کو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے سواتے چارہ نہیں ہر ضرورت کی ایک حیثیت اور ایک رتبہ ہے حسب حیثیت حسب رتبہ ہمکو کاربند ہونا چاہئے ہمارے مضمون کا عنوان مذہبی ضرورت ہے یہ وہ ضرورت ہے کہ انسان کی کوئی ضرورت اسکے مقابل ہو نہیں سکتی تمام ضرورتوں پر مقدم تمام حاجتوں سے معظم حاجت ہے تو بس یہی ہے یہ وہ ضرورت ہے جسکے لئے صدہا ہزارہا انبیائے کرام دنیا میں مبعوث ہوئے یہ وہ ضرورت ہے جسپر ہمارے روحانی اور جسمانی اصلاح کا انحصار ہے۔ یہ وہ ضرورت ہے جسپر دنیا و دین کی تمام خوبیوں کا دارومدار